المرشد

ماھنامہ چکوال

اگست
2004ء

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

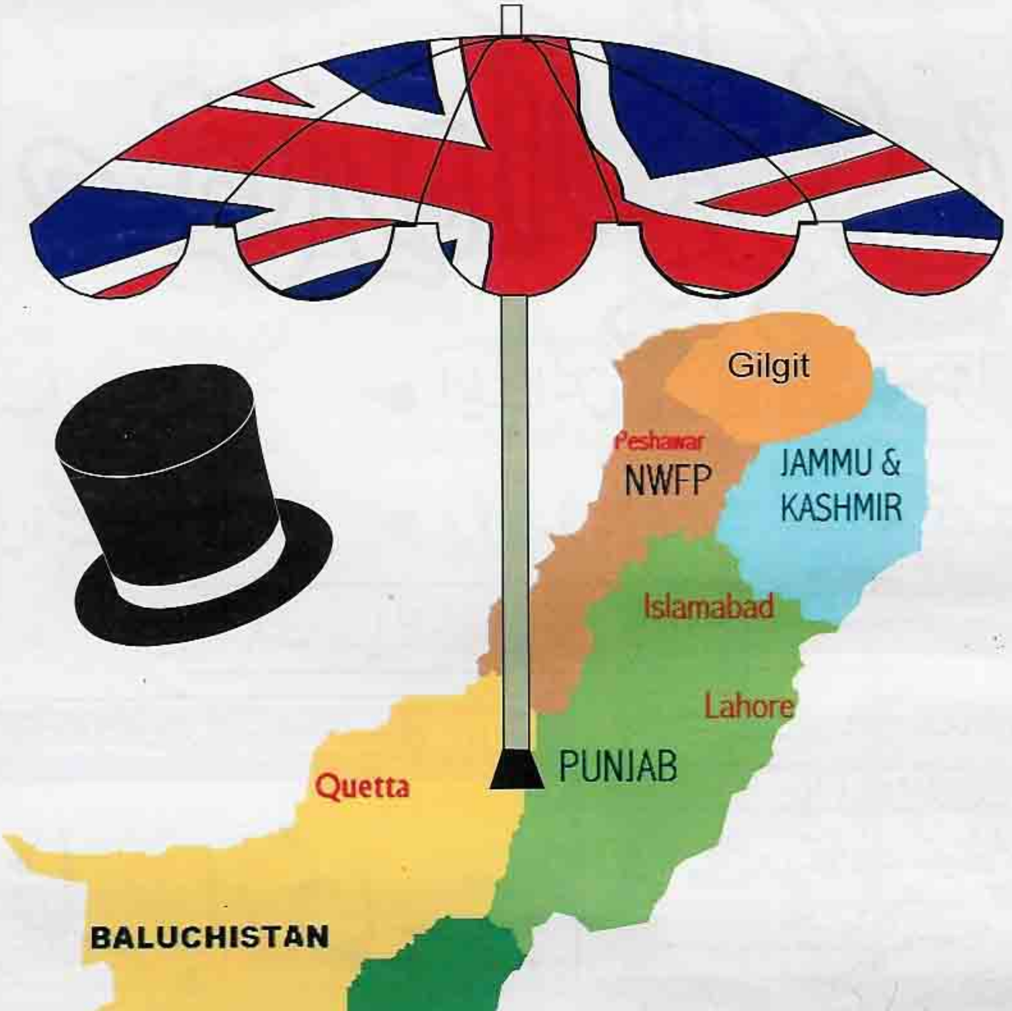

غلامانہ نظام کی چھتری تلے............کیا ہم آزاد ہیں؟

ماہنامہ المُرشد چکوال

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

اگست 2004ء جمادی الثانی / رجب ۱۴۲۵ھ

جلد نمبر 25 * شمارہ نمبر 13

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر : ضمیر حیدر

سرکولیشن مینیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

اس شمارے میں

1- (اداریہ)	محمد اسلم	3
2- انٹرویو امیر محمد اکرم اعوان	محمد اسلم، ضمیر حیدر	4
3- ذکر الٰہی سے محرومی زوال کا سبب ہے	امیر محمد اکرم اعوان	7
4- اسلام جہالت کے خلاف ہے	امیر محمد اکرم اعوان	15
5- اللہ مومن کا ولی ہوتا ہے	امیر محمد اکرم اعوان	23
6- توبہ گناہ سے رک جانے کا نام ہے	امیر محمد اکرم اعوان	32
7- اسلام دنیا کو دین بنانے کا نام ہے	امیر محمد اکرم اعوان	38
8- درود شریف کا مفہوم	امیر محمد اکرم اعوان	50
9- یہ کیا ہو گیا............!	اوریا مقبول جان	55
10- مراسلات	قارئین	56

بدل اشتراک	سالانہ
پاکستان	250 روپے
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	
مشرق وسطی کے ممالک	100 ریال
برطانیہ۔یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

ناشر۔ پروفیسر عبدالرزاق | انتخاب جدید پریس ۔ لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد اے۔ٹی۔ایم۔بلڈنگ، پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد۔فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk

E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المُرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔فون 042-5182727

اویسیہ سوسائٹی میں اداروں کے جھگڑے میں ملوث
ہو کر جس سے اذیت ناک صورت حال پیدا ہوئی
میں اس غلطی کو محسوس کرتے ہوئے معافی کا طالب ہوں
نیز آئندہ کیلئے میں ذاتی طور پر اداروں سے کنارہ
کشی اختیار کرتے ہوئے ان سے قطع تعلق کرتا ہوں۔
اس ضمن میں جو تحریر و تقریر مجھ سے سرزد ہوئی
اس غلط فہمی و کج فہمی سے جن احباب کی دل آزاری
ہوئی مجھے معاف فرمادیں اور میرے حق میں دعا کریں کہ
اللہ کریم آئندہ ایسی صورت حال سے محفوظ رکھے۔

[signature]
23/5/2006

اویسیہ سوسائٹی میں اداروں کے جھگڑے میں ملوث ہوکر جس سے اذیت ناک صورت حال پیدا ہوئی میں اس غلطی کو محسوس کرتے ہوئے معافی کا طالب ہوں نیز آئندہ کیلئے میں ذاتی طور پر اداروں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے ان سے قطع تعلق کرتا ہوں۔ اس ضمن میں جو تحریر وتقریر مجھ سے سرزد ہوئی اس غلط فہمی وکج فہمی سے جن احباب کی دل آزاری ہوئی مجھے معاف فرمادیں اور میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ کریم آئندہ ایسی صورتحال سے محفوظ رکھے۔

اداریہ

ہم آج بھی غلام ہیں

یہ کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ مسلمانانِ برصغیر جس ظالمانہ نظام کے خلاف ایک صدی سے زیادہ عرصہ برسرپیکار رہے' پاکستان پر وہی انگریز کا ظالمانہ نظام آج بھی مسلط ہے حکمران طبقہ اس نظام سے آج تک اس لئے چمٹا ہوا ہے کہ اس نظام نے انہیں آقائیت دے رکھی ہے' انہیں گورا صاحب کی طرح لامحدود اختیارات دے رکھے ہیں اور اس نظام ہی نے انہیں انگریز آقاؤں کی جگہ لا کھڑا کیا ہے۔ دنیا کا بدترین نظام ہم نے اپنے گلے میں ڈالا ہوا ہے جو محض غلاموں کو مزید غلام بنائے رکھنے کی خاطر بنایا گیا' یہ وہ نظام ہے جو انگریز کے اپنے ملک میں بھی نہ رائج ہے نہ چل سکتا ہے' یہ صرف ان ممالک کے لئے بنا جن پر انگریز قابض تھے اور جنہیں وہ اپنی غلامی میں رکھنا چاہتے تھے......... جشن آزادی منانے کی آج بھی ایک ہی صورت ہے کہ کافرانہ طرز زندگی' آمرانہ اندازِ حکومت' ظالمانہ نظام معیشت' غیر عادلانہ نظام عدالت اور جاہلانہ نظام تعلیم سے نجات حاصل کر کے رب کی دھرتی پر رب کا نظام نافذ کر دیں' ورنہ ہم اُس کافرانہ نظام کے غلام رہیں گے جس کے متعلق اسلامی ریاست کا خواب دیکھنے والے مردِ قلندر نے بہت پہلے آگاہ کر دیا تھا کہ

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟
چہرہ روشن' اندروں چنگیز سے تاریک تر

Mu— aslam

موجودہ ملکی اور عالمی صورتحال پر
امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کا تازہ ترین انٹرویو

سیاسی افق پر رونما ہونے والی تبدیلیوں اور موجودہ ملکی و عالمی صورتحال پر امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کے خیالات سے آگاہی کی خاطر مدیر المرشد چوہدری محمد اسلم نے ٹیلی فون پر ملاقات کا وقت لیا اور 20-7-04 کو دن 10 بجے جوائنٹ ایڈیٹر المرشد ضمیر حیدر کے ہمراہ دارالعرفان منارہ حاضر ہوئے۔ شیخ المکرم مدظلہ العالی اپنے مخصوص روایتی انداز میں خوش و خرم اور ہشاش بشاش دارالعرفان کے سامنے کھلی فضا میں واقع ڈیرے پر تشریف فرما تھے۔ تقریباً دو گھنٹے پر محیط ملاقات میں ہونے والی حضرت جی مدظلہ العالی کی بصیرت افروز گفتگو قارئین المرشد کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

انٹرویو۔ محمد اسلم
معاون۔ ضمیر حیدر

سوال:- ظفراللہ جمالی سے استعفیٰ لے کر انتہائی عجلت میں جس انداز سے فارغ کیا گیا ہے' آپ کے خیال میں اس عمل کی اصل وجوہات کیا ہیں؟

جواب:- پاکستان میں سسٹم جس انداز میں چل رہا ہے' اس میں سب سے زیادہ صوابدیدی طاقت صدر مملکت کو حاصل ہے' اس طاقت کو استعمال کرتے ہوئے ظفراللہ جمالی سے استعفیٰ لیا گیا ہے' جمالی صاحب کے بارے شکایتیں بھی ہوں گی مگر میرے نزدیک اصل وجہ یہ ہے کہ وزارت عظمیٰ کو اس انداز میں نہیں چلا سکے جس انداز میں چلانا چاہئے تھا۔ میں ایک واقعہ اس ضمن میں پیش کروں گا کہ ایک غیر ملکی سفر میں اخبار نویسوں نے جمالی صاحب سے سوال کیا کہ ''پاکستان میں امن نہیں ہے' غیر ملکی سرمایہ کار ایسے ملک میں کس طرح انوسٹمنٹ کر سکتے ہیں؟'' جمالی صاحب کو اس طرح جواب دینا چاہئے تھا کہ ہمارے ملک میں بدامنی کا کچھ مسئلہ ضرور ہے مگر ہم اس پر قابو پانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں' لیکن جمالی صاحب نے اس کے برعکس یہ جواب دیا کہ آدمی کو موت سے ڈرنا نہیں چاہئے، وغیرہ وغیرہ۔ ایسا جواب وزیراعظم کو زیب نہیں دیتا۔ ایسی کئی باتوں کے علاوہ ایک یہ بھی وجہ تھی کہ ان کو صوبوں پر گرفت نہیں تھی اور اُن کی پارٹی کے بہت سے لوگ ان سے ناراض تھے۔ صدر مشرف نے ان کو فارغ کرنے میں بہت جلدی کی اس کی وجوہات کیا ہیں، یہ مجھے معلوم نہیں۔

سوال:- ہندوستان میں ایک سابق وزیرخزانہ کو وزیراعظم بنا دیا گیا ہے اور پاکستان میں بھی وزیر خزانہ کو وزیراعظم بنانے کے لئے تیاریاں شروع ہیں تو کیا یہ بھارت کی تقلید ہو رہی ہے؟

جواب:- ہندوستان کے سابق وزیرخزانہ من موہن سنگھ پرانے سیاستدان ہیں۔ ان کا ایک سیاسی بیک گراؤنڈ ہے جبکہ ہمارے وزیر خزانہ کا کوئی سیاسی بیک گراؤنڈ نہیں ہے' شوکت عزیز نے بطور وزیرخزانہ بھی کوئی خاص کام نہیں کیا' عام آدمی کو کوئی ریلیف نہیں دے سکے' ان کے زمانے میں ٹیکس بڑھ گئے ہیں' مہنگائی بڑھ گئی ہے۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم نے زرمبادلہ کے ذخائر بڑھا لئے ہیں یہ کونسا کارنامہ ہے! بازار سے ڈالر خرید کر خزانہ بڑھا لینا کوئی کارنامہ نہیں ہے یہ تو خود فریبی ہے۔ معاشی ترقی کا مطلب ہوتا ہے انڈسٹری بڑھے' خزانہ بڑھے' ایکسپورٹ بڑھے' لوگوں کو ملازمتیں ملیں اور پھر حکومت کے خزانے میں ٹیکس آئے۔ اگر یہ سب نہیں ہوسکا تو معاشی ترقی کے محض کھوکھلے دعوے ہیں۔ رہی شوکت کی بطور وزیراعظم نامزدگی کی بات تو شوکت عزیز صدر مشرف کی پسند ہے۔

سوال:- کہا جا رہا ہے کہ شوکت عزیز امریکہ کا آدمی ہے' اور اسکو امریکہ کی خواہش پر آگے لایا جا رہا ہے۔

جواب:- ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ ہر کام میں امریکہ کا نام لے لیا جاتا ہے۔ میاں بیوی

کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو اس میں بھی امریکہ کا نام آ جاتا ہے' لوگوں کا کیا ہے وہ تو ہر برسر اقتدار آدمی کو امریکہ کا ایجنٹ یا قادیانی کہہ دیتے ہیں' باقی رہ گئی امریکہ کی من مرضی کی بات تو ایک زمانے میں دنیا میں دو سپر پاورز تھیں روس اور امریکہ، ہم پاکستانیوں نے بڑی کوشش کر کے روس کی سپر پاور ختم کی اور امریکہ کو دنیا کی اکیلی سپر پاور بنا دیا' اب امریکہ نے اپنا ملک چلانا ہے' اُس کی اپنی پسند و ناپسند ہے' وہ اپنے ملک کے مفاد کے لئے دوسرے ممالک کے اہل اقتدار کو اپنے حق میں استعمال کرتا ہے اور اسے اس کا حق بھی ہے' ہم خواہ مخواہ ہر بات پر امریکہ کو مورد الزام ٹھہرا دیتے ہیں۔

سوال :- آپ صدارتی نظام کے حامی ہیں اور اسے ملک و قوم کے مفاد میں سمجھتے ہیں۔ آپ کے خیال میں حالات کیا صدارتی نظام کی طرف جا رہے ہیں؟

جواب :- میری خواہش یہ ہے کہ صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور دوسرے بہت سارے لوگوں کا ملک و قوم پر ایک بوجھ ہے وہ کم ہو۔ گنتی کے لوگ ہوں ملک کے لئے الیکشن کے ذریعے صدر اور صوبوں کے گورنر کا انتخاب ہو' جس طرح امریکہ میں ہوتا ہے یہ ہمارے لئے زیادہ بہتر رہے گا۔

سوال :- نئے الیکشن کی چہ میگوئیاں بھی ہونے لگی ہیں' آپ کا کیا اندازہ ہے؟

جواب :- میرا اندازہ جاننا چاہتے ہیں تو مجھے الیکشن کی جگہ مارشل لاء دکھائی دے رہا ہے' ملک میں اس قدر بے اعتمادی اور بدامنی ہو چکی ہے' ابتر صورت حال ہے' سیاستدان اعتماد کھو چکے ہیں ممبران اسمبلی نے اعتماد لوز کیا ہے' سیاسی جماعتوں میں قوت نہیں رہی' نواز لیگ کی وہ طاقت نہیں رہی اور نہ ہی پی۔ پی کی رہی ہے۔ یہ حالات الیکشن کا ماحول پیش نہیں کر رہے ہیں۔

سوال :- صدر مملکت کی وردی کا ایشو ایک بار پھر موضوع بحث ہے' اس وردی کے معاملہ کو آپ کس انداز سے دیکھتے ہیں؟

جواب :- وردی کا ایشو اتنا اہم نہیں ہے جتنا بنا دیا گیا ہے۔ سپین میں جنرل فرینکو 34 سال سے وردی پہنے بیٹھا ہے' سٹالن وردی میں تھا' صدام حسین کو دیکھ لیں وردی میں تھا لیکن وہ عراق کو کہاں سے کہاں لے گیا تو وردی پرابلم نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ آپ ملک کے لئے کیا کر رہے ہیں! یہ وردی سیاستدانوں کا ایشو ہے اور خود کو سیاسی طور پر زندہ رکھنے کے لئے اس کا واویلہ کر رہے ہیں۔ اب ایم۔ ایم۔ اے والے کہتے ہیں اگر وردی نہ اتاری تو ہم یہ کر دیں گے' وہ کر دیں گے' تو کیا کریں گے؟ وہی کریں گے جو پہلے کیا تھا۔

سوال :- وزیرستان کی موجودہ صورتحال' جسے وانا آپریشن کا نام دیا گیا ہے' اس میں پاک فوج کو جس طرح استعمال کیا جا رہا ہے' اس آپریشن پر آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب :- میں وانا آپریشن کے حق میں بالکل نہیں ہوں بلکہ میرا تو نقطہ نظر یہ ہے کہ ملک کے اندر کسی بھی نوعیت کے آپریشن میں فوج کو ہرگز ملوث نہیں کرنا چاہئے۔ پولیس اور پولیٹیکل حکام وغیرہ سے کام لینا چاہئے تھا۔

حکومت آج الزام لگا رہی ہے کہ وزیرستان میں غیر ملکی آ گئے ہیں' حکومت نے خود اجازت دے کر ان لوگوں کو وہاں سیٹل کیا ہے' یہ وہ لوگ ہیں جو افغانستان کی جنگ میں روس کے خلاف لڑتے رہے ہیں' ان کے ملک ان سے خفا تھے تو وہ لوگ یہاں سیٹل ہوئے' یہیں شادیاں کی اور یہاں آباد ہو گئے۔ یہ جو الزام لگایا جا رہا تھا کہ وہ اب افغانستان سے نکل کر آ رہے ہیں تو افغانستان بارڈر پر افغان فوج اور امریکہ کی فوج موجود ہے وہ کس مقصد کے لئے ہے' ان لوگوں کو وہاں سے گزرنے کیوں دیتے ہیں پاکستان حکومت کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ہم خود آپریشن کریں اگر ہم نہیں کریں گے تو امریکہ کرے گا اور اگر امریکہ کرے گا تو حکومت کی بدنامی ہوگی۔

سوال :- عراق میں جو شدید مزاحمت ہو رہی ہے' وہ دنیا کے لئے حیران کن ہے' اس مزاحمت کے کیا اثرات مرتب ہونگے؟

جواب :- عراق میں جو مزاحمت ہو رہی ہے اس میں امریکہ کا اپنا ہاتھ بھی ہے وہ کچھ لوگوں کو اپنے مخالف کھڑا کر کے ان کی شہرت اور عوامی مقبولیت چاہتا ہے تا کہ آئندہ حکومت سازی میں ان کو استعمال کر سکے۔ اب مقتدی الصدر جو امریکہ سے لڑ رہا ہے وہ سر عام جمعہ بھی پڑھا رہا ہے' اُس کے اخبار سے پابندی بھی اٹھا

لی گئی ہے یہ کیسے ممکن ہے! امریکہ چاہتا ہے کہ ایک ایسا بندہ مل جائے جو عوامی شہرت حاصل کر لے تا کہ آئندہ اُس بندے کو اپنے مقصد کے حصول کے لئے استعمال کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ لوگ عراق میں ایسے بھی ہیں جو واقعتاً مزاحمت بھی کر رہے ہیں اور وہی امریکہ کے لئے مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ عراق کے متعلق امریکہ نے جو خواب دیکھا تھا وہ پورا ہوتا نظر نہیں آتا' سارا بوجھ امریکہ کی معیشت پر پڑ رہا ہے' امریکہ میں اس کے خلاف بڑا شور ہو رہا ہے' ٹونی بلیئر اور صدر بش اپنے اپنے ملکوں میں مقبولیت کھو چکے ہیں۔

سوال :۔ امریکہ میں صدارتی انتخاب کے لئے جو الیکشن ہونے والے ہیں ان میں بش کی کامیابی کے امکانات کتنے ہیں اور بش کے سیاسی حریف کیری کی کامیابی کی صورت میں عالمی منظر نامہ پر کیا تبدیلی واقع ہو سکتی ہے؟

جواب :۔ میری رائے میں بش الیکشن جیتنے کی ہر جائز و ناجائز کوشش کرے گا بش کے جو بیانات آ رہے ہیں' وہ کہتا ہے کہ اُس کا مشن مکمل نہیں ہو سکا، بش کی صدارتی الیکشن میں کامیابی یا ناکامی سے جو فرق پڑے گا، وہ امریکہ کو ہی پڑے گا عموماً ان لوگوں کی فارن پالیسیز جاری رہتی ہیں۔ بش نے عراق کے مسئلہ کو اپنی عزت یا انا کا مسئلہ بنا لیا ہو جیسے ویت نام میں ہو گیا تھا' اس طرح کی شائد کوئی تبدیلی آ جائے' وہاں ہمارے ملک کی طرح نہیں ہوتا کہ ایک حکومت نے چھ روکی سڑک بنانے کا منصوبہ بنایا' دوسری حکومت نے چار روکی کر دیا اور تیسری نے آ کر بالکل ختم کر دیا۔ بلکہ ہمارے ہاں تو یہ ہے کہ ایک حکومت پچھلی حکومت کی تمام بھرتی نکال دیتی ہے اور نئے لوگ بھرتی کر لیتی ہے مگر ان ممالک میں اس طرح نہیں ہوتا۔

سوال :۔ اس وقت مسلم ممالک جن مشکلات کا شکار ہیں اور امت مسلمہ جس بحران سے گزر رہی ہے' کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ آنے والے وقتوں میں کسی مشترکہ لائحہ عمل اور اتحاد بین المسلمین کے ذریعے عالمی سطح پر مسلمانوں کی سالمیت اور وقار کی بحالی کے لئے کوئی کوشش ہو؟

جواب :۔ عالم اسلام میں کسی بھی ملک میں فوری بہتری کی توقع رکھنا صحیح نہیں ہو گا۔ من حیث القوم ہم ٹولیوں میں اپنے اپنے انفرادی دکھوں کے لئے لڑ رہے ہیں' بحیثیت مسلمان اجتماعی شعور کہیں نظر نہیں آتا۔ امریکہ باون ریاستوں کا مجموعہ ہے اور کچھ ریاستیں شاید پنجاب سے کم رقبہ کی ہوں' پاکستان کے برابر تو ایک ریاست بھی نہیں ہے مگر وہ ریاستیں متحد ہیں اور جو بھی امریکہ میں رہتا ہے وہ خود کو امریکی کہتا ہے حالانکہ امریکہ میں ایک قوم نہیں ہے مختلف ممالک کے لوگ وہاں جا کر آباد ہوئے ہیں' تو مختلف ممالک کے لوگ باون ریاستوں کے اتحاد کے ذریعے ریاست ہائے متحدہ امریکہ بن سکتا ہے تو دنیا کے ۵۶ اسلامی ممالک ایک قوم ہو کر متحد کیوں نہیں ہو سکتے! مگر ایسا کوئی اتحاد فی الحال نظر نہیں آتا۔ ابھی تو ہم ایک دوسرے کی حمایت میں بیان دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔

سوال :۔ بہت پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ امریکہ افغانستان میں پھنس جائے گا' کیا اس طرح نہیں ہوا؟

جواب :۔ آپ کے سامنے ہے' بلکہ دنیا کے سامنے ہے۔ امریکہ افغانستان میں چند شہروں میں بھی محفوظ نہیں ہے۔

سوال :۔ القاعدہ اور طالبان کو گڈمڈ کر دیا گیا ہے' آپ کیا سمجھتے ہیں یہ القاعدہ کیا ہے؟

جواب :۔ القاعدہ اور طالبان کو خاص مقاصد کے لئے گڈمڈ کیا گیا ہے۔ ہو گی کوئی القاعدہ بھی مگر 11 ستمبر سے پہلے کوئی نہیں جانتا تھا یہ امریکہ ہی نے دنیا کو بتایا ہے' یہ جو سرنڈر ہو رہا ہے یہ امریکہ اپنے ہی بندوں کو القاعدہ کا روپ دے کر سامنے لا رہا ہے۔

سوال :۔ موجودہ صورتحال میں الاخوان کا کردار کیا ہے؟

جواب :۔ الاخوان کا بنیادی مقصد اصلاح احوال کا ہے' فرد سے لے کر حکومت تک اور اس مقصد کے لئے الاخوان اپنی کوشش کر رہی ہے سیاسی عزائم ہمارے ہیں نہیں اور نہ اقتدار منزل ہے۔ ہمارے لئے سب مسلمان برابر ہیں' ہم سب کی عزت کرتے ہیں' اصلاح احوال کے دو طریقے ہوتے ہیں یا اوپر سے اصلاح مسلط کی جاتی ہے اقتدار کے زور پر' ایسا کوئی ذریعہ الاخوان کے پاس نہیں ہے' دوسرا طریقہ ہوتا ہے کہ اپنی مقدور بھر کوشش جاری رکھو وہ ہم کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج کے دور میں مسلمانوں کی ذلت کا اصل سبب ذکر الٰہی سے محرومی ہے

مسلمان تو بڑی اونچی بات ہے ہم تو انسان بھی نہیں رہے' ہم سے تو کوئی محفوظ نہیں ہے' ہم اس درجے پر پہنچ گئے ہیں کہ اگر باہر بندوق بردار نہ کھڑے کئے جائیں تو مسجد میں آرام سے نماز نہیں پڑھی جاسکتی' اسی سے زیادہ بھی ذلت کا کوئی اور تصور ہے؟ ریاست بھی اسلامی ہو' ملک بھی اسلامی ہو' مسلمانوں کی اکثریت ہو' حکمران بھی مسلمان' رعیت بھی مسلمان' مسجد بھی عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں اور اس سے آگے کیا ذلت ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے دانشوروں کی رائے کیا ہے' میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہمارا Missing Link ذکر الٰہی ہے جب سے ہم نے چھوڑ دیا ہم زوال کا شکار ہو گئے۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 14-5-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

الا بذکر اللہ تطمن القلوب.

اس کائنات فانی میں انسان کو جہاں ساری تخلیقات باری پر یا پھر اپنے جیسوں پر غلبہ پانے کی ایک فطری خواہش ہوتی ہے' انسان ان ساری خواہشوں کا مجموعہ ہونے کے بعد ایک عجیب شے کا خواہش مند ہے اور وہ ہے سکون قلب' اطمینان قلب' یہ ایک ایسی خواہش ہے جو اللہ کی مخلوق میں صرف انسان کو پریشان کر رہی ہے' سکون قلب یا اطمینان قلب ایک ایسی عجیب سی چیز ہے جسے آپ بیان نہیں کر سکتے' جسے آپ چھو نہیں سکتے' جسے آپ چکھ نہیں سکتے' ہاں محسوس کر سکتے ہیں کہ میرا دل پرسکون ہے یا نہیں' دل مطمئن ہے یا نہیں' کیا میں ہر وقت پریشان ہی رہتا ہوں! کیا پریشانیاں ہی میرا نصیب ہیں' میرا مقدر ہیں یا کوئی لمحہ سکون واطمینان کا بھی مجھے نصیب ہوتا ہے۔ سکون واطمینان کس چیز میں ہے؟ یہ ساری مخلوق مسافر ہے' راہی ملک عدم ہے۔ ساری مخلوق ایک سفر پر ہے۔ اب مسافر کو اطمینان چاہیے سکون چاہیے، تو اُس کے لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ اُسے منزل کی خبر بھی ہو' راستے سے آشنا بھی ہو اور یہ یقین بھی نصیب ہو کہ میرا ہر قدم منزل کی طرف بڑھ رہا ہے اور منزل ہی میرا مقدر ہے' یا پھر سب سے زیادہ سکون تب نصیب ہوگا جب وہ منزل پہ پہنچ جائے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے کسی نے پوچھا کہ مرنے کے بعد کیا کچھ عجیب واقعات پیش آئیں گے؟ تو انھوں نے فرمایا اگر مجھے اب موت آجائے تو جو کچھ مرنے کے بعد پیش آئے گا وہ میرے لئے کوئی عجیب نہیں۔

انسان کی منزل کیا ہے؟ درحقیقت انسان اور انسانیت کی منزل وصال باری ہے۔ ساری مخلوق کو انسان کی خدمت کے لئے پیدا فرمایا۔ زمینی مخلوق ہے یا آسمانی، وہ ستارے ہیں یا سیارے، وہ چاند ہے یا سورج ہوائیں ہیں یا بادل زمینی مخلوق ہے یا پانی کی، ساری مخلوق جو کچھ کر رہی ہے اُس کا آخری نتیجہ الٹیمیٹ ریزلٹ انسان کو نفع پہنچانا ہے' کہیں انسان کی غذا بن رہی ہے' کہیں انسان کی دوا بن رہی ہے' موسموں کا آنا جانا' رات اور دن' کام اور آرام' یہ ساری چیزیں انسان کی راحت کے لئے ہیں لیکن خود انسان اللہ کے لئے ہے۔ حدیث قدسی میں آتا ہے۔

کنت کنز مخفیِ. میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میری ذات ایک ایسا خزانہ تھی جس کو جاننے والا کوئی نہیں تھا۔ فاحببت عن عرفo پھر مجھے یہ بات پسند آئی کہ کوئی مجھے جانے' کوئی میرا چاہنے والا ہو' کوئی مجھ پر مرمٹنے کے لئے تیار ہو' کوئی میرا طلبگار ہو۔ فخلقت الخلق. میں نے مخلوق کو پیدا کر دیا۔ اب جتنی مخلوق پیدا کی درجہ بدرجہ ساری انسان کی خادم بنا کر، انسان کو شرف اس لئے بخشا کہ اس ایک مخلوق کو اپنا حقیقی طالب بنا دیا۔ جس کی

دلیل یہ ہے کہ صرف انسانوں میں اللہ نے نبی اور رسول مبعوث فرمائے نبوت ورسالت نسل آدم علیہ السلام میں ہے دوسری کسی مخلوق کو یہ نعمت نصیب نہیں اور نبوت ورسالت کیا ہے؟ نبوت ورسالت وہ دروازہ ہے جس میں سے دیکھیں تو جمال باری نظر آتا ہے' جس میں سے گزریں تو وصال الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ اب ایسے بھی لوگ ملتے ہیں اور اللہ کے بندے جنہوں نے زندگی میں منزل پالی۔ وصول الٰہی نصیب ہوگیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے کسی نے پوچھا کہ مرنے کے بعد کیا کچھ عجیب واقعات پیش آئیں گے؟ تو انہوں نے فرمایا اگر مجھے اب موت آجائے تو جو کچھ مرنے کے بعد پیش آئے گا وہ میرے لئے کوئی عجیب نہیں۔ کیوں ایسا فرمایا؟ اس لئے کہ وہ راستے وہ منازل جو ایک عام آدمی آنکھ بند ہونے کے بعد دیکھے گا انہوں نے اسی حیات دنیوی میں دیکھ لئے اُن منازل سے آشنا تھے اُن باتوں سے باخبر تھے سو فرمایا اگر موت بھی آجائے تو میرے لئے کوئی انوکھی بات نہیں ہوگی کوئی نئی بات نہیں ہوگی وہی کچھ ہوگا جو کچھ میں نے دیکھا ہے جسے میں جانتا ہوں جو میرے علم میں ہے، یہ وہ لوگ ہیں صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین جنہوں نے اس حیات فانی میں اپنی منازل کو پالیا' جنہیں آقائے نامدار ﷺ نے واصل باللہ کر دیا۔ وہ تو بڑے عجیب نصیب کے لوگ تھے۔

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ مدینہ منورہ کے بے شمار فضائل لکھتے ہیں اور سب سے بڑی فضیلت تو یہ ہے کہ وہ اقامت گاہ رسول کریم ﷺ ہے۔ ایک اور عجیب بات بھی لکھتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک کلیہ ہے کہ آدمی کا وجود جس خمیر سے بنایا جاتا ہے اُس کی اساس یا اُس کی اصل وہاں سے لی جاتی ہے جہاں وہ دفن ہوتا ہے واپس اپنی جگہ پہ آتا ہے جہاں سے اُس کے خمیر کے لئے مادہ لیا گیا تھا۔ تو آگے لکھتے ہیں کہ اکثر صحابہ کرام اکثر جاںنثاران

> برصغیر کی تاریخ اٹھا لیجئے جب کبھی مثبت انقلاب آیا کسی نہ کسی صاحب حال' کسی نہ کسی صوفی' کسی نہ کسی ذاکر' کی وجہ سے آیا' ایسا کوئی بندہ جس کا انگ انگ ذاکر تھا' جس کا گوشت پوست ذاکر تھا' جس کا دل ذاکر تھا' جس کا دماغ ذاکر تھا' جس کی ہر سوچ میں اللہ کی یاد بستی تھی' ایسے ہی کسی بندے سے انقلاب آیا۔

رسول عربی ﷺ اکثر اسلام کے مجاہد اور بیشتر وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی مخلوق کو اللہ کے دین سے آشنا کیا، اُن کے مزارات سب سے زیادہ مدینہ منورہ میں ہیں تو فرماتے ہیں یہ بھی ایک فضیلت ہے مدینہ کی کہ اُن سب کے لئے مادہ یا خاک کی چٹکی جو لی گئی وہ شرف بھی مدینہ منورہ کو حاصل ہے کہ یہاں سیلی گئی اس لئے وہ یہاں دفن ہیں۔ وہ تو کوئی عجیب خوش نصیب لوگ تھے جنہیں بنایا ہی محمد رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کے لئے تھا۔ کیسے خوش قسمت لوگ تھے کہ پیدا ہی اس لئے کئے گئے کہ آپ ﷺ کا حق خدمت ادا کریں تو اُن کی مثال تو نہیں مل سکتی لیکن جو بیج انہوں نے دلوں میں بویا' جس طرح انہیں اطمینان قلب نصیب ہوا' جس طرح انہیں سکون خاطر نصیب ہوا' اسی طرح جو اُن کے پاس پہنچا جسے نور ایمان نصیب ہوا وہ بھی ایک علیحدہ حیثیت اختیار کر گیا اور تابعین کا طبقہ وجود میں آیا۔ یہ سارے وہ لوگ تھے جن کا تزکیہ خود محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

یزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمتہ. تزکیہ بھی کیا محمد رسول اللہ ﷺ نے اور کتاب اور دانش کی تعلیم بھی محمد رسول اللہ ﷺ نے دی، کیا عجیب مکتب تھا کہ ایک کچی سی مسجد میں خاک نشینوں کو وہ تعلیم وہ تربیت ملی کہ معاملات دنیا سے لیکر سیاسیات تک، عوامی حقوق سے لیکر حکمرانی تک اور ابتدا سے انتہا تک کی تعلیمات تک اُس مکتب، اُسی مدرسے، اُسی کالج اُسی یونیورسٹی میں ساری تعلیم پا گئے۔ اگر سپاہی مسجد نبوی ﷺ سے بن کر نکلے، تو جرنیل بھی اُس مسجد سے بن کر نکلے۔ اگر غلام اور چوکیدار اور خادم اُس مسجد سے تربیت پا کر آئے تو دنیا کے حکمران اور بڑے بڑے سلاطین بھی وہیں سے نکلے جنہوں نے روئے زمین کو تہذیب سے آشنا کیا، جو روئے زمین پر بسنے والی مخلوق کو ایک ایسی نئی تہذیب سے آشنا کر گئے جس کا دنیا میں وجود ہی نہیں تھا' بے شمار تہذیبیں تھیں روما کی الگ تھی قیصر کی الگ تھیں کسریٰ کی الگ تھی ہر براعظم میں ایک الگ

طبقہ تھا پھر آگے تقسیم در تقسیم ہوتے ہوئے بے شمار رواجات بے شمار رسومات بے شمار کام تہذیبوں کے نام پر رائج تھے اور ہر ایک قبیلے کی ایک الگ تہذیب تھی۔ کیسے عجیب لوگ تھے کہ تمام کو مٹا کر ایک ایسی تہذیب سے آشنا کر دیا کہ نسل آدم علیہ السلام کو پھر بھائی بھائی کر دیا، جاہلوں کو فاضل بنا دیا' چوروں اور ڈاکوؤں کو عادل بنا دیا' غیر مہذب لوگوں کو تہذیب آشنا کر دیا اور روئے زمین پھر ایک بار امن کا گہوارہ بنی' سکون کا گہوارہ بنی اور ہر شخص اپنی پسند کے مطابق زندگی جینے کا حق پا گیا۔ کیسے عجیب لوگ تھے کہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا انہوں نے تو کیا عجیب بات تو یہ ہے کہ جنہوں نے ایمان قبول نہیں کیا اُن کے بھی انسانی حقوق بحال کر دیئے گئے اور وہ بھی ایک آزاد انسان کی طرح زندہ رہنے کی سعادت پا گیا۔ اب ایمان قبول نہیں کیا اس کا جواب اللہ کو دیں گے لیکن دنیوی زندگی میں انہیں بھی انصاف نصیب ہوا اور یہ صرف میری بات نہیں یہ حق ہے کوئی تاریخ اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ غیر مسلم کو بھی کبھی انصاف اور عدل نصیب ہوا تو اسلام کے زیر نگیں آ کر نصیب ہوا کافر کافر کے ساتھ بھی عدل نہیں کر سکا' اس لئے کہ کافر عادل ہو سکتا ہی نہیں۔ کفر کی بنیاد غیر عدل پر ہے ظلم پر ہے کفر بجائے خود ایک بہت بڑا ظلم ہے اور جس فلسفے کی بنیاد ہی ظلم پر ہو اُس سے انصاف کو امید کیسے رکھی جا سکتی ہے۔ یہ اتنا بڑا انقلاب جو انہوں نے بپا کر دیا آخر وہ انسان ہی تھے اور کوئی ایسے انسان بھی نہیں تھے کہ اُس قد کاٹھ کا انسان اب نہ ملتا ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی میری آپکی طرح کے گوشت پوست کے انسان تھے اسی قد وکاٹھ کے لوگ تھے کچھ میری طرح طویل القامت بھی تھے کچھ دوسروں کی طرح چھوٹے قد کے بھی تھے طاقت ور بھی تھے کمزور بھی تھے امیر بھی تھے غریب بھی تھے ہر طبقے کے لوگ تھے پھر فرق کیا تھا کہ انہوں نے روئے زمین کو انقلاب آشنا کر دیا۔

> **مسلمان مجاہدوں کا عالم یہ تھا کہ اُن کے اور وصول حق کے درمیان زندگی پردہ تھا' ہر ہر بندہ یہ چاہتا تھا کہ میرا دم نکلے کہ میں اللہ کے حضور کھڑا ہوں۔**

آج ہم مسلمان ہیں الحمد للہ نمازیں ادا کرتے ہیں روزے رکھتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں حج کرتے ہیں ارکان اسلام پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہم سے ہمارا ایک گھر نہیں سنبھالا جا رہا' باپ سے بیٹے کی سر الگ ہے' بیٹیاں الگ سوچتی ہیں' بیوی الگ سوچتی ہے اور میاں کی سوچ الگ ہے' ایک خاندان میں ایک گھر میں چار پانچ افراد ہیں اور چار پانچ افراد جو ہیں وہ ایک سوچ پہ متفق نہیں ہوتے' ان لوگوں نے کیا جادو کر دیا کہ روئے زمین کے انسانوں کو ایک سوچ پہ متفق کر دیا؟ کیا وہ ہم سے کوئی زائد نماز پڑھتے تھے؟ کیا وہ اُن کے پاس کوئی الگ قرآن تھا یا اُن کے پاس کوئی الگ وظیفہ تھا یا اُن کا کوئی الگ معمول تھا یا کوئی ایسی بات ہے جو اُن میں تھی اور ہم میں نہیں؟ یہ یقینی بات ہے' یہ طے ہے کہ کوئی ایسی بات ہے جو اُن میں تھی اور ہم میں نہیں ہے کوئی Missing Link ہے۔

ارکان اسلام کو دیکھا جائے تو سارے وہی ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے تعلیم فرمائے، وضو سے لیکر نماز تک، روزے سے لیکر زکوۃ تک' حج کے احکام، سفر کے احکام، قیام کے احکام، لین دین کے احکام پوری زندگی کے احکام، پورے کا پورا اسلام وہی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمایا اور صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے سیکھا اور پھر آگے تابعین نے تبع تابعین نے علی ہذا آج تک اسلام موروثی آ رہا ہے اسلام میں کوئی ایجاد قابل قبول نہیں' کوئی حکم نیا نہیں ہے' کوئی طریقہ عبادت نیا نہیں ہے اور اگر کوئی نیا بنائے تو مردود ہے' مقبول نہیں ہے' وہی سب مقبول ہے جو نبی کریم ﷺ نے اور جس پر اللہ نے مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم السلام دیناً. آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اپنی نعمتیں اپنا انعام تم پر تمام کر دیا اور اسلام کے دین ہونے پر میں خوش ہوا راضی ہوا۔ میری منشا یہ ہے۔

ایک بات اور بھی تھی اُن میں نگاہ مصطفوی ﷺ نے اُن کا تزکیہ اس طرح سے کیا کہ ثم تلین جلودھم وقلوبھم الیٰ ذکر اللّٰہ. کھال سے لیکر نہاں خانہ دل تک ہر قطرہ خون' ہر رگ و ریشہ' ہر ہڈی' بال بال ذاکر ہو گیا تھا' اُن کا وجود ہی نہیں وجود کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا۔ثم تلین جلودھم وقلوبھم. جلد سے لیکر نہاں خانہ دل تک اللہ کا ذکر کرتا اور جب تک ذکر الٰہی کا اہتمام مسلمانوں میں رکن دین کی طرح قائم رہا مسلمان غالب رہے صحابہ کرام کے بعد زمانے بدلے اسلامی سلطنت کے حصے بخرے ہوئے درمیان کافر سلطنتیں وجود میں آئیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اللہ کا کوئی ایک بندہ جس کا قلب ذاکر تھا جس کا وجود ذاکر تھا کسی غیر اسلامی ریاست میں پہنچا اُس ایک بندے کی برکت سے کچھ عرصے میں وہ ریاست اسلامی ہو گئی۔

آپ دور کیوں جاتے ہیں برصغیر کی تاریخ اٹھا لیجئے جب جب کبھی مثبت انقلاب آیا کسی نہ کسی صاحب حال' کسی نہ کسی صوفی' کسی نہ کسی ذاکر' کی وجہ سے آیا' ایسا کوئی بندہ جس کا انگ انگ ذاکر تھا' جس کا گوشت پوست ذاکر تھا' جس کا دل ذاکر تھا' جس کا دماغ ذاکر تھا' جس کی ہر سوچ میں اللہ کی یاد بستی تھی' ایسے ہی کسی بندے سے انقلاب آیا۔ حضرت معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ اجمیر میں وارد ہوئے یہ تو کل کی تاریخ ہے بھئی بچے بھی جانتے ہیں اجمیر میں وارد ہوئے تو اکیلا معین الدین رحمتہ اللہ مسلمان تھا' پوری ریاست اجمیر میں ہندو ریاست تھی اور ایک بندہ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ مسلمان تھا اور جس وقت آپ اجمیر میں وارد ہوئے اور اجمیر کو اجمیر شریف بنانے والے کی عمر نوے برس تھی۔نوے برس کی عمر کا بندہ اجمیر میں وارد ہوا۔تیس برس قیام فرمایا ایک سو بیس برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ اجمیر' اجمیر تھا اور اُس میں ایک بندہ مسلمان

عجیب بات ہے اب ہم اُس جگہ آگئے ہیں کہ ہمارے آج کے بڑے نام عالم اور مفتی ذکر الٰہی اور یاد الٰہی کے خلاف فتوے دے رہے ہیں

وارد ہوا۔معین الدین رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ اور جب اُن کا وصال ہوا تو ایک لاکھ بیس ہزار افراد اُن کے جنازے میں تھے اجمیر' اجمیر سے اجمیر شریف بن چکا تھا۔کسی بادشاہ' کسی لشکر' کسی فوج سے ریاست کی سرحدیں تو تبدیل ہوتی رہیں لیکن دلوں میں سوچ میں فکر میں تبدیلی کوئی سلطان کوئی شہنشاہ کوئی فوج کوئی لشکر نہ لا سکا۔ میں اُن لشکروں کی بات نہیں کر رہا جن کا ہر سپاہی ذاکر ہوتا تھا میں اُن سپاہیوں کی بات نہیں کر رہا جن کے بارے رستم کو کہا گیا تھا کہ تیرے سپاہی شام کے بعد شراب کے خم لنڈھا کر بے ہوش ہو جاتے ہیں اور یہ جو تیرے مقابلے پر ہیں یہ سارا دن گھوڑے کی پیٹھ پر تلوار بازی کرتے ہیں اور ساری رات جائے نماز پر کھڑے ہو کر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ کی بار گاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں یہ نہ تھکنے والی قوم تجھ سے شکست نہیں کھائے گی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہٗ نے جو چٹھی لکھی تھی اُس میں لکھا تھا انا معی قوم یحبون الموت کما یحبون الفاس الغم ٥ میرے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہیں تیرے سپاہی جتنا شراب پر ٹوٹتے ہیں اُس سے زیادہ موت منظور ہے اُس سے زیادہ موت کے عاشق ہیں جس طرح تیری سپاہ شراب پر عاشق ہے اُس سے زیادہ میرے سپاہی موت پر۔ کیوں مرنا چاہتے ہیں کیا زندگی سے اکتا چکے ہیں؟ نہیں' زندگی کا مقصد سامنے ہے' زندگی کس لئے ہے؟ وصول حق کے لئے اور اُن کے اور جمال حق کے درمیان اب زندگی حائل ہے، مسلمان مجاہدوں کا عالم یہ تھا کہ اُن کے اور وصول حق کے درمیان زندگی پردہ تھا' ہر ہر بندہ یہ چاہتا تھا کہ میرا دم نکلے کہ میں اللہ کے حضور کھڑا ہوں۔ موت کی آرزو زندگی سے تھک کر نہیں کر رہے تھے' گھر سے بھاگ کر نہیں کر رہے تھے' کاروبار دنیا سے گھبرا کر نہیں کر رہے تھے بلکہ موت اس لئے چاہتے تھے کہ اُس منزل پہ کھڑے تھے کہ جمال باری کے درمیان اور اُن کے درمیان زندگی کا وقفہ تھا' وہ چاہتے تھے کہ یہ زندگی بھی اُس کی راہ میں لٹ جائے اور ہم اللہ کے حضور ہوں۔اس لئے کہ اُن کے قلوب ذاکر تھے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا معمولات اورطریقہ کارکسی نے حبیبہ حبیب کبیریا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے پوچھا کہ اماں فرمایئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا دن کیسے بیتا تھا؟ راتیں کیسے بسر ہوتی تھیں؟ اخلاق کریمانہ کیا تھے؟ آپ ﷺ کس طرح سے پیش آتے تھے؟ کیا ہوتا تھا؟ آپؐ نے بڑامختصراورانتہائی جامع اورعین حق' چھوٹا سا جواب دیا۔فرمایاکان خلقہُ القرآن. قرآن پڑھتے جاؤ جوقرآن کرنے کو کہتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کرتے تھے جس سے روکتا ہے وہ حضور ﷺ نہیں کرتے تھے۔قرآن پڑھتے جاؤ تمہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی طرز حیات کا پتہ چلتا جائے گا اورقرآن میں سب سے زیادہ دفعہ جس کام کا حکم ہے وہ ہے اللہ کا ذکر!

نماز کا حکم ہے لیکن نماز کا طریقہ متعین ہے' نماز کے اوقات متعین ہیں' نماز کی تعداد متعین ہے' روزوں کا حکم ہے لیکن روزوں کا وقت متعین ہے' روزوں کی تعداد متعین ہے' طریقہ کار متعین ہے زکوۃ کا حکم ہے اُس کی تعداد متعین ہے' اوقات متعین ہیں' حج کا حکم ہے اُس کی شرائط متعین ہے' طریقہ کار متعین ہے' دن مخصوص ہیں' ذکر کا حکم کیسے ہے؟

الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنودھم. کوئی قیدنہیں ہے کھڑے ہیں اللہ اللہ کرتے ہیں' بیٹھے ہیں اللہ اللہ کرتے ہیں' لیٹے ہیں اللہ اللہ کرتے ہیں' کوئی دم اللہ کے نام کے بغیر نہیں جاتا' کسی حال میں ہوں' ہمارے آج کے علماء نے تعبیر کی کہ ذکر سے مراد نماز ہی ہے' روزہ ہے' عبادات ہیں، درست ۔ ساری عبادات ذکر الٰہی ہیں شریعت کے ہر حکم پہ عمل کرنے میں اللہ کی یاد موجود ہے اور یہ عملی ذکر ہے شریعت کے کس حکم پہ عمل کرنا یہ بھی ذکر ہے لیکن کیا یہی مقصود ہے' نہیں' زبان سے اللہ اللہ کرنا' تلاوت کرنا' تسبیحات پڑھنا' زبانی ذکر

> یقین وایمان میں جب دراڑ پڑی تو ایک ایک لقمے کے لئے ہم بندوں کے محتاج ہوگئے' اللہ سے اعتماد اٹھ گیا' زندگی اور موت کے لئے ہم کافروں سے ڈر گئے کہ یہ کافر چاہے گا تو میں زندہ رہوں گا یہ نہیں چاہے گا تو میں مرجاؤں گا

ہے لیکن کیا یہی مقصود ہے!نہیں' مقصود اس سے آگے ہے اسلئے کہ جب آپ نماز پڑھتے ہیں فرمایا۔

فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغو من فضل اللّٰہ. نماز ختم ہو گئی جاؤ زمین پہ پھیل جاؤ اپنا کاروبار کرو اپنی روزی تلاش کرو لیکن ایک بات یاد رکھو ۔ واذکرواللّٰہ کثیراًo ذکر کثرت سے کرتے رہو۔اس کا مطلب ہے کہ نماز ادا کرنے سے ذکر کے حکم کا مقصد پورا نہیں ہوا۔نماز بھی ذکر الٰہی ہے لیکن نماز ختم ہوگئی دوسری کا وقت پھر آئے گا' ذکر ختم نہیں ہوا، درمیان میں ذکر کرتے رہو۔ اعمال میں افضل ترین عمل جہاد ہے وہ مجاہد جن کے گھوڑوں کے سموں سے اڑنے والی چنگاریوں کی قسمیں کھائی ہیں رب نے' وہ مجاہد جن کا ایک قطرہ خون دنیا و مافیھا سے اللہ کو زیادہ عزیز ہے' وہ مجاہد جنہوں نے موت کو شکست دے دی اور مر کر حیات پا گئے یہ کیسی عجیب بات ہے اُن کو بھی حکم ہو رہا ہے۔

اذا لقیتُم فنتہ فاثبتوا. مخالف سے مقابلہ آجائے' جم جاؤ' لوہے کی دیوار بن جاؤ' سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ' فاثبتوا۔جم کرلڑو' واذکرواللہ کثیراً لیکن اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو' گردنیں کٹ رہی ہیں' سینے پھٹ رہے ہیں' وجود کے پرخچے اڑ رہے ہیں' تلوار بازی ہو رہی ہے' تیر کمان چلائے جارہے ہیں' توپیں چل رہی ہیں' آسمانوں سے جہاز آگ برسا رہے ہیں' جہاد کر رہے ہو لیکن فرمایا۔ واذکرواللّٰہ کثیراً اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔دو نبیوں کو بھیجا جارہا ہے فرعون کی طرف حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ والسلام حضرت ہارون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام دو بھائی دونوں نبی' دونوں کو بھیجا جارہا ہے فرعون کے پاس جاؤ۔کیسا کریم ہے اللہ! موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی بارالہا وہ تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے میری تلاش میں ہے' فرمایا۔انی معکما اسمع واریٰ. میں تم دونوں کے ساتھ ہوں تم دونوں اکیلے تو نہیں ہو' تیسرا میں تمہارے ساتھ ہوں' دیکھ بھی رہا ہوں' سُن بھی رہا ہوں' فرعون کی کیا جرات ہے کہ تمہارا کچھ بگاڑ سکے' فرمایا

فقولا لہ قولا لینا' فرعون ہے' بگڑا ہوا ہے متکبر ہے خدائی کا دعویٰ کیے بیٹھا ہے' آپ علیہ والسلام اُس سے بات بڑے مزے اور بڑے نرم لہجے سے کیجئے۔ کل قیامت کو یہ نہ کہے کہ تیرے نبیوں نے دعوت ہی ایسی دی تھی کہ میرا مزاج گرم ہو گیا' میں بگڑ گیا' آپ علیہ السلام بات بڑے پیار سے کیجئے گا اور اُسے کہیے گا کہ اگر تو چاہے تو تجھے ساری کفر کی ظلمت سے نکال کر واصل باللّٰہ کردوں لیکن ساتھ ایک اور حکم بھی دیا۔ والا تنیا فی ذکری. میرے ذکر کی طرف توجہ کم نہ ہونے پائے۔ نبی کے وجود سے ذکر نہیں ہوتا' نبی کے بدن کا ہر CELL ذاکر ہوتا ہے' نبی جو جوتا پہنتا ہے اُس کے اجزا ذاکر ہو جاتے ہیں' نبی جو کپڑا پہنتا ہے وہ ذاکر ہو جاتا ہے' نبی جس زمین پہ قدم رکھتا ہے وہ قیامت تک ذرات ذاکر ہو جاتے ہیں' نبی جہاں آرام فرما ہیں وہ قیامت تک خاک کے اجزاء بھی ذاکر ہیں' نبی جس جانور پہ سواری کرتا ہے اُس کے بدن کا ذرہ ذرہ ذاکر ہو جاتا ہے' نبی کا وجود تو دوسروں کو سونا بنانے والا ہوتا ہے وہ کیسے ذاکر سے غافل ہوتا ہے ذکر رکتا نہیں نبی کا' لیکن جب بات آدمی فرعون جیسے بندے سے کر رہا ہو تو ہوسکتا ہے ذکر کی طرف توجہ کچھ کم ہو جائے اور اُدھر زیادہ ہو جائے فرمایا نہیں ولا تنیا فی ذکری۔ میرے ذکر کی طرف توجہ کم نہ ہونے پائے' بات فرعون سے کرو' بڑے مزے سے کرو' بڑے سلیقے سے کرو لیکن میرے ذکر کی طرف توجہ کم نہ ہو۔ ولا تنیا فی ذکری.

اب زندگی کا اور ایسا کونسا شعبہ ہے جس کے لئے قرآن حکم دے رہا ہے! اور عجیب بات ہے اب ہم اُس جگہ آ گئے ہیں کہ ہمارے آج کے برائے نام عالم اور مفتی ذکر الٰہی اور یادِ الٰہی کے خلاف فتوے دے رہے ہیں!!! ابھی اسی برصغیر کی تاریخ پڑھ لیجئے اور زیادہ دور مت جائیے 50, 60 سال پیچھے چلے جائیے پاکستان بننے سے پہلے کا دیکھ لیجئے اُس سے پچاس سال اور پیچھے چلے جائیے تو ایک سو سال پہلے دیکھ لیجئے کسی عالم کی آپ سوانح اٹھا کر پڑھیے اُس کی سوانح میں موجود ہوگا کہ فلاں مدرسے فلاں اُستاد اور فلاح عظیم عالم سے فراغت کی سند پا کر فلاح بزرگ اور فلاح صوفی کی خدمت میں پہنچے اتنا عرصہ قیام فرمایا اور سندھ خلافت لی اور اجازت لی اور خرقہ عطا ہوا۔ ہر عالم مدرسے سے نکل کر کسی خانقاہ کا رُخ کرتا تھا' یہ آج کون سے علما ہمارے پلے پڑ گئے ہیں جو ذکر کو غیر ضروری سمجھتے ہیں! اور ہم سے صرف ایک ذکر نہیں چھوٹا ذکر صرف ذکر نہیں ہے۔ ذکر ہی وہ دوا ہے جو دلوں کو سکون اطمینان بخشتا ہے دل کا سکون کیا ہے؟ دل کا سکون ہے وصول الٰہی جمال الٰہی، اس کا یقین کہ میں اپنے اللہ کی طرف سے ہی جو میرا ہر قدم بارگاہ الوہیت کی طرف اٹھ رہا ہے اور میں اپنی منزل پر پہنچوں گا۔ انشاء اللہ۔ تو اگر ذکر چھوٹا اطمینان قلب گیا تو یہ نقصان کس چیز کا ہوا؟ یقین وایمان کا' یقین وایمان میں جب دراڑ پڑی تو ایک ایک لقمے کے لئے ہم بندوں کے محتاج ہو گئے' اللہ سے اعتماد اٹھ گیا' زندگی اور موت کے لئے ہم کافروں سے ڈر گئے کہ یہ کافر چاہے گا تو میں زندہ رہوں گا یہ نہیں چاہے گا تو میں مر جاؤں گا۔ کیا یہ مومن کا ایمان ہے کہ جی ہمارے ملک کی حکومت تو کافروں کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہیں گے حکمران بنا دیں گے جسے چاہیں گے نہیں بنائیں گے' کیا پاکستانیوں کے ذہن میں یہ بات نہیں ہے یہ میں اپنی طرف سے کہہ رہا ہوں اگر ہے تو کیوں ہے؟ یہ کیسے مسلمان ہیں؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ اقتدار دنیا بھی اُسی کا کام ہے اور اقتدار لینا بھی۔

تو شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ تیرہ کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

کون ہوتی ہے غیر مسلم دنیا کسی کو اقتدار دینے اور چھیننے والی' وہ کچھ نہیں کر سکتے! لیکن یہ اُن کے کچھ نہ کرنے کی بات اور اُن کی بے بسی

ایک ذکر کے چھوٹنے سے زندگی کے سارے مزے چھوٹ گئے ہیں' عزت و آبرو کا دامن چھوٹ گیا ہے' تحفظ و حفاظت کا دامن چھوٹ گیا' نمازیں رہ گئیں' رکوع و سجود رہ گئے لیکن اُن میں وہ درد نہ رہا

کی بات ہماری سمجھ میں تو آئے!! جب ہم نے کفر کے دامن میں پناہ تلاش کی تو وہاں سے ہمیں کیا ملا؟ ہمارے لاشتے خاک اور خون میں لتھڑ گئے' ہماری آبروئیں لٹ گئیں' ہماری عصمتیں تباہ ہو گئیں' ہمارے گھر نہیں ہمارے ممالک تباہ ہو گئے' اور ہم ہیں کہ پھر اسی امید پر جیے جا رہے ہیں کہ نہیں پھر بھی اچھا پھر بھی کچھ کریں کچھ ہمیں دیں گے یہ کس بات پہ ہے؟ کیوں ہے؟

ایک ذکر کے چھوٹنے سے زندگی کے سارے مزے چھوٹ گئے ہیں' عزت و آبرو کا دامن چھوٹ گیا ہے' تحفظ و حفاظت کا دامن چھوٹ گیا' نمازیں رہ گئیں' رکوع و سجود رہ گئے لیکن اُن میں وہ درد نہ رہا۔

رسم آذاں باقی ہے روح بلالؓ نہ رہی

ایک ذکر کر کے چھوٹنے سے ہم سے کیا کیا چھوٹا! کبھی اس کی فہرست بنا کر دیکھئے گا' میں تو ایک چھوٹی سی بات کہتا ہوں کہ ایک ذکر چھوٹنے سے ہم سے سب کچھ چھوٹ گیا' ہم رسوا ہو گئے' ہم کمزور ہو گئے' مادی طاقت کے باوجود دنیا میں آج مادی طاقت آج بھی مسلمان ہیں' دنیا کی آبادی کم و بیش چھ کھرب ہے چھ سو کروڑ ہے جس میں دو کھرب کے لگ بھگ مسلمان ہیں یعنی دنیا میں ہر تیسرا بندہ مسلمان ہے' دنیا کی کوئی اور قوم ہے جس کی اتنی تعداد ہو دو کھرب؟ چار کھرب میں دنیا کی ایک سو بائیس مشہور اقوام شامل ہیں اور دو کھرب صرف مسلمان ہیں۔ افرادی قوت مسلمانوں کے پاس ہے' زمین کا نقشہ پھیلا کر دیکھیے دنیا کی بہترین بندرگاہیں مسلمانوں کے پاس' دنیا کے زرخیز میدان مسلمانوں کے پاس' دنیا کے بہترین دریا مسلمانوں کے پاس' دنیا کے بہترین پھلدار علاقے مسلمانوں کے پاس' دنیا کے بہترین جانور مسلمانوں کے پاس اور دنیا کے بہترین زیر زمین خزانے ہیرے اور جواہرات سے لیکر تیل تک اسی فیصد وسائل زندگی جو ہیں وہ مسلمانوں کے پاس ہیں تو پھر

> جسے ذکر کی لذت کو جاننا ہے ذکر کر کے دیکھے' کنارے پہ کھڑے ہو کر تشریحات پوچھ کر اس کی لذت سے آشنائی نہیں ملتی۔

انہیں روئے زمین پر حاکم ہونا چاہیے تھا! لیکن حکومت کے لئے مادی چیزیں بھی کام نہیں دیتیں حکومت کیلئے اصل اساس تائید باری ہے ورنہ آدمی مجرم بن جاتا ہے اور کسی حکومت کے تخت نہیں' جیل میں ہوتا ہے آج ہم میں سے کون ہے جو جیل میں نہیں ہے؟ مسلمان ممالک میں سے کوئی ایک فرد دکھایئے جو جیل میں نہیں ہے؟ جیل میں کیا ہوتا ہے؟ آپ اپنی مرضی سے بات نہیں کر سکتے' اپنی مرضی سے کہیں آ جا نہیں سکتے' اپنی مرضی سے کچھ کھا پی نہیں سکتے' جو مل گیا کھا لیا جہاں انہوں نے کہا وہیں رہے اور جیل کیا ہوتی ہے!

مجھے غالباً اگر دو سال نہیں ہوئے تو ڈیڑھ سال تو ہو گیا ہو گا میں اس مرکز سے اور اس ادارے سے باہر نہیں گیا اس کے باوجود بھی میرے پاس چٹھی آئی کہ آپ کو دو مہینے سرحد جانے پر پابندی ہے۔ جیل کیا ہوتی ہے؟ جس کو چاہیں جہاں جانے دیں جانے دیں نہ چاہیں وہاں آپ نہیں جا سکتے۔ آپ کو آٹا اس بھاؤ کھانا ہے' صبح اٹھتے ہیں بجلی کا بھاؤ اور ہوتا ہے' کل اٹھتے ہیں کتابیں نصاب کی اور ہوتی ہیں' اگلی صبح ہوتی ہے سکول کی فیس اور ہوتی ہے' اگلی صبح ہوتی ہے تو کوئی اور چیز۔ کسی چیز میں آپ کی پسند کو دخل ہے؟ کون پوچھتا ہے کسی سے کہ تمہیں کیا چاہیئے؟ اور جیل کس بلا کا نام ہے! اور یہ صرف پاکستان کی بات میں نہیں کر رہا ہوں پوری مسلم دنیا کا یہی عالم ہے کوئی آزادی کا سانس اگر لے رہا ہے عام آدمی تو وہ کافروں کے کس ملک میں ہو گا یہ ہم سارے جیل میں کیوں ہیں؟ دو کھرب قیدی اگر قید نہ ہوتے تو کشمیر پہ جو ظلم ہو رہا ہے اُس پہ چیختے' قیدی نہ ہوتے تو جو الجزائر پہ بیتی اُسی پر چیختے' قیدی نہ ہوتے تو جو بوسنیا پہ قیامت گزری اُس پہ چیختے' جو شیشان میں ہوا اُس پہ چیختے' جو افغانستان پہ قیامت ٹوٹی اُس پہ واویلا کرتے' اور جو کچھ عراق میں ہوا اُس پہ ہم تو آنسو بھی نہیں بہا سکتے کہ کہیں کوئی کوڑا نہ مار دے' تھپڑ نہ مار دے' کوئی افسر ناراض نہ ہو جائے' ہم تو رو بھی نہیں سکتے ہم تو ایسے قیدی ہیں کہ سسکی بھی نہیں بھر سکتے اور کیا چاہتے ہو اور قیدی کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کی ایک وجہ ہے ہم سے اللہ کا ذکر

چھوٹا' اللہ پر اعتماد میں کمی آئی' ایمان میں کمی آئی اور ہمیں جو اللہ سے لینا تھا وہ ہم کافروں سے لینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے' جو اللہ سے لینا تھا وہ ہم چوری ڈاکے سے لینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے' اللہ سے رزق لینے کی بجائے جائز وسائل اختیار کرنے کی بجائے چوری کی' رشوت لی' ڈاکے مارے' کیوں؟ مسلمان تو بڑی اونچی بات ہے، ہم تو انسان بھی نہیں رہے' ہم سے تو کوئی محفوظ نہیں ہے' ہم اس درجے پر پہنچ گئے ہیں کہ اگر باہر بندوق بردار نہ کھڑے کئے جائیں تو مسجد میں آرام سے نماز نہیں پڑھی جاسکتی' اس سے زیادہ بھی ذلت کا کوئی اور تصور ہے؟ ریاست بھی اسلامی ہو' ملک بھی اسلامی ہو' مسلمانوں کی اکثریت ہو' حکمران بھی مسلمان' رعیت بھی مسلمان' مسجد بھی عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں اور اس سے آگے کیا ذلت ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے دانشوروں کی رائے کیا ہے' میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہمارا **Missing Link** ذکر الٰہی ہے جب سے ہم نے چھوڑ دیا ہم زوال کا شکار ہو گئے۔

مولانا احمد علی لاہوریؒ اپنے زمانے میں قطب ارشاد تھے اور بہت بڑے ولی اللہ تھے خدام الدین اُن کا رسالہ ہوا کرتا تھا اُس میں اُن کی تقاریر ہوتی تھیں میں نے خدام الدین میں اُن کے الفاظ پڑھے وہ فرماتے تھے او لاہوریو! جن اللہ کے بندوں کو تم حقیر سمجھتے ہو' جنہیں تم ملنا گوارا نہیں کرتے' یہ وہ لوگ ہیں جو شب و روز اللہ اللہ کرتے ہیں تو تمہارا جہان آباد ہے اُن کے طفیل تم زندگی جی رہے ہو' اُن کے طفیل تمہارے محل کھڑے ہیں' اُن کے طفیل تمہارے بازار آباد ہیں اگر یہ اللہ اللہ والے اٹھ جائیں تو تم تباہ ہو جاؤ۔

یہ الگ بات ہے ایسے خوش نصیب ضرور رہیں گے اس لئے کہ جس دن کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہا وہ دن دنیا کی زندگی کا آخری دن ہوگا نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا حتی لا یقال اللہ اللہ جب کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہیں رہے گا قیامت قائم ہو جائے گی۔

تو یہ ذکر الٰہی روح کائنات ہے معترضین کو یہ جاننا چاہئے کہ وہ بھی اس لئے دنیا میں زندہ ہیں کہ جن پر اعتراض کرتے ہیں وہ اللہ اللہ کئے جا رہے ہیں اور جس دن کوئی بھی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہا اُس دن اس دنیا کا بوریا بستر لپیٹ دیا جائے گا' لہٰذا ذکر کے لئے دلائل ڈھونڈنے کی بجائے ذکر کر کے دیکھو۔

بخدا لذت ایں مے نہ شناس تا نہ چشی
اس نشے کی لذت جب تک چکھو گے
نہیں تب تک نہیں پاسکتے

محبت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبت کر
کنارے سے کبھی اندازہ طوفان نہیں ہوتا

جسے ذکر کی لذت کو جاننا ہے ذکر کر کے دیکھے' کنارے پہ کھڑے ہو کر تشریحات پوچھ کر اس کی لذت سے آشنائی نہیں ملتی۔

وآخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

اِن اللّٰہ وانا الیہ راجعون

1-ابوظہبی سے جماعت کے ساتھی محمد سلیم شاہ ایبٹ آباد والے کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

2-عبدالحکیم سے سپیشل کلاس کے ساتھی رانا مظہر عباس خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

3-مریدکے میں ظفر اقبال صاحب کے چھوٹے بھائی قدیر اقبال وفات پا گئے ہیں۔

4-مریدکے میں عبداللہ ملک صاحب کے بہت ہی قریبی دوست عرفان اختر انصاری وفات پا گئے ہیں۔

5- گوجرہ سے سلسلہ عالیہ کے پرانی ساتھی حکیم محمد اشرف صاحب وفات پا گئے ہیں۔

6-لاہور سے سپیشل کلاس کے ساتھی نصر اللہ صاحب کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ☆☆☆☆

ان اللّٰہ وانا الیہ راجعون

عبدالحکیم کے ساتھی رانا شاہ محمد نون کے بیٹے اور رانا محمد صدیق کے بھائی مظہر عباس قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اسلام جہالت کے خلاف ہے
کفر جہالت کا ثمر ہوتا ہے

جہالت ایسی بیماری ہے کہ جس میں بھلے بُرے کی تمیز نہیں ہوتی یہ جو کہا جاتا ہے نا اسلام کفر کے خلاف ہے میں یہ کہا کرتا ہوں کہ یہ بات سطحی ہے' اسلام حقیقتاً نور ہے' علم ہے جہالت کے خلاف ہے' کفر جہالت کا ایک پھل ہے' اور بھی بہت سے پھل اُس پہ لگتے ہیں کفر کا پھل جہالت پہ لگتا ہے' ظلم کا پھل جہالت پہ لگتا ہے' تشدد کا پھل جہالت پہ لگتا ہے چوری ڈاکے کا پھل جہالت پہ لگتا ہے' یہ جتنے مظالم ہیں ہر ہر ظلم جو ہے اُس کی جڑ اور اُس کی بنیاد اور اُسکا درخت جہالت ہے اور اسلام جہالت کے خلاف ہے

امیر محمد اکرم اعوان
دار العرفان منارہ' ضلع چکوال 28-05-04

بسم اللہ الرحمن الرحیمo
افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق کمن هوا اعمیٰo وفرحوا بالحیوۃ الدنیا. وما الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الامتاعo

تیرہویں پارے میں سورۃ الرعد میں سے ایک رکوع تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے میں نے اور میں یہ چاہوں گا کہ تقریر کی بجائے کسی ایک رکوع کا عام فہم ترجمہ ہو جائے۔ قرآن حکیم اللہ کی کتاب ہے اور اللہ خالق ہے کائنات کا بھی' مخلوق ساری کا' زمانوں کا بھی' اوقات کا بھی' سوچ اور فکر کا بھی' ضرورتوں کا خالق بھی وہی ہے اور تکمیل ضرورت کے اسباب وذرائع کا خالق بھی وہی ہے' اُسکا علم حضوری ہے' انسان کے لئے علم کے تین درجے ہیں۔ ماضی' حال' مستقبل' کچھ گزر گیا' جسکی کچھ یادداشتیں انسان کے ذہن میں رہ جاتی ہیں کچھ محو ہو جاتی ہیں' کچھ سامنے ہے جسے حال کہتے ہیں انسان اپنے اپنے شعور کے مطابق اُس میں سے کچھ سمجھ پاتا ہے کچھ اُس کے پلے نہیں پڑتا' بلکہ میں اگلے دن ایک مغربی مفکر کی بات پڑھ رہا تھا سائنس اور اس کی ایجادات اور اُس کی دریافت کے بارے میں تو اگرچہ یہ صدی سائنس کی صدی ہے اور سائنس نے بے پناہ ترقی کی ہے اور وہ چیزیں سامنے آئی ہیں جن کو آج سے کچھ عرصہ قبل سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا اور یوں نظر آتا ہے کہ سائنس اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے لیکن وہ مفکر یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ہم بہت مبالغہ کریں بے حد مبالغہ آرائی کریں تو شاید ہم یہ کہہ سکیں کہ ہم نے دس فیصد جان لیا ہے' نوے فیصد کا ہم جھوٹا دعویٰ بھی نہیں کر سکتے ہم نے جو کچھ جانا ہے یہ دس فیصد ہے' ایک بہت چھوٹی سی بات ہے' چھوٹا سا حصہ ہے جو ہم نے سمجھا ہے اور کائنات کی وسعتیں ابھی بہت پھیلی ہوئی ہیں جنہیں ہم نہیں جان سکتے' نہیں پہنچ پاتے لیکن اگر ہم مبالغہ آرائی بھی کریں' تو بہت زیادہ بڑھا کر بات کریں' تو ہم یہ دعویٰ بھی اگرچہ ہمارا غلط ہوگا لیکن ہم دعویٰ کریں تو شاید دس فیصد کا دعویٰ کر دیں نوے فیصد تو ہمارے دعوے کی رسائی سے بھی باہر ہے اور یہ بات صحیح ہے کہ اگر حقائق کی طرف نگاہ جائے تو انسان نے کچھ نہیں جانا ابھی تک' انسان کیا جان سکتا ہے؟ انسان محتاج ہے' ضرورت مند ہے' اس کی جو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں اُن کی تکمیل کے ذرائع ڈھونڈتا رہتا ہے' اب کائنات اتنی تو نہیں کہ صرف ضرورت اُس کی تکمیل کے اسباب پہ ختم ہو جائے' یہ تو ایک شعبہ ہے۔ کائنات بسیط کو اگر دیکھا جائے تو انسان کس گنتی میں ہے! کتنی مخلوق ہے اللہ کی آسمانوں میں زمینوں میں سیاروں میں فضاؤں میں خشکی میں تری میں کہاں کہاں کتنی مخلوق ہے اللہ کی بلکہ آپ اپنے وجود کے اندر جو جرم ہیں آپ اُن کو نہیں گن سکتے وہ اربوں کھربوں کی تعداد میں ہیں ایک قطرے میں اربوں ہوتے ہیں' ایک قطرہ خون میں اربوں ہوتے ہیں تو پھر وجود میں کتنے ہوں گے تو اگر ہم پوری عالم انسانیت کو کسی گنتی میں لانا چاہیں اور اعشاریہ لگا کر ساتھ زیرو لکھنا شروع کر دیں تو عمر ختم ہو جائے گی ہم زیرو لکھتے رہیں گے ایک لکھنے کی باری نہیں آئے گی' تو جب خود انسان کائنات کی وسعتوں میں ایک بہت ہی چھوٹے سے چھوٹی سے اکائی ہے تو اُس کی ضرورتیں کتنی بڑی ہوں گی اور اُن کی تکمیل کے

لئے جو ایجادات یا وسائل یا اسباب اختیار کئے وہ کتنے بڑے ہوں گے! لہٰذا انسان کا علم حال جو ہے وہ بھی محدود ہے اور یہ تو محققین کی بات ہو رہی ہے عام آدمی کو تو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ میری ضرورت اس وقت کیا ہے؟ ضرورت کی تکمیل کی بات تو بعد میں آتی ہے' پریشان بیٹھا ہوتا ہے پوچھو کیا بات ہے تو اُسے یہ نہیں پتہ ہوتا کہ میں پریشان کیوں ہوں؟ پھر تیسرا درجہ انسان کے علم کا مستقبل ہے کہ آگے کیا آنے والا ہے' جسے انسان بالکل نہیں جانتا جب مستقبل سے حال میں آتا ہے تو اُسے کچھ پتہ چلتا ہے اللہ کا علم ایسا نہیں ہے نہ اُس میں ماضی ہے نہ مستقبل ہے بلکہ اللہ جل شانہ' کا علم حضوری ہے' جو گزرا ہم پہ گزرا' جو آنے والا ہے ہمارے لئے آنے والا ہے' اُس کی بارگاہ میں ہر چیز دست بستہ حاضر ہے' ہر چیز کو ہر آن وہ جانتا ہے' اُس نے قرآن کریم نازل فرمایا اور اگلے دن ایک سوال تھا کینیڈا سے ایک خاتون جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتی ہے وہ یہ سوال کر رہی تھی ٹیلی ویژن پر کہ ایک ایسی کتاب جو چودہ سو سال پرانی ہے اُس پر آج کے دور میں عمل کیسے ممکن ہے؟ میری رائے میں یہ سوال عیسائیوں اور یہودیوں اور اہل کتاب سے پوچھنا چاہئے! پرانی سے مراد وہ کتاب ہوتی ہے جس کے مندرجات مندمل ہو گئے ہوں' مٹ گئے ہوں کوئی بات ملتی ہو کوئی نہ ملتی ہو وہ پرانی ہو جاتی ہے۔ اب یہودیوں کے پاس تورات ہے اگر تو وہ' وہ نہیں ہے جو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پہ اتری اور یہ بات وہ خود بھی جانتے ہیں' عیسائیوں کے پاس اگر اناجیل ہیں تو عجیب بات یہ ہے کہ خود عیسائی انجیل کے کسی ایک لفظ کا بھی دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے حوارین کے نام سے آگے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے فلاں حواری نے یہ کہا اُس کے نام سے ایک انجیل بن گئی' فلاں حواری نے یہ کہا اُس کے نام سے ایک انجیل' متعدد اناجیل جو ہیں اُن میں کوئی ایک ایسی نہیں کہ جو یہ کہے کہ مفہوم جو ہے وہ کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا ہم اُس کا مفہوم بیان کر رہے ہیں لیکن خود عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ روایت نہیں کرتے۔ قرآن کسی الف ب ج کا بتایا ہوا نہیں ہے ہر ہر لفظ وہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے لب جاں فزا سے نکلا۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ قرآن کے مطابق زبور تورات انجیل یہ وقتی طور پر خاص قوموں کے لئے ایک زمانے تک اُن کی ضرورت کے لئے تھیں' وہ زمانے گزر گئے کتاب کی حفاظت کی ضرورت ہی باقی نہ رہی لہٰذا اللہ کریم نے انہیں محفوظ نہیں فرمایا اسلئے کہ زمانہ گزر گیا اُن پر عمل ہی ختم ہو گیا' حالات بدل گئے واقعات بدل گئے' تو یہ محترمہ اُن سے سوال کیوں نہیں کرتیں کہ آپ کی کتابیں تو پرانی ہو چکیں اُن میں انبیاء علیہم السلام کے الفاظ تو ملتے نہیں' اُن کا زمانہ گزر چکا' اُس زمانے کی بات تھی آپ انہیں اٹھائے اٹھائے کیوں پھرتے ہیں؟ قرآن کسی زمانے کے لئے نہیں قران سارے زمانوں کے لئے نازل ہوا' قرآن کسی ایک قوم کے لئے نہیں قرآن سارے انسانوں کیلئے نازل ہوا' لہٰذا قرآن نے ایسے آفاقی اصول وضع فرمائے جن کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو ابھی تک پوری طرح سائنس دریافت نہیں کر سکی' چند چیزیں اُسے مل جاتی ہیں۔ قرآن تو اللہ کا کلام ہے حدیث مبارک میں جو چھوٹے چھوٹے طریقے زندگی کے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے مثلاً نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کھانا ہاتھ سے کھاؤ اور کوشش کرو انگلیوں کو بچاؤ نہیں اگر سالن میں ڈوبتی ہیں تو انگلیاں ڈبو کر کھاؤ اور پھر انگلی کو کسی دوسری چیز سے صاف نہیں کرو اُسے چوس لو۔ آج سائنس کہتی ہے کہ اگر کھانا انگلی سے کھایا جائے آج جدید سائنس کہتی ہے کہ اگر کھانا ہاتھ سے کھایا جائے اور جو انگلی کے ساتھ سالن لگ جاتا ہے وہ چوس لیا جائے تو انگلی میں اُس وقت ایسا اثر یا ایسا مواد یا ایسے جرم آجاتے ہیں جو کھانے کے ہضم میں بہت زیادہ مدد دیتے ہیں' یعنی ساڑھے چودہ سو سال بعد اس ایک چھوٹی سی بات جو نبی کریم ﷺ نے کھانے کے ادب میں بتائی کہ

یہ قرآن پرانا ہونے والا نہیں ہے' اگر چودہ صدیاں اس کے نور سے مستفید ہوئیں تو آنے والی اگر چودہ ہزار صدیاں ہیں تو وہ بھی اس کے نور سے مستفید ہوں گی اور جب اس کا نور اٹھ جائے گا تو دنیا کی بساط لپیٹ دی جائے گی

دائیں ہاتھ سے کھائیے، بسم اللہ پڑھ کر کھائیے اور انگلیوں سے کھائیے اور انگلیاں بچائیے نہیں، لقمہ جب سالن میں ڈبوتے ہیں تو انگلیوں کو ڈبو کر کھائیے اور پھر انگلی کو تولیے سے یا پانی سے صاف نہیں کیجئے پہلے اسے چوس لیجئے پھر ہاتھ دھوئیے آج سائنس کہتی ہے کہ اگر کھانے کی چیز انگلی کے ساتھ لگ جائے تو اُس شوربے یا اُس سالن اور ہاتھ کے مس سے ایک ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر انگلیاں چوس لی جائیں تو کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اُس وقت ارشاد فرمایا کہ کھانے سے پہلے پانی پی لو یا پھر درمیان میں پی لو مستحبات میں سے ہے کوئی فرض سنت نہیں ہے کیا جائے تو مناسب ہے، آج میڈیکل سائنس کہتی ہے کہ کھانے سے اوپر سے پانی پیا جائے تو معدے کو ہضم میں تکلیف ہوتی ہے اور سارا کھانا پانی میں حل ہو جاتا ہے، اس لئے اگر پہلے پیا جائے تو بہت بہتر ورنہ آدھا کھانا کھا کر پی لیا جائے اور آدھا اوپر سے کھایا جائے تاکہ وہ معدے کو ہضم میں آسانی ہو اور وہ اُسمیں کوئی ملغوبہ نہ بن جائے۔ یہ وہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں، کہاں زندگی کے اہم فیصلے کہاں قوموں کا کردار، کہاں زمانے کے واقعات، کہاں فتح وشکست کہاں عدل وانصاف، کہاں علم وتعلیم، کہاں معاشرے میں قوانین اور حدود، اور کہاں اقوام کے مابین توازن، یہ تو بہت بڑی باتیں ہیں اُن کی بات تک آج کے انسان کی سائنس ابھی پہنچی نہیں اور اگر کبھی پہنچی تو پھر تائید کرنے پہ مجبور ہو گی کہ حق یہی ہے جو پیغمبر ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کا علم چونکہ حضوری ہے اُس کے لئے گزرا ہوا زمانہ آنے والا سارے اُس کے سامنے حاضر ہیں ضرورتوں سے صرف واقف نہیں ضرورتیں خود پیدا فرماتا ہے اُن کی تکمیل کے ذرائع صرف جانتا نہیں جانتا بھی ہے اور خود پیدا فرماتا ہے خالق ہے اس لئے یہ قرآن پرانا ہونے والا نہیں ہے، اگر چودہ صدیاں اس کے نور سے مستفید ہوئیں تو آنے والی اگر چودہ ہزار صدیاں ہیں تو وہ بھی اس کے نور سے مستفید ہوں گی اور جب اس کا نور اٹھ جائے گا تو دنیا کی بساط لپیٹ دی جائے گی، پھر قیامت قائم ہو جائے گی اس کے بعد کوئی نئی کتاب نہیں آئے گی، کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

آج اگر مسلمان روئے زمین پہ رسوا ہے تو کیوں رسوا ہے؟ اس لئے کہ اُس نے قرآن کو ماننے کا دعویٰ تو کیا جاننے کی کوشش نہیں کی اور جس نے جاننے کی کوشش کی وہ ثواب گناہ میں پھنس کر رہ گیا۔

اب آپ دیکھیے کہ قرآن نے کیا کیا خوبصورت فیصلے صادر فرمائے ہیں اللہ کریم فرماتے ہیں **افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق.** ایک ایسا بندہ جو یہ بات سمجھ جائے، جو یہ بات جانتا ہو، جس کے دل میں یہ بات گڑ جائے کہ یہ قرآن جو آپ ﷺ پر نازل ہوا آپ ﷺ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا اور یہ حق ہے، اس میں شبے کی گنجائش نہیں ہے۔ **لمن ھو اعمیٰ** ہ کیا وہ ایسا ہو سکتا ہے جیسے اندھے ہوتے ہیں یعنی جس نے یہ بات نہیں جانی قرآن کریم فرماتا ہے یہ اندھا ہے۔ اب موجودہ سائنس میں غیر مسلم جس حد تک پہنچا ہے قرآن کہتا ہے یہ اندھا ہے اگر اندھا اُس حد تک جا سکتا ہے تو جو قرآن کو سمجھے اور قرآن کے حوالے سے سائنس کو سمجھے اور سمجھنے کی کوشش کرے تو کیا کافر اُس کے برابر ہو سکتا ہے! لیکن قرآن کو کلام الٰہی اور زندگی کا حل سمجھ کر مان کر چلنے والا یہ باتیں سمجھ سکتا ہے اور صرف یہ مان لینا یہ ایک مقدس کتاب ہے اور اُسے لپیٹ کر سر سے بلند اُس جگہ پہ رکھ دو اور اُس کی طرف پشت نہ کرو اور اُسے ساری زندگی کھولو نہیں، پڑھو نہیں، عمل کرنے کے لئے سمجھو نہیں تو پھر کیا فائدہ ہوگا! آج اگر مسلمان روئے زمین پہ رسوا ہے تو کیوں رسوا ہے؟ اس لئے کہ اُس نے قرآن کو ماننے کا دعویٰ تو کیا جاننے کی کوشش نہیں کی اور جس نے جاننے کی کوشش کی وہ ثواب گناہ میں پھنس کر رہ گیا۔ یہ ثواب اور گناہ کیا ہے؟ نہ گناہ کا کوئی جسم ہے اس دنیا میں کہ وہ پہاڑ ہے گر پڑتا ہے، نہ ثواب کوئی سونے کی ڈلی ہے جو آ جاتی ہے ہاتھ میں۔ ہر نافرمانی اللہ اور اُس کے رسول اللہ ﷺ کی ہر نافرمانی گناہ ہے اور ہر اطاعت بجائے خود ثواب ہے۔ ثواب اطاعت ہی کا نام ہے۔ اب اگر کھانے کے ایک چھوٹے سے ادب میں زندگی کا اتنا بڑا فائدہ ہے تو زندگی کے دوسرے اہم امور میں جنگوں میں، صلح میں، قیام امن میں، قیام

عدل میں' خرید وفروخت بیع وشرا میں' قوموں کے معاملات میں' بین الاقوامی اُمور میں' اگر مومن قرآن کریم سے رہنمائی لے تو وہ دنیا کی قیادت کر سکتا ہے' دنیا کی امامت اُس کا مقام ہے اُس کے لئے ذلت اور رسوائی نہیں ہے' لیکن اللہ کریم فرماتے ہیں انما یتذکرو اولوا الباب o نصیحت صاحب دانش کے لئے ہوتی ہے' جاہلوں اور بے وقوفوں کو نصیحت کی سمجھ نہیں آتی۔ جہالت ایسی بیماری ہے کہ جس میں بھلے بُرے کی تمیز نہیں ہوتی یہ جو کہا جاتا ہے نا اسلام کفر کے خلاف ہے میں یہ کہا کرتا ہوں کہ یہ بات سطحی ہے' اسلام حقیقتاً نور ہے' علم ہے' جہالت کے خلاف ہے' کفر جہالت کا ایک پھل ہے اور بھی بہت سے پھل اُس پہ لگتے ہیں کفر کا پھل جہالت پہ لگتا ہے' ظلم کا پھل جہالت پہ لگتا ہے' تشدد کا پھل جہالت پہ لگتا ہے' چوری ڈاکے کا پھل جہالت پہ لگتا ہے' یہ جتنے مظالم ہیں ہر ہر ظلم جو ہے اُس کی جڑ اور اُس کی بنیاد اور اُس کا درخت جہالت ہے اور اسلام جہالت کے خلاف ہے اور اُس درخت کو کلہاڑے سے نہیں کاٹنا چاہتا بلکہ وہ درخت ظلمت ہے اندھیرا ہے تاریکی ہے اور اُسے جمال باری تعالیٰ سے روشن کرنا چاہتا ہے' اسلام اُس ظلمت میں نور جمال باری کو لاتا ہے' جمال مصطفوی ﷺ کو لاتا ہے اور اُس ظلمت کو روشن کرتا ہے کہ مخلوق کو اپنے اردگرد اپنے ماحول میں روشنی اور صاف راہیں نظر آئیں اور وہ گڑھوں میں اور غاروں میں گر کر تباہ ہونے سے بچ جائے۔ اس لئے فرمایا کہ جو قرآن کو حق نہیں مانتا اندھا ہے' اُسکے پاس زندگی کا کوئی راستہ نہیں۔ یہ ایجادات کس لئے ہوتی ہیں؟ انسانوں کی سہولت کے لئے اور اگر انسان کے پاس انسانی اقدار ہی نہ رہیں تو سہولت کو کیا کرے گا؟ کیا سہولتیں اس لئے ہوتی ہیں کہ انسان کو جانور بنا دیا جائے انسانی حس ہی اُسمیں سے ختم کر دی جائے اُس میں نہ غیرت ہو نہ شرم ہو نہ حیا ہو نہ چھوٹے سے شفقت نہ بڑے کی عزت ہو یعنی جو

جو ملک میں کنجر ہیں اُن سے ہم نفرت کرتے ہیں اور جو روئے زمین پہ بے آبرو لوگ ہیں اُن جیسا ہم بننا چاہتے ہیں یہ فلسفہ میری سمجھ میں تو نہیں آتا

انسانی خصوصیات ہیں وہ کاٹ دی جائیں اور اُسے کتے بلے کی طرح بنا کر چھوڑ دیا جائے تو ایجادات اُس کے کس کام کی!!

آپ جس مغرب سے مرعوب بیٹھے ہیں اُس مغرب نے انسان اور انسانیت کو کیا دیا؟ جہاں بیٹی باپ کو نہیں پوچھتی' بھائی بہن کو نہیں پوچھتا' جہاں شرم نام کی کوئی چیز نہیں ملتی' حیا نام کی کوئی شے نہیں ملتی اور جو بے ہودگی اسلامی ممالک بھی اُن سے درآمد کر رہے ہیں۔ دھڑا دھڑ برآمد کر رہے ہیں ایک وجود کو آپ بہت اچھے کھانے کھلائیں بہت اچھے کپڑے پہنائیں لیکن اُس کی انسانی عظمت چھین لیں تو باقی کیا بچے گا؟ آپ کنجروں سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟ پیشہ ور خواتین جو بازاروں میں بیٹھی ہیں اُن سے نفرت کا کیا جواز ہے؟ آپ کے پاس؟ کیا وہ انسان نہیں ہیں؟ کیا وہ اولاد آدم علیہ السلام میں سے نہیں ہیں؟ اُن کا وجود ہماری طرح نہیں ہے؟ انہیں صحت بیماری ہماری طرح نہیں ہوتی؟ اُن کے پاس پیسے بھی ہم سے زیادہ ہیں وہ کھاتی پیتی ہم سے اچھا ہیں' لباس زیور...... تو پھر آپ اُن کی عزت کیوں نہیں کرتے؟ انہیں گالی کیوں سمجھتے ہیں؟ اس لئے کہ اُن سے انسانی اقدار چھوٹ گئیں صرف یہی وجہ ہے نا! تو یہاں تو چند آپ کو بازار میں ملتی ہیں مغرب سارے کا سارا اس سے فارغ ہو گیا' مشرق بعید سارے کا سارا اس سے فارغ ہو گیا' ہر کافر ملک اس چیز سے سارے کا سارا فارغ ہو گیا' اپنے کنجروں سے نفرت کرتے ہیں اور غیر ملکی کنجروں جیسا بننا چاہتے ہیں۔ جو ملک میں کنجر ہیں اُن سے ہم نفرت کرتے ہیں اور جو روئے زمین پہ بے آبرو لوگ ہیں اُن جیسا ہم بننا چاہتے ہیں یہ فلسفہ میری سمجھ میں تو نہیں آتا، کیا عجیب سوچ ہے اور اگر انسان کو اُس کی آبرو محفوظ ہے' احترام آدمیت اُس کے پاس ہو' اُسے انسانی محبتیں حاصل ہوں' اُسے بڑوں کی شفقت اور چھوٹوں کا پیار حاصل ہو' اُس سے لوگوں کو محبت وشفقت نصیب ہو رہی ہو تو اُسے آپ جو کی سوکھی روٹی بھی کھلا دیں تو وہ اُس کے لئے اکسیر ہے' وہ اُس پہ زندہ رہ سکتا ہے اُس کا احترام باقی رہ جاتا ہے' اُس کی محبتیں باقی رہ جاتی ہیں' اُس

سے مخلوق مستفید ہو جاتی ہے۔ کیا فائدہ ان بہترین کھانوں کا جو انسان سے اُس کی انسانیت چھین لیں!

تو ان ایجادات نے دیا کیا انسانیت کو؟ ایجادات نے یہ دیا کہ قیامِ امن کے لئے اپنے سے کمزور ملکوں کو تباہ کردو' عورتوں بچوں بوڑھوں کو درگزر نہ کرو' آبادیوں کی آبادیاں تہس نہس کر دو' یہی دیا نا مغرب کو! بہت بڑا جمہوری ملک برطانیہ اور جمہوریت کا اس عہد کا امام امریکہ کیا' کر رہے ہیں؟ ہوگی کوئی القاعدہ ہم نہیں جانتے' تھی یا نہیں تھی' امریکہ سے ہم نے تو اُس کا نام سنا اُس سے پہلے نہیں جانتے تھے' لیکن کیا جتنے افغانستان میں عورتیں بچے بوڑھے مارے گئے یہ سارے القاعدہ کے ممبر ہیں؟ جتنی عراق میں تباہی ہو رہی ہے یہ سارے صدام حسین ہی مر رہے ہیں؟ جو کچھ الجزائر میں فلسطین میں کشمیر میں ہو رہا ہے یہ سارے القاعدہ ہی ہیں؟ تو ان ایجادات نے انسان سے انسانیت چھین کر اُسے وحشی بھیڑیا درندہ بنا دیا۔ طاقت کے نشے میں چور مست ہاتھی کی طرح ہر چیز کو مسلتا اور روندتا چلا جا رہا ہے۔ ایجادات کے خلاف میں بات نہیں کر رہا۔ بات ایجادات کے استعمال کی کر رہا ہوں کہ اگر سائنس کو قرآن کے تابع رکھ کر قرآن کو ماننے والے اس میں ترقی کرتے تو یہی سائنس انسانیت کی خدمت کر رہی ہوتی۔ اب جب یہ لاٹھی اندھوں کے ہاتھوں میں آئی تو ہر ایک کا سر پھوڑ رہی ہے جنہیں قرآن اندھا کہتا ہے۔ مسلمان کی کمزوری یہ ہے کہ اس نے قرآن کو ماننے کا نعرہ لگا کر بس فارغ ہو گیا اب اس کا خیال ہے کہ مولوی اور پیر صاحب کا مسئلہ ہے وہ جانے اسلام جانے۔ ہم سفر پہ جاتے ہیں دو بریف کیس اٹھائے ہوئے ایک اپنا ہے ایک والد بزرگوار ساتھ ہیں اُن کا ہے۔ اب ہمیں نہیں پتہ بابا جی نے اس میں کیا رکھا ہے کتنے جوڑے کپڑے رکھے ہیں پیسے رکھے ہیں کوئی انگوٹھی رکھی ہے کیا کنگھی شیشہ رکھا ہے دوائی رکھی ہے کیا

اگر سائنس کو قرآن کے تابع رکھ کر قرآن کو ماننے والے اس میں ترقی کرتے تو یہی سائنس انسانیت کی خدمت کر رہی ہوتی۔ اب جب یہ لاٹھی اندھوں کے ہاتھوں میں آئی تو ہر ایک کا سر پھوڑ رہی ہے جنہیں قرآن اندھا کہتا ہے

رکھا ہے؟ نہیں پتہ نہ کھول کے دیکھا' اپنے کا پتہ ہے اب وہ پوچھتا ہے اس میں کیا کیا ہے ایک ایک چیز گن لیتے ہیں چونکہ یہ ہماری ہے بریف کیس ہمارا ہے ہمیں پتہ ہے اس میں یہ یہ چیز ہے یہ جو بزرگوں کا ہے وہ کہتے ہیں کہ بس جی وہ بابا جی آ جائیں تو بتائیں گے میں نہیں بتا سکتا۔ ہم قرآن کے ساتھ یہی کھیل کھیل رہے ہیں قرآن میں کیا ہے جی مولوی صاحب کو پتہ ہوگا پیر صاحب کو پتہ ہوگا۔ کیا قرآن میرا آپ کا نہیں ہمیں کیوں پتہ نہیں؟ جب ہمیں نہیں پتہ تو مولوی صاحب پیر صاحب پرائی دولت کی کب تک حفاظت کریں گے وہ بیچ کے کھا جائیں گے کیوں مولوی بک جاتا ہے کیوں پیر صاحب بک جاتے ہیں کسی سیٹ پر کسی گدی پر کسی انعام پر کسی وزارت پر کسی سفارت پر کیوں بک جاتے ہیں؟ اس لئے بک جاتے ہیں کہ انہیں پتہ ہے لوگوں کا مال ہے ہمارے پاس' کھول کر وہ بھی نہیں دیکھتے۔ پرائی چیز کو بار بار دیکھنے کی کیا ضرورت ہے کہ جی اس میں کیا ہے وہ بھی بندھا بندھایا پوٹلہ دیکھتے ہیں اور پھر آپ چلاتے ہو کہ ہم نے ووٹ تو قرآن کے نام پر دیئے تھے ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے بھئی قرآن کو کب آپ نے جانا کب آپ نے سمجھا آپ نے بھی رواجی طور پر احسان کر دیا قرآن کو کھولا دیکھا پڑھا اُس کا مفہوم سمجھا اُسے سمجھنے کی کوشش کی کبھی! تو اللہ کریم فرماتے ہیں۔

نصیحت تو ہے لیکن صاحب دانش کے لئے اور صاحب دانش کون ہیں دیکھو کتنی خوبصورت بات کہی فرمایا عقلمند وہ ہے جو اللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ نبھائے قرآن کو مانا تو ہم نے کہا لا الـٰه الا اللّٰه ہو گیا نا وعدہ۔ اب گردن کٹ جائے لیکن اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے جھکے نہیں۔ جھکے تو اللہ کی بارگاہ میں کہ ہم نے اُسے الٰہ اور معبود مانا ہے۔ اب لقمے لقمے کے لئے اگر سجدہ ریز ہوتا رہے تو وعدہ توڑ دیا۔

ہم دعائے قنوت اور روز نماز میں پڑھتے ہیں باوضو کھڑے ہوئے نماز میں دوبارہ تکبیر کہتے ہیں دعائے قنوت شروع کرتے ہیں۔ نخلع ونترک من یفجرک. یا اللہ جو تیری نافرمانی کرتا ہے ہم اُس سے بالکل لاتعلق ہوتے

ہیں۔ نخلع ونترک۔ ہم اُس سے الگ ہو گئے اُسے چھوڑ دیا۔ اللھم انا نستعینک۔ یا اللہ صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ ونستغفرک اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں کہ ہزار بھلائی کے باوجود ہماری نیکیوں کا بھی وہ معیار نہیں جو تیری بارگاہ میں پیش کیا جائے۔ اس لئے تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ ونومن بک۔ اور تجھ پر پکا پکا یقین رکھتے ہیں۔ ونتوکل علیک۔ تیرے بھروسے پہ جی رہے ہیں۔ بس کسی کی

بنا دیں مطلب یہ ہے کہ اپنے ایمان اور اپنے کردار میں اُن کے ساتھ تعاون نہ کرے۔ کون ہے جو کرتا ہے تو کیا یہ بدعہدی نہیں ہے؟ فرمایا عقلمند وہ ہیں جو وعدہ کرتے ہیں اور کرتے اللہ سے ہیں اور پھر اُسے پورا بھی کرتے ہیں۔ ولا تنقُضون المیثاق۔ اور وعدے کو توڑتے نہیں۔ والذین یصلون ما امر اللّٰہ بہ ان یوصل۔ وہ عقلمند ہیں کہ جہاں جڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، جس چیز کو جوڑنے کا حکم دیا ہے اُسے

والذینَ صبرُوا ابتغاء وجہِ ربھم۔ وہ لوگ جو اللہ کی رضا کے لئے مشکلات سختیاں بھوک افلاس بیماری صبر سے جھیلتے ہیں جم کر جھیلتے ہیں۔ اب یہ نہیں کہ اے اللہ میں تیری عبادت کرتا ہوں تو ساری دنیا میرے ماتحت کر دے اگر پہاڑ بھی ٹوٹ پڑیں تو اللہ کے بھروسے پہ جم کر کھڑے رہتے ہیں۔ سب سے بڑی مصیبت موت ہے نا! تو اُسے تو آنا ہی آنا ہے پھر بھاگیں کہاں تک واقاموا الصلوۃ۔ اللہ کی عبادت کو قائم کرتے ہیں یہ نہیں کہ ادا کرتے ہیں۔ اقـــام۔ اُن کا وجود دوسروں کو بھی نمازی بنانے کا سبب بن جاتا ہے۔ اقامت صلوۃ یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی عبادت کو قائم کرنے والے بن جاتے ہیں، سبب بن جاتے ہیں، دوسروں کو بھی عبادت پہ لانے کا وانفقوا مما رزقنھم

ہم میں سے کتنے ہیں جس نے بدکاروں سے آزادی حاصل کر لی اور لالچ کے پیچھے اُن کی بدکاری میں شامل نہیں ہوئے! علیحدگی کا یہ مطلب نہیں کہ گھروں میں دیواریں بنا دیں مطلب یہ ہے کہ اپنے ایمان اور اپنے کردار میں اُن کے ساتھ تعاون نہ کرے۔ کون ہے جو کرتا ہے تو کیا یہ بدعہدی نہیں ہے؟

پرواہ نہیں کوئی بڑا ہے یا چھوٹا ہے ہماری زندگی تیرے بھروسے پر ہے۔ ونثنی علیک الخیر۔ ہر اچھی بات ہر خوبی ہر تعریف ہر حمد تیرے لئے ہماری زبان سے نکلتی ہے کہ سب خوبیوں کا مالک تو ہے۔ ونخلع ونترک اور الگ ہو جاتے ہیں اور ترک کر دیتے ہیں۔ من یفجرک۔ جو تیری نافرمانی کرتا ہے یہ ہم روز وتروں میں پڑھتے ہیں یا وضو مسجد میں نماز میں ہاتھ باندھ کر الگ سے تکبیر کہہ کر پھر وعدہ کرتے ہیں۔ ہم میں سے کتنے ہیں جس نے بدکاروں سے آزادی حاصل کر لی اور لالچ کے پیچھے اُن کی بدکاری میں شامل نہیں ہوئے! علیحدگی کا یہ مطلب نہیں کہ گھروں میں دیواریں

جوڑتے ہیں اور اس کے باوجود عظمت الٰہی سے لرزہ براندام رہتے ہیں کہ ذرہ حقیر ہوں اور وہ اُس کی ذات والاصفات بے حد و بے کنار ہے۔ ویخافون سوء الحساب۔ اور اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ میری کوتاہیاں میری سستیاں میری غلطیاں کہیں مجھے لے نہ ڈوبیں اُس بارگاہ سے نکلوا نہ دیں۔ عقلمند وہ ہیں جو وعدہ کرتے ہیں نبھاتے ہیں اللہ سے وعدہ توڑتے نہیں۔ جہاں جڑنے کا حکم دیا ہے جڑ جاتے ہیں جہاں سے الگ ہونے کا حکم دیا ہے الگ ہو جاتے ہیں اور اس کے باوجود لرزاں وترساں رہتے ہیں کہ کہیں پھر مجھ سے کوئی کوتاہی نہ ہو گئی ہو اور آخرت، حساب کے دن سے ڈرتے ہیں۔

سرا و علانیۃً ٥ اور میں نے جو انہیں رزق دیا ہے قوت دی ہے علم دیا ہے دولت دی ہے اقتدار دیا ہے جو بھی میں نے انہیں بطور رزق دیا ہے اُسے میرے حکم کے مطابق کبھی پوشیدہ حالات کے مطابق کبھی پوشیدہ خفیہ اور کبھی علانیہ اُسے خرچ کرتے ہیں دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ ویدرنون بالحسنتہ السیئتۃ۔ اور جہاں بُرائی ہوتی ہے وہاں نیکی پھیلاتے ہیں۔ بُرائی کا سدباب نیکی سے ہوتا ہے ظلم کا سدباب عدل سے ہوتا ہے یہ نہیں کہ جہاں پہلے ظلم ہو رہا ہے وہاں اُس سے زیادہ ظلم کرو کہ وہ ظلم رک جائے یہ ظلم روکنے کا طریقہ نہیں ہے یہ تو ظلم کو بڑھانے کی بات ہے کہ پہلا تھوڑا کر رہا تھا دوسرے نے

بہت زیادہ کر دیا لیکن اللہ کے بندے بُرائی کو نیکی سے روکتے ہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔

اولٰئِکَ لھُم عقبی الدارِ. ایسے لوگ جو ہیں یہ لوگ ہیں جن کے لئے عاقبت کا گھر ہے جو اپنی منزل پہ پہنچے ہوئے ہیں۔ جنت عدنٍ یدخلو نھا. جنت کے ہمیشہ رہنے والے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جواُن طرزِ عمل پر۔ ومن صلحَ. جو نیک تھے جوان جیسے تھے اُن کے آباءَ میں سے ماں باپ والدین آباؤ واجداد میں سے ازواجِھم۔اُن کی بیویاں۔وذریّتِھِم اور اُن کی اولاد۔یہ وہ لوگ ہیں کہ جن جیسے اُن کے درجات تھے تو وہ بھی اُن کے ساتھ ہوں گے۔ بیویاں اُن جیسی تھیں وہ ساتھ ہوں گی اولاد اُن جیسی تھی وہ تو خاندانوں کے خاندان ہنستے کھیلتے اللہ کی جنت میں جائیں گے اور یہ وہ خوش نصیب ہیں۔ والملئکتہ یدخلون علیھم من کل بابٍ ٥ جن میں سے ہر ہر دروازے پہ فرشتے داخل ہو کر کہیں گے۔ سلمٌ علیکُم۔اللہ کی طرف سے سلامتی ہو تم پر۔بما صبرتُم. جس طرح تم نے صبر اور شکر کے ساتھ دنیا کے حالات کا مقابلہ کیا۔ فنعم عقبی الدار ۔اور کتنا خوبصورت تمہیں آخرت کا گھر ملا۔

والّذین ینقضون عھد اللّٰہ من بعد میثاقِہٖ اور جو لوگ اللہ سے وعدہ کر کے توڑ دیتے ہیں۔ ویقطعون ما امر اللّٰہ بہٖ ان یوصلَ. اور جس چیز کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اُسے الگ کر دیتے ہیں۔ویُفسِدُونَ فی الارضِ اور اللہ کی زمین پر فساد پھیلاتے ہیں اولٰئکَ لھُم اللعنتہُ. ایسے لوگوں کے لئے اللہ کی لعنت ہے۔

کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ طاقت کے نشے میں چور ہو کر دنیا پہ ظلم کر رہے ہیں عجیب بات ہے کہ دنیا میں کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جو کہے کہ بھئی بڑے بہادر ہیں بڑے کمال ہر بندہ لعنت بھیج رہا ہے نہ صرف مسلمان کافر بھی نہ صرف دوسرے ممالک اُن کے اپنے ملک کے شہری بھی اُن پر لعنت بھیج رہے ہیں۔یہی اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔آپ حالات حاضرہ کو پڑھیے لوگوں کی رائے سنیئے۔اور دیکھیے اخباروں میں ٹیلی ویژن پر ریڈیو پر کونسا ایسا ذریعہ ابلاغ کا ہے جس پر ان طاغوتی طاقتوں پر لعنت نہیں برسائی جارہی۔چلو مسلمان تو قدامت پسند ہیں عیسائیوں کو کیا ہو گیا ہے وہ کیوں ان پر لعنتیں ڈال رہے ہیں غیر مسلموں کو کیا ہو گیا ہے ساری دنیا ہی لعنت کے ڈونگرے برسا رہی ہے یہ لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے جو ظالموں کے حصے میں آتی ہے۔ ولھم سوءُ الدار. اس لعنت کے اثرات یہ ہیں کہ اُن کی اپنی زندگی ویران ہو جاتی ہے۔نہ آبرو رہتی ہے نہ عزت نہ احترام۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان کافر ممالک کے حکمرانوں کے کیا کیا حشر ہوتے ہیں اور کیا کیا سکینڈل چھپتے ہیں اور کیا کیا شورشیں ان کے ذمے لگتی ہیں کیا یہ اللہ کی لعنت کا اثر نہیں ہے کہ اتنے بڑے ملک کا سربراہ اور اس کا یہ حشر ہے! اور پھر فرمایا یہ تو دنیا میں ہے کہ ان سے امن کی نیند گئی دل کا چین گیا دنیا کی لعنت اور بیزاری ان پر، ہر شخص انہیں بُرا کہتا ہے بُرے بھی انہیں بُرا کہتے ہیں اور یہ تو ایک معمولی بات ہے جب آنکھ بند ہوگی تب آنکھ کھلے گی، جب زندگی سے اگلی منزل میں داخل ہوں گے تو انہیں پتہ چلے گا کہ اس بُرائی کا انجام کتنا سخت ہے۔اللہ کا ایک اپنا نظام ہے۔ اللّٰہ یبسُطُ الرزقَ لمن یشاءُ ویقدِرُ ٥ وہ قادر ہے کہ کسی کو رزق زیادہ دے دیتا ہے اور کسی کو تھوڑا دے دیتا ہے اُس کا اپنا ایک اہتمام ہے اور وہ خود خوب جانتا ہے لیکن یہ وہ لوگ ہیں وفرحوا بالحیوۃ الدنیا. یہ دنیوی غلبہ یا دنیوی زندگی کی نعمتیں یا عارضی اور وقتی دولت پا کر پھولے نہیں سماتے اور انہیں یہ سمجھ ہی نہیں ہے کہ۔وما الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا متاعٌ ٥ دنیا کی آخرت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں نہ ہونے کے برابر ہے زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، نعمتیں اُخروی نعمتیں ہیں جو ابدی ہیں دائمی ہیں، دنیا میں چندروزاگر کسی نے دولت مند ہو کر جی لیا تو کونسا تیر مار لیا۔لہذا ایمان کامل نصیب ہو تو نہ مصیبتیں اُس راہ سے ہٹا سکتی ہیں اور نہ دولت کا لالچ اور یہ نصیب ہوتا ہے۔قرآن حکیم کو سمجھنے سے شعور کے ساتھ پڑھنے سے اُسکے مفاہیم میں اترنے سے اور پھر اُسے حرزِ جاں بنانے سے اور اپنی بھرپور کوشش کرنے سے کہ اُس پر عمل کر سکوں اللہ کریم ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما کر ہمیں قرآن کریم کو سمجھنے اور اُس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

تصور مرد کامل

''تصوف کا مقصد ہر گز یہ نہیں ہے کہ انسان عملی زندگی سے بے زار ہو کر گوشہ نشین ہو جائے۔ کسی کے ساتھ اس کا تعلق نہ رہے' کسی کے ساتھ اس کی بات نہ رہے' کسی میدان میں وہ کام کرنے کا اہل نہ رہے ہر گز نہیں۔ یہ تصور غیر اسلامی ہے۔

دراصل تصوف اس قوت کا نام ہے' اس جذبے کا نام ہے جو مردہ تنوں میں حیات نو پیدا کر دے' جو بے عمل کو باعمل بنا دے' جو نااہل کو اہلیت عطا کر دے' جو دل مردہ کو آتش فشاں کا دہانہ بنا کر چھوڑے۔ ہم اس کو صوفی مانیں گے خواہ اس معیار پر ہم بھی فیل ہو جائیں تو ہمارا نام تصوف کے رجسٹر سے کاٹ دینا آسان ہے لیکن تصوف کو بدنام کرنا آسان نہیں۔ یہ بہتر ہے کہ مجھے بدکار کہہ دیا جائے لیکن نیکوکاروں کو بدنام نہ کیا جائے۔ ہمارا تصوف ہر گز رواجی نہیں، جو شخص اپنی نان شبینہ کائنات میں پیدا نہیں کر سکتا وہ کسی طرح بھی کسی تصوف کے دعویٰ کا مستحق نہیں۔ جو شخص عملی زندگی سے پہلوتہی کرتا ہے اسے کبھی، اللہ اللہ، راس نہیں آئے گی۔ مقصد حیات یہ ہے کہ انسان جس گزرگاہ سے گزر جائے صدیوں تک اس کے نقوش کف پا لوگ تلاش کرتے رہیں۔ بندہ وہ ہے جو سراپا انقلاب ہو' جو دلوں کو بدل دے' جو روش زمانہ کو بدل دے' جو لوگوں کو زندگی کے مقاصد سے آشنا کر جائے۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں عملی زندگی میں آج کے دور کے کسی جوان کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اگر کسی کو غلط فہمی ہو تو میرے ساتھ کاشت کاری کر کے دیکھ لے' کسی میدان میں مقابلہ کر کے دیکھ لے، میں سائیکل سے لے کر ہوائی جہاز تک چلا سکتا ہوں، اللہ کا احسان ہے مجھ پر' میں اپنی روزی اللہ سے لیتا ہوں اور اپنے ہاتھوں سے پیدا کرتا ہوں۔ میں آج بھی کاشت کرتا ہوں اور ہزاروں اللہ کے بندے اسے کھاتے ہیں' مجھے اللہ نے نہ رزق کے لئے کسی کا محتاج کیا ہے نہ عملی زندگی کی جدوجہد کے لئے۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ میں نے کسی اللہ والے مرد کامل کی جوتیاں اٹھائی ہیں۔''

''امیر محمد اکرم اعوان'' (ماخوذ از ''کنز الطالبین'')

تعاون

احمد دین

ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

مینوفیکچررز آف PC یارن

ہیڈ آفس

667571
667572

برائے رابطہ:- پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد

اللہ مومن کا ولی ہوتا ہے

جن کو ولایت الٰہی حاصل ہو اللہ چونکہ مخلوق پر کریم ہے لہذا وہ بھی اللہ کے کرم کا پرتو بن جاتے ہیں اگر کوئی گنہگار بھی ہے تو اس کے گناہوں کی معافی کی دعا کرتے ہیں اگر کسی کا عقیدہ خراب بھی ہے تو اُسکے لئے ہدایت کی دعا کرتے ہیں اُسے گولی نہیں مارتے۔ یعنی گولی مارنا تو کوئی جواب نہیں ہے نا کہ ایک گناہگار ہے اُسے گولی مار دو۔ چونکہ مومن کے لئے تو اللہ نے اعلان کر دیا کہ ہر مومن کا میں ولی ہوں۔ اب اللہ تو مومن کا ولی ہے جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا وہ بھی اللہ کا ولی بنا چاہتا ہے یا نہیں؟

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 5-03-04

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیمo

لا اکراہ فی الدین قدتبینَ الرشدُ من الغی. فمن یکفر بالطاغوتِ ویومن باللّٰہ فقد استمسک بالعُروۃ الوثقیٰoلا انفصام لھا. واللّٰہ سمیعٌ علیمo اللّٰہ ولی الّذین امنو یخرجھُم من الظلُمٰتِ الی النورo والذین کفروا اولیٰھُم الطاغوتُ . یخرجو نھُم من النورِ الی الظلُمٰتo اولئک اصحٰبُ النار ھُم فیھا خلدُونَo

سورۃ البقرہ تیسرے پارے میں دوسرا رکوع ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے لا اکراہَ فی الدین دین کے معاملے میں کسی کو زبردستی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ دین ایک ایسا معاملہ ہے جو مالک اور اُس کے بندے کے درمیان ہے۔ جہاں تک بات پہنچانے کا سمجھانے کی بات ہے تو فرمایا۔ قدتبینَ الرشدُ من الغی بعثت آقائے نامدار ﷺ سے ہدایت اور گمراہی واضح ہو گئی، الگ الگ ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ کریم کی کتاب اُس کی وضاحت اُس پر عمل اور ایک ایسا پورا طبقہ انسانیت کا وجود میں آگر جو جن کا عمل اُس کی تفسیر وتعبیر تھا قیامت تک کے لئے حق وباطل نیک وبد غلط اور صحیح میں حد قائم کر دی اب کسی کو کوئی غلط فہمی نہیں ہے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے اور اس سے بڑی کسی ہدایت کی امید بھی رکھی نہیں جا سکتی۔ نبی ﷺ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے کتنی عجیب بات ہے کہ اس پندرہویں صدی میں بھی آپ کسی جنگل کے باسی گڈریے چرواہے انپڑھ سے پوچھیں تو حلال وحرام کا پتہ اُسے بھی ہے۔ لہذا قد تبعین الرشد من الغی۔ بغاوت سے بُرائی سے ہدایت اور نیکی واضح طور پر الگ ہو چکی۔ اب اس کے بعد فمن یکفُر بالطاغوتِ ویومن باللّٰہ فقد استمسکَ بالعُروۃِ الوثقیٰ جس نے شیطان کی بات نہ مانی اور اللہ پر ایمان لایا اُس نے ایک بہت ہی ایسی مضبوط رسی کو تھام لیا۔ لا انفصام لھا. جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں۔ اور اللہ خود سنتا ہے دیکھ رہا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا۔ اللہ دوست ہے ولی ہے ایمان والوں کا۔ یُخرجھم من الظلمٰتِ الی النور o اہل ایمان کا سفر ظلمت سے نور کی طرف ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ والذینَ کفرُوا اور جو لوگ کفر اختیار کرتے ہیں۔ اولیٰھُمُ الطاغوتُ. شیطان اُن کا دوست اور ساتھی بن جاتا ہے۔ یخرجونھُم من النور الی الظلمٰتِ o وہ انہیں نور سے دور ہی دور اور تاریکیوں میں آگے ہی آگے لے کر چلتا رہتا ہے۔ اولیٰک اصحٰبُ النار. ایسے لوگ جہنم کے رہنے والے ہیں۔ ھُم فیھا خلدُونَ o اور انہیں ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہوگا۔ آقائے نامدار ﷺ نہ

نبی ﷺ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے کتنی عجیب بات ہے کہ اس پندرہویں صدی میں بھی آپ کسی جنگل کے باسی گڈریے چرواہے انپڑھ سے پوچھیں تو حلال وحرام کا پتہ اُسے بھی ہے

صرف ختم المرسلین ہیں بلکہ آپ ﷺ امام الانبیاء ہیں۔ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام تک تمام نبیوں نے آپ ﷺ سے فیوض وبرکات حاصل کیں اور تمام امتیں اپنے نبیوں کے واسطے سے حضور اکرم ﷺ کی برکات سے مستفید ہوئیں بعثتِ عالی سے لیکر قیامت تک آنے والے لوگ براہ راست آپ ﷺ کے مخاطب ہیں اور اس سے بڑی کسی ہستی کا تصور ممکن نہیں۔ قرآن حکیم کے نزول کے بعد کسی پر کوئی نئی وحی نازل نہیں ہوگی کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوگا کوئی نیا دین نہیں آئے گا۔ کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آئے گا اور اس لئے نہیں آئے گا کہ کسی کی ضرورت باقی نہیں رہی ورنہ اللہ تو رب العٰلمین ہے اور رب وہ ہوتا ہے جو ہر ضرورت مند کی ہر ضرورت ہر وقت ہر جگہ ہر حال میں پوری فرمائے۔ اگر ہدایت اور گمراہی گھل مل جائیں کوئی متلاشی حق ہو اور اُسے کوئی حق بتانے والا نہ ہو تو پھر تو نبی کی ضرورت پیدا ہو گئی۔ لہذا قرآن حکیم کو نازل فرما کر رب العزت نے فرمایا۔

اِنا نحنُ نزلنا الذکر وانا لہ‘ لحٰفظون o ہم نے اس کو نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ پندرہ صدیاں پندرہ سو سال بڑا لمبا فاصلہ ہے اور قرآن حکیم کا ایک ایک لفظ کفر کے لئے موت ہے شیطنت کے لئے موت ہے برسرِ میدان کفر کو للکارتا ہے اور روز اول سے لیکر آج تک کفر کی اور طاغوتی طاقتوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ اس میں کچھ ردوبدل کر دیں کچھ الفاظ بدل دیں کچھ آیات بدل دیں لیکن حفاظت الٰہیہ کا ایسا حصار ہے کہ آج تک اس کی کوئی زیر زبر کوئی ایک نقطہ بھی تبدیل نہیں کر سکا اُس کریم نے اُسے مومنوں کے سینے میں سجا دیا دلوں میں بسا دیا اور کاغذ سے اگر کوئی مٹائے بھی تو دلوں سے کون مٹائے گا؟ کہیں قران حکیم چھپتا ہے اُس میں غلطی کوئی چھپ جائے تو ساری دنیا میں شور مچ جاتا ہے چونکہ دلوں میں تو غلطی نہیں چھپتی۔ پھر

قرآن کی حفاظت نزول کے بعد سے مراد ہے کہ زمین پر محفوظ رہے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے معانی بھی موجود رہیں گے اس کی تفسیر بھی موجود رہے گی اور اس پر عمل کرنے والے بھی موجود رہیں گے کبھی ختم نہیں ہوں گے

حفاظت قرآن صرف کتاب تک محدود نہیں چونکہ قرآن تو محفوظ ہے جب لوح محفوظ میں موجود ہے تو دنیا پہ اگر اُسے خراب بھی کر دیا جائے تو وہ تو محفوظ ہے۔ قرآن کی حفاظت نزول کے بعد سے مراد ہے کہ زمین پر محفوظ رہے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے معانی بھی موجود رہیں گے اس کی تفسیر بھی موجود رہے گی اور اس پر عمل کرنے والے بھی موجود رہیں گے کبھی ختم نہیں ہوں گے حفاظت الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ مہر نبوت ﷺ کے طلوع ہونے کے بعد دنیا کا کوئی سورج طلوع نہیں ہوگا کہ جو زمین پر دیکھے کہ کوئی قرآن کو جاننے والا کوئی اُس کو ماننے والا یا کوئی اُس پر عمل کرنے والا نہیں ہے۔ کسی نہ کسی صورت ہر حال اور دب کر چھپ کر نہیں کفر کے ہزار مظالم کے باوجود ہدایت برسرِ منبر پکارتی رہے گی بولتی رہے گی اور جو طالب حق ہوں گے انہیں رہنمائی ملتی رہے گی لیکن کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ بنوک شمشیر یا کسی کے سینے پر بندوق رکھ کر اُسے کہہ دے کہ تم کلمہ پڑھو اللہ کو ایسا کلمہ مطلوب نہیں اگر زبردستی کلمہ پڑھوانا چاہے تو وہ خود ہر چیز پہ قادر ہے اُس کے پیدا کرنے سے لوگ پیدا ہوتے ہیں، اُس کے مارنے سے مر جاتے ہیں، وہ صحت دیتا ہے صحت مند رہتے ہیں۔ وہ چاہتا ہے بیمار کر دیتا ہے بیمار ہو جاتے ہیں اگر وہ چاہتا تو منوا بھی لیتا ایک یہی بات اُس نے انسان کا امتحان بنا دی ہے کہ وہ اللہ کریم کی اطاعت کرتا ہے یا نہیں کرتا اس کا اُسے اختیار دیا اور کسی دوسرے کو یہ اختیار نہیں دیا کہ کسی سے زبردستی منوائے جسے بہت بڑا کام کرنا ہے وہ صرف یہ کام کرے کہ حضور اکرم ﷺ کا ذکر خیر کرے آپ ﷺ کی سوانح پہ بات کرے آپ ﷺ کے ارشادات پہ بات کرے اللہ کی کتاب آگے پہنچائے نبی ﷺ کے ارشادات آگے پہنچائے لوگوں تک پہنچائے انہیں سنائے اب ماننا یا نہ ماننا یہ لوگوں کا اختیار ہے، بنیادی طور پر دو حق اللہ نے ہر انسان کو عطا فرمائے ہیں زندہ رہنا ہر آدمی کا حق ہے جو اُسے اللہ نے دیا ہے کسی دوسرے کو اُس کی جان لینے

کا اختیار نہیں جب کوئی دوسرا زندگی دے نہیں سکتا تو اُسے لینے کا بھی حق حاصل نہیں زندگی لینے کا اختیار اُس کے پاس ہے جو زندگی دیتا ہے اگر شریعت اسلامیہ اگر دین محمد رسول اللہ ﷺ کسی کے قتل کا حکم صادر فرماتا ہے تو اُس کا طریقہ کار ہے۔ عدالت حکومت ادارہ جسے اللہ کریم نے اختیار دیا ہے وہ کسی کو سزائے موت دیتا ہے اللہ کے حکم کے مطابق تو وہ موت اللہ کی طرف سے ہے لیکن الف ب ج ہر ایک بندوق لیکر کھڑا ہو جائے میں اور آپ تلوار لیکر کھڑے ہوں اور ہم فیصلہ کرنے لگیں کہ فلاں کافر ہے اُسے گولی سے اڑا دو، دوسرا کوئی ہمارے بارے فیصلہ کرلے کہ یہ کافر ہیں انہیں گولی ماردو، اس کی گنجائش اسلام میں نہیں اور انسانی مزاج بڑا عجیب ہے جب اللہ نے اسے عقیدہ اختیار کرنے کا اختیار بخشا تو اس کے مزاج میں بھی یہ بات آ گئی کہ یہ زبردستی ماننا بھی نہیں ہے۔

ہم نے ملک کو تقسیم ہوتے دیکھا ہندوؤں کو ملک چھوڑ کر جاتے دیکھا۔ ہندو ایک ایسی قوم تھی جو دولت سے بے حد پیار کرتی تھی بڑے دولت مند بھی تھے بڑے عالی شان گھر بھی انہوں نے بنائے بڑی زمینیں جاگیریں بھی بنائیں اور اُن کے پاس سرمایہ سونا چاندی مال و دولت بھی بہت تھا لیکن آپ نے دیکھا کسی ہندو نے جاگیریں جائیدادیں مکان گاڑیاں مال و دولت بچانے کے لئے کلمہ پڑھا؟ کسی نے نہیں پڑھا، سب کچھ چھوڑ کر چلے گئے جو انہیں بہت عزیز تھا بڑا پیارا تھا سب کچھ چھوڑ کر چلے گئے لیکن انہوں نے کلمہ نہیں پڑھا۔ اس دباؤ میں آ کر نہیں پڑھا کہ گھر چھوڑنا پڑے گا، ہم مسلمان ہو جاتے ہیں، نہیں سارے چلے گئے، کسی مسلمان نے اس دباؤ میں مذہب نہیں چھوڑا کہ مارے جائیں گے یا تباہ ہوں گے، کٹ گئے، تباہ ہوئے شہید ہوئے، بچیاں چھنوا بیٹھے، مال و دولت گنوا بیٹھے، لیکن انسانی فطرت ہے کہ عقیدہ یا مذہب وہ جبر سے قبول ہی نہیں کرتا فطری طور پر اللہ نے اُسے یہ صلاحیت دے دی اور یہ کوئی

> جو سزا کفر پر اللہ کریم نے دی ہے وہ بہت بڑی ہے کہ ہمیشہ کے لئے اُس کو شیطان کا ساتھی بنا دیا اور وہ اُسے مزید گناہوں میں مبتلا کرتا ہے۔

اسلام کی خدمت نہیں ہے کہ جگہ جگہ کوچہ و بازار میں عبادت گاہوں میں مخلوق خدا کو قتل کیا جائے یہ ہرگز بھی اسلام کی کوئی خدمت نہیں ہے اور نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ رب جلیل کا فیصلہ تو یہ ہے کہ جو بُرائی کرتے ہیں میں خود دیکھ رہا ہوں انہیں میں شیطان کا ساتھ دے دیتا ہوں اس سے بڑی اور سزا کیا ہوگی؟ قتل تو ایک چھوٹی سی بات ہے کہ ایک بندے کی زندگی ختم ہو گئی تو آئندہ گناہ سے تو وہ بچ گیا۔ جو سزا کفر پر اللہ کریم نے دی ہے وہ بہت بڑی ہے کہ ہمیشہ کے لئے اُس کو شیطان کا ساتھی بنا دیا اور وہ اُسے مزید گناہوں میں مبتلا کرتا ہے۔

یُخرِجُونَھُم مِّنَ النُّورِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ۝ نور سے دور اور تہہ بتہہ تاریکیوں میں انہیں لئے جاتا ہے جب تک زندہ رہے گا تب تک اندھیروں اور تاریکیوں کی گہرائی میں اترتا چلا جائے گا یہ سزا بہت زیادہ ہے اُس کی نسبت کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔ موت تو ایک دن آنی ہے جب مرے گا تو پھر اُسے اندازہ ہوگا کہ میں کتنا دور نکل آیا ہوں اور کیا اپنے ساتھ کر چکا ہوں۔ آگے جہنم ہے جس میں اُسے ہمیشہ رہنا ہے۔ تقاضائے ایمان یہ ہے کہ فرمایا۔

اللّٰہ ولی الذین امنوا۔ یہ اتنا بڑا اعزاز ہے اتنا بڑا اعزاز ہے کہ آدمی اس کی عظمت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ ہم کسی نیک شخص کے لئے جو دین جانتا بھی ہو دین پر عمل پیرا بھی ہو بڑے گنے چنے لوگوں کے لئے ہم یہ لفظ استعمال کرتے ہیں کہ فلاں ولی اللہ ہے اور ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا ولی ہے، اس کی کوئی رسید نہیں، کوئی اپنے آپ کو ولی اللہ سمجھتا ہے اس کی کوئی رسید نہیں، لیکن یہاں رب جلیل فرماتا ہے کہ جو بھی ایمان لاتا ہے اور اُس بات کو جو آقائے نامدار ﷺ نے پیش فرمائی اپنے دل سے یقین سے مان لیتا ہے میں اُس کا ولی ہوں۔ اللہ ولی الذین امنوا اس کی سند موجود ہے اللہ فرماتا ہے میں اُس کا ولی ہوں میں دوست ہوں اُسکا اور میری دوستی کی دلیل یہ ہے کہ اُس کا ہر قدم ظلمات سے تاریکیوں سے بُرائی سے اندھیرے سے دور اور نور اور ہدایت اور نیکی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے یعنی

ولایت الٰہی کیا ہے؟ کہ بندے کا کردار بہتر سے بہتر ہوتا چلا جاتا ہے اور شیطان کی دوستی کیا ہے کہ روز بُرائی سے مزید بُرائی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور دونوں کو اللہ کریم نے اُن کے فطری انجام پہ چھوڑ دیا کہ دونوں کو جانے دو، میں دونوں کو دیکھ رہا ہوں۔

جس نے ایمان کا راستہ اختیار کیا اُس نے ایک ایسی مضبوط رسی کو تھاما جو کبھی ٹوٹے گی نہیں اور جس نے کفر اختیار کیا اُس کو شیطان کی دوستی میں دے دیا اب یہ اُس کا فیصلہ ہے میرے اور آپ کے اختیار میں نہیں ہے کہ ہم کسی کو کافر ڈیکلیئر کر دیں اور بندوق لیکر اُس پر چڑھ دوڑیں اور اُسے گولی سے مار ڈالیں یہ ہمارا اختیار نہیں کہ اُس مالک الملک نے موت سزا دینے سے زیادہ بڑی سزا دی ہے چونکہ موت تو ہر ایک پر مسلط ہے ہر ایک کو آئے گی اور آنی ہے لیکن گمراہوں کے لئے اُن کا ہاتھ شیطان کے ہاتھ میں دے کر اتنی بڑی سزا دے دی کہ وہ انہیں مزید برائیوں میں، گناہوں میں، غفلت میں کھینچتا چلا جاتا ہے اور وہ بُرائی پہ بُرائی کرتے چلے جاتے ہیں تو یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ شہروں میں گلی کوچوں میں کبھی شیعہ کو کافر قرار دے کر گولی مار دو کبھی سنیوں کو کافر قرار دے کر گولی مار دو اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں یہ جس قدر قتل و غارت گری ہو رہی ہے اس کا شرعی کوئی جواز نہیں بنتا ہاں سیاسی مفادات لوگوں کے یا ذاتی مفادات یا ذاتی دشمنیاں وہ ایک الگ بات ہے اور سیاسیات میں بھی اگر کوئی حکومت کے یا حکومت کی پالیسیوں کے خلاف ہے تو اُسے اُن پالیسیوں پر یا حکومت کے سامنے یا عام آدمی کے سامنے بات کرنی چاہئے کسی غریب کو قتل کر دینا تو اُس کا تو کوئی جواز نہیں بنتا۔ سیاسی مخالفت میں بھی یہ تو ایک فطری بات ہے کہ سیاسیات میں بھی کبھی سارا ملک ایک رائے پہ نہیں ہوتا یہ ایک انسانی فطرت ہے کچھ لوگ ایک طرح سوچتے ہیں کچھ دوسری طرح سوچتے ہیں۔ انہیں بات کرنے کا تو حق ہے کسی کی جان لینے کا حق نہیں۔

> **ولایت الٰہی کیا ہے؟ کہ بندے کا کردار بہتر سے بہترین ہوتا چلا جاتا ہے اور شیطان کی دوستی کیا ہے کہ روز بُرائی سے مزید بُرائی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے**

یاد رکھیں! انسانی قتل معمولی جرم نہیں ہے اگر کسی نے ناجائز طور پر ناروا ایک آدمی کو قتل کر دیا تو اللہ کریم فرماتے ہیں کانما قتل الناس جمیعاً o اُس کا حساب یہ ہوگا گویا اُس نے ساری انسانیت کو قتل کر دیا۔ فرد کا قتل، انسان کا قتل، انسانیت کا قتل ہے۔ انسانیت ایک ایسا درخت ہے جس کی ڈالی ڈالی، پتہ پتہ ایک دوسرے سے وابستہ ہے اور اللہ کے نزدیک انسانیت اتنی محترم ہے اتنی اہم ہے کہ ایک ڈالی کاٹنے والا ایک پتہ کاٹنے والا سارا درخت کاٹنے کی سزا پائے گا۔ یہ جو آج دنیا حقوق انسانی کی علمبردار بنی پھرتی ہے اور جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں اور آزادی رائے کی باتیں کرتے ہیں اور عام آدمی کے حقوق کی باتیں کرتے ہیں کبھی حقوق نسواں کے حوالے سے بات کرتے ہیں یہ سارے لوگ اس موضوع پہ خاموش تھے جب آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا ایھا الناس۔ جب قرآن نے انسانیت کو آواز دی، جب اللہ کے کلام میں الناس کا لفظ نازل ہوا، جب محمد رسول اللہ ﷺ نے یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً o اے اولاد آدم علیہ السلام۔

اے انسانو! تم جہاں تک ہو میں تم سب کے لئے اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ انسانیت کی بات سب سے پہلے قرآن نے کی سب سے پہلے محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی۔ آپ ﷺ سے پہلے جسقدر نبی اور رسول آئے وہ بھی اپنی قوموں اپنے علاقوں اپنے زمانوں کے لئے آئے۔ نزول آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر بعثت آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ تک کسی نے انسانیت کی بات نہیں کی حکومتیں تھیں تو اپنے ممالک پر، سیاست تھی تو اپنی اپنی، دوستی تھی تو اپنی اپنی، دشمنی تھی تو اپنی اپنی، پہلی دفعہ انسانیت کا تصور دیا اسلام نے آقائے نامدار ﷺ نے اور تمام انسانوں کو پکار کر کہا۔ حکمران سکھ مانگتے تھے لوگوں کو دکھ دیتے تھے سیاست دان اپنا فائدہ چاہتے تھے لوگوں کو تکلیف دیتے تھے یہ نرالی آواز تھی آقائے نامدار ﷺ کی جس نے فرمایا۔ قولو لاالہ الا للہ تفلحون۔ میرے پاس آؤ

سارے زمانے کے دکھ لے آؤ ساری پریشانیاں لے آؤ میرے پاس آؤ اللہ پر ایمان لاؤ اور ساری کامیابیاں لے جاؤ۔ تمام دکھ یہاں چھوڑ جاؤ اور تمام سکھ لے جاؤ تمام ناکامیاں یہاں چھوڑ جاؤ ہر طرح کی کامیابیاں لے جاؤ اور اُس میں کالے گورے، شمالی جنوبی، مشرقی مغربی کی تمیز نہیں رکھی، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یـا ایھا النـاس. اے انسانو! اے اولاد آدم علیہ السلام جہاں تک ہو اور جب تک ہو قیام قیامت تک ایک ہی بات ہے میری بارگاہ میں آؤ ہر طرح کی کامیابی لے جاؤ اب ایک شخص اپنی عملی زندگی میں اتباع رسالت ﷺ نہیں کرتا اپنی عملی زندگی میں اللہ کی اطاعت نہیں کرتا اپنے لئے رزق حلال حاصل نہیں کرتا حرام حلال کی پرواہ نہیں کرتا اپنی عبادات کے اوقات ضائع کر رہا ہے اب وہ یہ امید رکھے کہ میں اللہ کے کچھ بندوں کو قتل کر دوں گنا ہگار ہوں گے، خطار کار ہوں گے، ہوسکتا ہے اُن کا عقیدہ بھی صحیح نہ ہو، لیکن انہیں مارنے کی اجازت کسی نے دی اگر عقیدہ غلط ہے کسی کا تو وہ خالق ارض وسما فرماتا ہے میں مالک ہوں اگر کسی کا خراب ہے اُس نے میرے پاس آنا ہے یہ میرا کام ہے میں اُس سے حساب لوں گا کہ تم نے کیا کیا اور جن کو ولایت الٰہی حاصل ہو اللہ چونکہ مخلوق پر کریم ہے لہذا وہ بھی اللہ کے کرم کا پرتو بن جاتے ہیں اگر کوئی گنہگار بھی ہے تو اُس کے گناہوں کی معافی کی دعا کرتے ہیں اگر کسی کا عقیدہ خراب بھی ہے تو اُسکے لئے ہدایت کی دعا کرتے ہیں اُسے گولی نہیں مارتے۔ یعنی گولی مارنا تو کوئی جواب نہیں ہے نا کہ ایک گناہگار ہے اُسے گولی ماردو۔ چونکہ مومن کے لئے تو اللہ نے اعلان کر دیا کہ ہر مومن کا میں ولی ہوں۔ اب اللہ تو مومن کا ولی ہے جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا وہ بھی اللہ کا ولی بننا چاہتا ہے یا نہیں؟۔ جو مشکل کام تھا جس کی ہمیں خبر نہیں ہو سکتی تھی جہاں سے رسید نہیں آ سکتی تھی وہاں سے تو پیغام آ گیا عظمت الٰہی بارگاہ الٰہی سے تو پیغام آ گیا کہ جو بھی اپنا

> ایک فطری بات ہے کہ سیاسیات میں بھی کبھی سارا ملک ایک رائے پہ نہیں ہوتا یہ ایک انسانی فطرت ہے کچھ لوگ ایک طرح سوچتے ہیں کچھ دوسری طرح سوچتے ہیں انہیں بات کرنے کا تو حق ہے کسی کی جان لینے کا حق نہیں۔

عقیدہ درست کرے گا اور میرے بتائے ہوئے دین کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق مان لے گا اُس کے مان لینے سے میری اُس کے ساتھ دوستی شروع ہو گئی ولایت شروع ہو گئی اللہ کی طرف سے تو ولایت ہو گئی اب بندے کی طرف ہے کہ وہ ولایت الٰہی کو رد کر کے شیطان سے مشورہ کرنے چلا جاتا ہے یہ تو اور بڑا ظلم ہے ایک نے تو ایمان ہی ایک بندہ نہیں لایا لہذا عظمت باری نے اُسے شیطان کے سپرد کر دیا۔

والـذین کفروا اولیٰھُم الطاغوت. جو لوگ کفر کا راستہ اختیار کرتے ہیں اُن کا ساتھی ہم شیطانوں کو بنا دیتے ہیں۔ جو ایمان نہیں لایا کلمہ نہیں پڑھا وہ تو سیدھا شیطان کے حوالے ہو گیا اب ایک شخص ایمان لایا اللہ کریم نے اُسے اپنی ولایت پیش فرمائی، فرمایا۔

الـلـه ولـی الذین امنوا. جو ایمان لاتا ہے میں اللہ اُسکا ولی ہوں اب اگر یہ ولایت الٰہی کو چھوڑ کر شیطان کے کام اختیار کرتا ہے تو کیا یہ اُس سے بھی بڑا ظلم نہیں ہے یہ تو اُس سے بھی بڑی زیادتی ہے کہ ولایت الٰہی کو ٹھکرا کر یا پھر یہ سوچنا پڑے گا کہ جو شخص کام شیطان کے کرتا ہے اور دعویٰ ایمان کا رکھتا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ جسے وہ ایمان سمجھتا ہے وہ تقاضائے ایمان ہو ہی نہیں! خود اُس کے اپنے عقائد وہ نہ ہوں جو آقائے نامدار ﷺ نے تعلیم فرمائے ہیں! وہ نہ ہوں جو قرآن نے تعلیم فرمائے ہیں! وہ نہ ہوں جن کا مطالبہ اسلام کرتا ہے ورنہ تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک بندے کا ایمان صحیح ہو اور کام وہ شیطان والے کرے، خطا ہو جانا، گناہ ہو جانا، غلطی ہو جانا اور غلطی پہ توبہ کرنا یہ ایک الگ بات ہے لیکن عمداً اس طرح کے جرائم میں چلے جانا دوسروں کا مال لوٹنا اُن کی آبرو لوٹنا اُن کی جانیں لوٹنا تباہی مچا دینا یہ تو سراسر شیطانی فعل ہیں اور جو شخص اسے دین کی خدمت سمجھ کر کر رہا ہے اُسے سوچنا یہ چاہیے کہ دین کی خدمت ہوتی تو جنہوں نے پتھر برسائے آقائے کریم ؐ نے اُن کے لئے دعائے ہدایت فرمائی، جنہوں نے راہ گزر میں کانٹے بچھائے حضور ﷺ نے اُن کے لئے صراط مستقیم کی دعا فرمائی اور جو جان کے دشمن تھے انہیں

ہدایت نصیب فرمائی۔ ایک اکیلا اللہ کا رسول ﷺ اس بوڑھے آسمان نے دیکھا کہ روئے زمین پر فقط ایک ہستی ہے جو اللہ کا نام لیتی ہے ایک سے دو، دو سے چار، چار سے دس دس سے بیس بیس سے چالیس۔ میں اور آپ سوچ نہیں سکتے کہ کفر کتنی طاقت میں تھا اور اعلان نبوت کتنا مشکل تھا پھر اُس پہ قائم رہنا پھر ہر وحی کا اعلان فرمانا ہر آیت کا بیان فرمانا! ظلم و جور سے تھک کر مشرکین مکہ جمع ہو کر خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور انہوں نے متفقہ طور پر ایک گزارش پیش کی کہ ہم سارا زور لگا چکے ہم سارا ظلم کر چکے ہم ساری طاقت صرف کر چکے آپ ﷺ کے ارشادات آپ ﷺ کی بات آپ ﷺ کی زبان کو روکنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے آپ ﷺ بات کہنے سے ہمارے جبر سے خاموش نہیں ہوتے تو پھر ہمارے ساتھ ایک معاہدہ کر لیں چونکہ پہلے بھی مکہ مکرمہ میں بے شمار مذاہب ہیں ہر کوئی اپنے مذہب کی پیروی کرتا ہے دوسرے کو چھیڑتا نہیں، آپ ﷺ نے اگر ایک نیا مذہب اپنا لیا ہے تو آپ ﷺ اپنے مذہب کی پیروی کریں جو مانیں اُسے منوائیں لیکن ہمارے مذہب کو غلط تو نہ کہیں، ہمارے بتوں کو جھوٹا قرار نہ دیں، ہمارے مذہب کی بات نہ کریں جیسا ہے ہمارا رہنے دیں، آپ ﷺ اپنے کی تبلیغ کریں۔ اتنے سے معاہدے پر ہم دیں گے کیا! وہ کہنے لگے آپ ﷺ اگر عرب کے فرماں روا بننا چاہتے ہیں تو ہم تمام قبائل کو جمع کر کے آپ ﷺ کی تاج پوشی کی رسم ادا کر کے آپ ﷺ کو پورے عرب کا بادشاہ بنا دیتے ہیں، آپ ﷺ کسی رئیس کسی امیر کسی سردار کی بیٹی کو پسند فرمائیں ہم اُس سے آپ ﷺ کی شادی کرواتے ہیں، سارے عرب سے سرمایہ جمع کر کے آپ ﷺ کی خدمت عالی میں اتنا سرمایہ اکٹھا کر دیتے ہیں کہ عرب میں کسی دوسرے کے پاس اتنی دولت نہ ہو۔ آقائے نامدار ﷺ نے ساری بات پوری توجہ پورے اطمینان سے سنی اور سن کر ارشاد فرمایا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ میں نہیں کہتا وہ رب العلمین کا حکم ہے میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں وحی آتی ہے، اللہ فرماتا ہے، میں بندوں تک پہنچا دیتا ہوں۔ اب اس کے مقابلے میں تم نے جو سوچا جو پیشکش کی یہ ساری زمین کی دولت ہے سلطنت بھی شادی بھی مال و زر بھی یہ زمین کی دولت ہے اگر تمہاری رسائی ہو اور تم آسمان سے سورج اور چاند توڑ کر لے آؤ میرے ایک ہاتھ پہ سورج رکھ دو دوسرے پہ چاند رکھ دو مجھے وہ بھی منظور نہیں میں وہی کروں گا جو میرا رب مجھے حکم دے گا۔ یعنی عظمت قرآن تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اُس کے بعد تکالیف میں اور اضافہ ہو گیا تکلیفیں دکھ برداشت کئے ہجرت قبول کر لی۔ ہجرت کر کے بھی تین برس تک مدینے منورہ میں مسلمان رات کو بھی زرہ پہن کر سوتے تھے کوئی اعتبار نہیں تھا کہ کب حملہ ہو جائے، بدر و اُحد کو بھگتا اور خندق اور پورے قبائل عرب چڑھ دوڑے اور دنیا کی کافر طاقتیں خلاف ہو گئیں قیصر و کسریٰ خلاف ہو گئے اس ساری جو ہیبت ناک صورت حال تھی اُس میں حضور ﷺ مثل شمع فروزاں کھڑے نور بانٹ رہے تھے اور کسی سے آپ ﷺ نہ ڈرے نہ کوئی آپ ﷺ کو خرید سکا۔

آج بھی ایمان یہ ہے کہ جتنا جبر ہو جتنا ظلم ہو جتنے گناہ ہوں جتنی تاریکی ہو اُس کے درمیان کھڑے ہو کر حق بات کی جائے اللہ کی بات کی جائے اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کی جائے حق کو حق اور باطل کو باطل کہا جائے نہ یہ کہ بندوق لیکر بندے مارنے پہ چل کھڑے ہوں کسی نے حکم دیا ہے اور نسل انسانی کی تباہی کی اجازت نہیں دی اللہ نے، نہ یہ کوئی دینی کام ہے اور نہ ہی ایسا کرنے والے لوگ خود دین دار ہوتے ہیں۔ جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور جنہیں ولایت الٰہی نصیب ہو جاتی ہے وہ رحمت الٰہی کا مظہر ہوتے ہیں اور یہی فرق ہوتا ہے ایک ولی اللہ میں اور ایک عام آدمی میں کہ

آج بھی ایمان یہ ہے کہ جتنا جبر ہو جتنا ظلم ہو
جتنے گناہ ہوں جتنی تاریکی ہو اُس کے درمیان
کھڑے ہو کر حق بات کی جائے اللہ کی بات کی جائے
اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کی جائے
حق کو حق اور باطل کو باطل کہا جائے

عام آدمی' آدمی کی صفات سے محبت کرتا ہے اگر وہ نیک ہے اُس کی عزت کرے گا اگر وہ شریف ہے اُس کی عزت کرے گا اگر وہ بدکار ہے بُرا ہے تو اُسے اچھا نہیں سمجھے گا لیکن اللہ کا ولی جو ہوتا ہے وہ انسانیت کے لئے کریم ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ کی مخلوق ہے اُس کے پاس کوئی بُرا بھی جائے گا تو وہ بھی عزت پائے گا احترام سے بیٹھے گا اور شاید اُس کا یہی سلوک کل اُس کی تبدیلی کا سبب بن جائے اور کروڑوں لوگوں کی اصلاح اسی طرح سے ہوئی آپ دیکھیں اس برصغیر کو دیکھ لیں اس کی تاریخ اس بات پہ گواہ ہے کہ سارے برصغیر میں کفر سے ایمان، اولیاء اللہ کے طفیل اللہ نے دیا لوگوں کو۔ یہ اللہ کے ولی تھے کہ جنہوں نے کفر سے بھرے ہوئے سینوں کو نور ایمان سے بھر دیا کسی شہنشاہ کی تلوار سے لوگ مسلمان نہیں ہوئے اور نہ فوجی طاقت سے اور تلوار سے مسلمان کرنے کی اجازت ہے اور نہ ہی فطرت انسانی اُسے قبول کرتی ہے تو بندہ مومن تو وہ ہے اللہ کریم فرماتا ہے الـلـه ولـی الذینَ امنوا. میں اللہ ولی ہوں اُس بندے کا جو مومن ہے اُس میں تو ولایت الٰہیہ جھلکنی چاہئے بندوں کے لئے شفقت گناہگار کو دیکھے تو اُس کے لئے اُس کے منہ سے دعا نکلے کہ اے اللہ اسے تباہی سے بچالے اُس سے بات کرے تو شفقت سے کرے پیار سے کرے۔

لیکن آج ہم جس دوراہے پر آ کر کھڑے ہیں ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ دین کے معاملے میں ہر بندہ اپنے آپ کو جج سمجھتا ہے اور ہر بندے نے اپنا اپنا اسلام بنا رکھا ہے۔ یاد رکھیں اسلام وہی ہے جو آقائے نامدار ﷺ نے فرمادیا جو قرآن نے فرمادیا اب اُس کے بعد میرا آپ کا کسی اور مولانا پیر صاحب کا بنایا ہوا اسلام اسلام نہیں ہے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کوئی مستحب بھی اپنی طرف سے ایجاد کرے کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اپنی طرف سے ایجاد

یہ جتنی گروہ بندیاں آئی ہیں یہ اپنی باتیں داخل کرنے سے آئی ہیں ایت ہم قرآن کریم کی پڑھتے ہیں اور بات اپنی اُس میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔

کرے۔ قد تبئین الرشدُ من الغی. بعث محمد رسول اللہ ﷺ نے حق اور باطل کو الگ الگ کر دیا وہی حق ہے جسے حضور اکرم ﷺ نے حق قرار دیا اور جسے آپ ﷺ نے باطل قرار دیا وہ باطل ہے اگر ہم اس بات پہ متفق ہو جائیں تو مسلمانوں میں کوئی گروہ بندی رہے ہی نہیں۔ یہ جتنی گروہ بندیاں آئی ہیں یہ اپنی باتیں داخل کرنے سے آئی ہیں۔ آیت ہم قرآن کریم کی پڑھتے ہیں اور بات اپنی اُس میں داخل کرنا چاہتے ہیں حدیث محمد رسول اللہ ﷺ کی پڑھتے ہیں لیکن آگے جب تفصیل بیان کرتے ہیں تو اُسے اپنے مطلب پہ ڈھالنا چاہ رہے ہوتے ہیں۔ یہ بجائے خود بہت بڑا ظلم ہے اور ایسے لوگ غضب الٰہی کا شکار ہو کر خود گمراہ ہو جاتے ہیں خود تباہ ہوتے ہیں دوسروں کے لئے تباہی کا سبب بن جاتے ہیں۔

میرے بھائی گزارش یہ ہے کہ جب اللہ نے یہ وعدہ فرمادیا کہ جو بھی ایمان لاتا ہے میں اُس کا ولی ہوں گویا جو مشکل کام تھا وہ تو ہو گیا اب ہمیں اپنے کردار سے اپنے ضمیر اپنے باطن اپنے ایمان سے یہ اپنا جائزہ لے کر یہ تلاش کرنا ہے کہ کیا مجھے اللہ کی ولایت حاصل ہے؟ کیا میں صحیح سوچتا ہوں؟ کیا میں میرا کردار اللہ کے حکم اور اللہ کے نبی ﷺ کے حکم کے مطابق ہے؟ اگر ہے تو یہ تو ولایت الٰہی کا کمال ہے اور اگر میرا کردار شیطان کی پیروی کر رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ نے تو مجھے ولایت دی میں اللہ کی ولایت چھوڑ کر شیطان کے پیچھے چل پڑا۔ تو یہ فرد کا اُس کی ذات کا اُس کے رب کا معاملہ ہے آپ کے حالات میں نہیں جانتا میری مجبوریاں آپ نہیں جانتے لہٰذا ایک دوسرے کے بارے فتویٰ دینے سے پہلے زیادہ بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے اپنے گریباں میں جھانکیں اور خود کو اللہ کی ولایت کا اہل ثابت کریں اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرما کر ہمیں اپنی ولایت کو حاصل کرنے اور اُسے قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

توبہ گناہ سے رُک جانے کا نام ہے

نبی کریم ﷺ نے عین جہاد میں حکم دیا کہ کافروں کے عبادت خانے بھی اُجاڑے نہ جائیں کافروں کے جو پجاری یا عبادت خانوں میں رہنے والے لوگ خواہ بتوں کی پوجا کر رہے ہوں انہیں پریشان نہ کیا جائے۔ اب بھلا کس کے پاس جواز ہے کہ وہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں میں قتل کروائے اور پھر اُسے ثواب بھی اور عبادت بھی قرار دے تو ایسا دور آ گیا ہے کہ یہاں ہم اپنے گناہوں کو اپنی خطاؤں کو بھی نیکی کا اور اسلام کا لیبل لگا دیتے ہیں جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 11-06-04

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

واستغفِروا ربکُم ثم توبوا الیہ. ان ربی رحیم' وَّ دُود'o

بارہویں پارے سورۃ ھود میں حضرت شعیب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر خیر چل رہا ہے اور اس سے پہلی آیہ کریمہ میں انہوں نے اپنی قوم کو بتایا کہ پہلی قوموں کے حالات سے اور اُن کے اعمال اور اُن کے نتائج سے تم واقف ہو' میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں اُس تباہی اور اُسی عذاب کا شکار تم لوگ بھی نہ ہو جاؤ' جیسے قوم نوح علیہ السلام اور ھود علیہ السلام کے ساتھ ہوا یا صالح علیہ السلام کی قوم کے ساتھ جس طرح سلوک ہوا اور وما قومُ لوطٍ منکُم ببعیدٍ o اور قوم لوط علیہ السلام کا واقعہ تو تم سے زیادہ دور نہیں ہے جنہیں اللہ کریم نے تباہ کر دیا تھا اُن کی بستیاں الٹ دی تھیں اور اُس پر پتھروں کی بارش ہوئی تھی تو تم جو بھی کر چکے ہو' جو بھی بیت چکا ہے' جو بھی ہو چکا ہے' اُس کا حل یہ ہے۔

واستغفروا ربکُمo اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو' وہ گناہ کیسا بھی ہے ظلم ہے' کفر ہے' شرک ہے' بڑے سے بڑا کوئی گناہ جو صادر ہو چکا ہے یا چھوٹے سے چھوٹی غلطی تم کر چکے ہو اُس کا علاج ایک ہی ہے واستغفروا ربکُم۔ اپنے پروردگار سے اپنی تمام کوتاہیوں کی مغفرت طلب کرو۔ ثم توبوا الیہ o اور پھر اُس کی اطاعت کا پکا پکا عہد اور ارادہ کر لو۔ توبہ کیا ہوتی ہے؟ توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی سے جو بھی غلطی جو بھی کوتاہی جو بھی خرابیاں ہو چکی ہیں اُن سب کو چھوڑ کر اطاعت الٰہی کا پکا پکا عہد کر لے اور عملاً اُس پہ کاربند ہو جائے اپنی پوری کوشش اُس پر عمل کرنے کی کرے۔ اگر تم اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور آئندہ کے لئے اطاعت کا عہد کر لو اور ارادہ کر لو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔

اِن ربی رحیم' و دود'o کہ میرا پروردگار بہت ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے' جو کوئی اُس سے مغفرت طلب کرتا ہے یہ اُس کی شان کریمی سے بعید ہے کہ اُسے خالی لوٹائے' وہ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے اور جو کوئی اُس کی اطاعت کا عہد کر لیتا ہے تو وہ ودود ہے محبت کرنے والا ہے' وہ اُس بندے سے پیار کرتا ہے' محبت کرتا ہے' ایسا رشتہ استوار کر لیتا ہے کہ ہمہ وقت وہ بندہ اُس کی رحمت کے زیر سایہ رہتا ہے۔

اب اس میں دو باتیں بندے کی طرف سے ہیں اور دو باتیں اللہ کریم کی طرف سے ہیں بندے کی طرف سے اپنے گناہوں کی مغفرت کی طلب ہے کہ بندہ پوری دیانت پوری امانت پورے خلوص کے ساتھ اپنی خطاکار زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ گزارش پیش کرے کہ اے اللہ مجھ سے جو کچھ ہوا غلط ہوا اور میں تیری بخشش کا طلبگار تیرے دروازے پہ کھڑا ہوں' اِس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ یقیناً میرا اللہ رحیم ہے اُس کی رحمت اور اُس کے کرم سے یہ بعید ہے کہ کوئی خطار کار اُس کے دروازے پہ حاضر ہو اور وہ اُسے خالی لوٹا دے یہ اُس کی اپنی شان کریمی ہے اور اُس کی اپنی عظمت ہے گناہ بڑے سے بڑا بھی ہو سکتا ہے لیکن کوئی بھی گناہ ایسا نہیں ہے جو اللہ کی بخشش اور اُس کی رحمت کو عاجز کر دے۔ دوسری بات بندے کی طرف سے ہے

کہ اپنی آئندہ زندگی میں وہ یہ عہد کر لے پورے خلوص کے ساتھ کہ اے اللہ میں تیری اطاعت کروں گا' تیرے حکام کو مانوں گا' تیرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لایا ہوں اور اُسے نبی اور رسول سمجھ کر اُس کی غلامی کروں گا۔ چونکہ نبی اور رسول کی اطاعت جو ہوتی ہے وہ غیر مشروط ہوتی ہے' کوئی شرط نہیں لگائی جا سکتی کہ میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی اطاعت کروں گا تو مجھے آپ علیہ السلام کیا دیں گے' نہیں' نبی کا مقام یہ ہے کہ وہ مطاع ہوتا ہے اللہ کی طرف سے، نبی کی عظمت یہ ہوتی ہے کہ اُس کی اطاعت کی جائے، فرمایا جو شخص یہ عہد کر لے اُسے دو جہانوں کی سب سے بڑی نعمت مل جاتی ہے اور وہ ہے اللہ کی محبت اللہ کی دوستی اور اللہ ودود ہے اللہ دوستی کرتا ہے' اللہ محبت کرتا ہے' محبت کرنے والا ہے' اس میں کمی یا کمزوری انسان کی طرف سے آتی ہے۔

بڑی بدنصیبی تو یہ ہے کہ ہم ہر گناہ کا بھی غلط یا صحیح جواز تلاش کرتے رہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں یہی صحیح ہے اور درست ہے حالانکہ ہم یا ہماری پسند معیار حق نہیں ہے معیار حق اللہ کا حکم ہے، اللہ کے نبی ﷺ کا حکم ہے جو اُس بارگاہ کو پسند ہے وہی حق ہے اور جو وہاں نامقبول ہے وہ درست نہیں ہو سکتا۔ سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں کا جواز تلاش کرتا ہے کہ میں جو کر رہا ہوں میں ہی صحیح ہوں ایسے بندے کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ بدعات کے بارے کہتے ہیں کہ نا کہ بدعت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اُسے توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ بدعت ہوتی ہے کوئی ایسا کام جسے اللہ نے دین نہ بتایا ہو' کوئی ایسا کام جسے اللہ کے نبی ﷺ نے فرض سنت واجب مستحب دین کا حصہ نہ بتایا ہو' بندہ اپنی طرف سے ایک رسم ایجاد کر لے اور اُس پہ اصرار کرے کہ یہ عبادت ہے یہ دین ہے وہ بدعت ہو جائے گی۔ ورنہ ہزاروں کام ایسے ہیں جو عہد نبوی ﷺ میں نہیں ہوتے تھے آج

> **توبہ کا مفہوم یہ ھے کہ آدمی سے جو بھی غلطی' جو بھی کوتاھی' جو بھی خرابیاں ھو چکی ھیں اُن سب کو چھوڑ کر اطاعت الٰھی کا یکا یکا عھد کر لے۔**

ہوتے ہیں اسباب ہی کو دیکھ لیجئے اُس زمانے میں گاڑیاں نہیں تھیں آج ہیں لوگ سواری کرتے ہیں اُس زمانے میں گھوڑے اونٹ کی سواری کرتے تھے لیکن گھوڑے اور اونٹ کی سواری بھی عبادت نہ تھی اور گاڑی کار اور بس اور جہاز کی سواری بھی عبادت نہیں ہے دین کا حصہ نہیں ہے، زندگی کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے۔ اب اُس میں حلت اور حرمت کی بات آئے گی کہ جائز طریقے سے کی یا ناجائز طریقے سے کی' اپنے خرچ پر کی یا دوسرے کا مال اُس میں کھایا یعنی اُس میں' اُس وسیلے کو اختیار کرنے میں' حلال ذرائع استعمال ہوئے یا حرام ہوئے' وہ بدعت نہیں ہوگی بلکہ اُس میں حلت وحرمت کی بات آئے گی' لیکن اگر کوئی یہ کہہ دے کہ جہاز پر سواری کرنا جو ہے یہ عبادت ہے، دین کا حصہ ہے تو یہی بدعت بن جائے گی۔ اس طرح ہم اپنے روزمرہ کے امور میں بہت سے کام کرتے ہیں شادی بیاہ میں کرتے ہیں موت اور جنازے میں کرتے ہیں ایسے کام جن کا ثبوت عہد نبوی ﷺ میں نہیں ملتا' ہم نے اپنے طور پر انہیں ایجاد کر لیا اور اُس کے ثواب کے قائل ہو گئے ہیں یہ کرنا عین ثواب ہے اور جو نہیں کرے گا وہ گنہگار ہے۔ تو جس کام کا ثبوت عہد نبوی ﷺ میں نہیں ملتا' قرآن وسنت میں نہیں ملتا' متقدمین میں سے نہیں ملتا' اُسے اپنے طور پر بطور عبادت گھڑ لینا یہ بدعت ہے۔ اب اُس بدعت کی مصیبت یہ ہے' ویسے تو ایک سیدھا سا اصول ہے کہ کل بدعتہ ضلالہ۔ ہر بدعت گمراہی ہے۔ وکل ضلالۃٌ فی النار۔ اور ہر گمراہی دوزخ کی طرف جاتی ہے۔ مصیبت اس کی یہ ہے کہ بندہ جس کام کو عبادت اور نیکی سمجھ رہا ہے اُس سے وہ توبہ کیوں کرے گا! اگر کوئی ایک شخص کسی بھی کام کو گناہ سمجھ کر کرتا ہے غلطی سمجھ کر کرتا ہے تو اُس کی توبہ کی تو امید کی جا سکتی ہے کہ اُس کے ذہن میں یہ بات موجود ہے کہ جو میں کر رہا ہوں یہ غلط ہے میں خطا کر رہا ہوں تو کسی وقت اُسے توبہ بھی نصیب ہو سکتی ہے لیکن ایک بندہ غلط کر رہا ہے

کام جو کر رہا ہے وہ ثواب نہیں گناہ ہے لیکن وہ اُسے عبادت سمجھ کے کر رہا ہے تو وہ اُس سے توبہ کب کرے گا! تو علما حق فرماتے ہیں کہ بدعت کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اُسے توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ تو اس طرح کے جو امور ہم نے زندگی میں ایجاد کر لئے ہوتے ہیں جن کا کوئی ثبوت دین میں نہیں ملتا۔ ہم چوری کرتے ہیں ہمارے ذہن میں یہ بات دل میں یہ موجود ہوتی ہے کہ میں نے خطا کی ہے' غلط کیا' اب اُس چوری کو چور بھی حلال نہیں سمجھتا۔ ہم جوا کھیلتے ہیں ہمارے ذہن میں موجود ہے کہ میں غلط کر رہا ہوں ڈاکہ کرتے ہیں' قتل کرتے ہیں' ان سارے امور کے بارے کرنے والے کو تو اعتماد ہوتا ہے کہ میں گناہ کر رہا ہوں لیکن اب ایک اور تماشہ بن گیا' آج لوگوں کو مساجد میں شہید کر دیا جاتا ہے اور قتل کرنے والا یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں بڑا نیکی کا کام کر رہا ہوں! یعنی ایسا دور آ گیا ہے کہ بے گناہ لوگوں کو بازار میں سر بازار شہید کر دیا جاتا ہے وہ جانتے نہیں مجھے کس نے مارا ہے کیوں مارا ہے مارنے والا نہیں جانتا میری گولی کس کو لگی وہ کون تھا' اب اس میں کونسی ہمت اور کونسی بہادری اور کونسی نیکی ہے؟ لیکن شاید انہیں اُن کے پیشوا یا اُن کے رہنما جن پر وہ اعتماد کرتے ہیں وہ کہتے ہوں گے یہ ثواب کا کام ہے کہ کر گزرو۔ یہ شیعہ کی امام بارگاہ ہے یہاں لوگوں کو قتل کر دو' یہ سنیوں کی مسجد ہے یہاں لوگوں کو قتل کر دو' تو میرے خیال میں قاتل جو ہے وہ شاید نیکی سمجھ کر رہا ہو تو اب جو ظلم کو خود نیکی سمجھ کر رہا ہے وہ توبہ کیسے کرے گا! یعنی جب گناہ کو نیکی سمجھ لیا جائے تو توبہ کی توفیق نصیب ہی نہیں ہوتی اُس کو خیال ہی نہیں آتا اُس سے توبہ کرنے کا۔

نبی کریم ﷺ نے عین جہاد میں حکم دیا کہ کافروں کے عبادت خانے بھی اُجاڑے نہ جائیں کافروں کے جو پجاری یا عبادت خانوں میں رہنے والے لوگ خواہ بتوں کی پوجا کر رہے ہوں انہیں پریشان نہ کیا جائے۔ اب بھلا کس کے پاس جواز ہے کہ وہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں میں قتل کروائے اور پھر اُسے ثواب بھی اور عبادت بھی قرار دے تو یہ ایسا دور آ گیا ہے کہ

اللّٰہ ودود ھے اللّٰہ دوستی کرتا ھے' اللہ محبت کرتا ھے' محبت کرنے والا ھے' اس میں کمی یا کمزوری انسان کی طرف سے آتی ھے۔

یہاں ہم اپنے گناہوں کو اپنی خطاؤں کو بھی نیکی کا اور اسلام کا لیبل لگا دیتے ہیں جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی اور نیکی سے توبہ کون کرے گا! جس کام کو کوئی عبادت سمجھ بیٹھا ہے اُس سے توبہ کون کرے گا! لیکن نجات کا راستہ یہ ہے کہ اپنی ہر خطا سے توبہ کی جائے۔

واستغفروا ربکم۔ اُس پروردگار کو جو تمہارے لاکھوں گناہوں کے باوجود تمہاری پرورش کر رہا ہے تمہیں روزی دے رہا ہے' تمہیں صحت دے رکھی ہے' تمہیں نظر دے رکھی ہے' عقل و شعور دے رکھا ہے' بے شمار نعمتیں دے رکھی ہیں' اُس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے اپنے جرائم کو غلط طور پر جائز مت سمجھو لیکن گناہ، گناہ ہے اور اُس کا علاج اللہ کی بخشش ہے لیکن یہ اس طرح نصیب نہیں ہوتی کہ میں آپ کے لئے کرتا رہوں آپ کسی اور کے لئے کرتے رہیں یہ تو اللہ کریم کے ساتھ ذات کا معاملہ ہے کہ فرد اپنی ذات کو لیکر اُس کے حضور میں کھڑا ہو جائے آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو تکبیر کہہ کر تکبیر اولیٰ جب کہتے ہیں "اللہ اکبر" تو ساری کائنات کو کاٹ کر الگ رکھ دیتے ہیں' بیوی بچے گھر بار کاروبار، مال و دولت دوست دشمن ہر چیز فراموش کر کے بندہ اللہ کے حضور پیش ہو جاتا ہے اور اللہ سے ہم کلام ہوتا ہے اللہ سے ہم سخن ہوتا ہے اللہ کی بارگاہ میں اپنی گزارشات پیش کرتا ہے، جس طرح یہ منظر ہے حضوری کا کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا نماز پڑھنے والے کے آگے سے مت گزرو اور آپ ﷺ نے وجہ یہ ارشاد فرمائی۔ **فانھم نیاجی ربہ**' وہ اپنے پروردگار سے اپنے دل کی بات آہستہ آہستہ سرگوشیوں میں کہہ رہا ہے وہ جانے اُس کا رب جانے اُس کے سامنے مت آؤ' اُس کی توجہ بٹ جائے گی وہ بھٹک جائے گا اُس بات سے لہذا اُس کے سامنے سے مت

گزرو۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد کا یہ مفہوم بھی ہے کہ دوسری طرف اگر آگ ہو اور بندے کو پتہ ہو کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کتنا جرم ہے تو یقیناً وہ آگ سے گزر جائے گا اور اُس کے آگے سے نہیں گزرے گا کہ ایک بندہ رب جلیل سے محو گفتگو ہے آپ کون ہوتے ہیں کہ آپ درمیان میں سے گزریں۔

یہ جو حضوری اسلام نے عطا کی ہے اور ہر مسلمان کو عطا کی ہے یہ کسی الف ب ج کی کسی مولوی کسی پیر کسی پارسا کا حصہ نہیں ہے ہر مسلمان کے لئے اب یہ الگ بات ہے کہ ہم اس سے بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں اور اپنے بدن کو باندھ کر کھڑا کر دیں لیکن اپنے خیالات کو منتشر رکھیں اپنے دل کو بازار میں رکھیں دماغ سودے خریدتا اور بیچتا ہو اور زبان صرف رٹے رٹائے الفاظ دہرا رہی ہو اور ہم اٹھ بیٹھ رہے ہوں تو یہ ہماری بدنصیبی ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ نماز کے لئے جب بندہ کھڑا ہو تو کلی طور پر کائنات سے منقطع ہو کر اللہ کریم سے محو گفتگو ہو جائے ایسے جیسے ایک میں ہوں اور ایک میرا رب ہے اور کچھ ہے ہی نہیں۔ اگر اس کیفیت میں بڑے سے بڑا گنہگار اپنے پروردگار سے یہ عرض کرے کہ اے اللہ میں بڑے گناہ کر چکا ہوں تو فرمایا وہ رحیم ہے اُس کی رحمت کو تم عاجز نہیں کر سکتے تمہارے گناہ اُس کی رحمت کو بے بس نہیں کر سکتے بڑے سے بڑے گناہ وہ معاف کر دیتا ہے لیکن اس معافی کے ساتھ دوسری شرط بھی ہے جو کر چکے ہو وہ تو بخشوا لیئے لیکن آئندہ نہ کرنے کا عہد بھی کرو۔ بخشش کے دو راستے ہیں پہلا یہ کہ جو خطائیں ہو چکی ہیں اُن سے بخشش طلب کی جائے اور توبہ الیہ۔ پھر اُس کے ساتھ یہ وعدہ بھی کرو کہ میں آئندہ پورے خلوص کے ساتھ پوری کوشش کروں گا کہ میں تیری اور تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی نہ کروں۔ اب اگر یہ دوسرا وعدہ بھی آپ کر لیں تو ایک آپ

سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں کا جواز تلاش کرتا رہے کہ میں جو کر رہا ہوں میں ہی صحیح ہوں ایسے بندے کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔

ہیں اور ایک آپ کا پروردگار ہے ایک آپ ہیں اور ایک آپ کا رب ہے' کوئی تیسرا بندہ نہیں' کوئی تیسری مخلوق نہیں' کوئی تیسری ہستی نہیں' بندہ ہے اور اُس کا رب ہے، پروردگار ہے وہ بات کر رہا ہے، یا اللہ میں نے بے پناہ گناہ کئے ہیں اُس کی رحمت اُسے ڈھانپ لیتی ہے پھر وہ دوسری بات کرتا ہے یا اللہ آج کے بعد صدق دل سے عرض کر رہا ہوں میں پوری کوشش محنت کروں گا کہ تیری اور تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی نہ کروں۔ اس کے جواب میں اللہ دوستی کرنے والا ہے' محبت کرنے والا ہے' وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے اللہ اُس سے محبت کرنے لگتا ہے اور اللہ جس سے محبت کرنے لگتا ہے اُسے حفاظت الٰہیہ نصیب ہو جاتی ہے' گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے' محفوظ ہو جاتا ہے تو بات تو یہ ایک لمحے کی ہے یہ کوئی صدیوں کی بات نہیں ہے یہ کوئی سالوں کی محنت نہیں ہے مہینے یا ہفتوں کی بات نہیں ہے یہ تو ایک لمحے کی بات ہے کہ جب کسی کو یہ احساس ہو جائے کہ میں غلطی کر چکا ہوں بہت گناہ کر چکا ہوں تو کسی کو بھی درمیان میں نہ لائے اور ذاتی طور پر اللہ کے حضور میں پیش ہو جائے اور یہ کہہ دے فرد ہو یا قوم' حضرت شعیب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پوری قوم کو خطاب کر رہے ہیں فرما رہے ہیں سارے توبہ کرو' سارے بخشش مانگو' سب جمع ہو جاؤ' اپنی بات اللہ کے سامنے پیش کرو کہ اے اللہ ہم بہت گناہ کر چکے ہیں وہ بخشنے والا ہے رحم کرنے والا ہے گناہ بخش دے اور اُس سے وعدہ کرو کہ اے اللہ آئندہ خلوص دل سے پوری کوشش کروں گا کہ تیری اور تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کروں تو وہ تم سے دوستی کر لے گا۔

اب جسے آپ ولایت کہتے ہیں وہ اللہ کی دوستی کا نام ولایت ہے نا! ہم کہتے ہیں فلاں ولی اللہ ہے اُسے ہم نیک سمجھتے ہیں عالم سمجھتے ہیں باعمل سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ولی اللہ ہے لیکن یہ تو صرف ہمارا اندازہ ہے' بعض اوقات ہم خود کو سمجھتے ہیں میں ولی اللہ ہوں اس کی کوئی سند تو نہیں ہے لیکن اللہ جو ہے اُس کی طرف سے سند ہے کہ وہ ہر مومن کا ولی ہے یعنی

ہر مومن ولی اللہ ہے۔ اللّٰــہ ولی الذین امنوا۔ اللہ مومنوں کا دوست ہے' مستند بات ہو گئی' اب ایمان کیا ہے؟ کہ اللہ کی ولایت نصیب ہو جائے' اللہ کی دوستی نصیب ہو جائے' ایمان کا اظہار انہی دو باتوں سے ہوتا ہے کہ جو بھی اللہ کی عظمت کا اقرار کر لیتا ہے پھر اُسے اپنی خطاؤں پر شرمندگی کا احساس ہوتا ہے کہ میں نے اس عظیم بارگاہ کی نافرمانی کی، تو توبہ کرتا ہے اللہ سے وعدہ کرتا ہے کہ میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا جو ہو چکا خدایا بخش دے آئندہ میری خلوص دل سے بھرپور کوشش ہو گی کہ میں ایسا نہ کروں۔ بڑے عجیب واقعات ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ سفر حج پہ تشریف لے گئے اور ایک زمانہ تھا کہ جب راتوں کو حرم خالی ہوتا تھا۔ میں نے بھی جب پہلا حج کیا تو اُس زمانے میں بھی طواف کی جگہ بھی بہت تھوڑی سی تھی بیت اللہ کے گردا گرد جہاں اب بھی جہاں وہ ایک دائرہ سا بنا ہوتا تھا اُس میں کھمبے اور بتیاں لگی ہوتی تھیں اور گردا گرد روشیں بنی ہوتی تھیں سارا صحن زرد رنگ کی گیٹیوں سے بھرا ہوتا تھا اور لوگ تھانوں کے تھان کپڑے آب زم زم میں تر کر کے وہاں پھینک دیتے تھے اور اب بھی جہاں مقام ابراہیم علیہ السلام ہے وہ سفید پتھر جس پہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قدم مبارک نقش جہاں رکھا ہے بیت اللہ سے جتنا دوری پہ ہے تقریباً اتنا ہی دوری پہ پورا گردا گرد گول دائرہ ہوتا تھا اور اتنا ہی رش ہوتا تھا کہ لوگ اُس میں طواف کرتے تھے۔ اب زمانہ بدل گیا ہے اب تو بیت اللہ شریف کے سارے صحن میں طواف ہو رہا ہوتا ہے گردا گرد مسجد میں طواف ہو رہا ہوتا ہے دوسری منزل پہ ہو رہا ہوتا ہے چھت پہ ہو رہا ہوتا ہے اُس کے بعد پھر عمارت کے باہر گردا گرد سڑک پہ بھی طواف کرنے والے پھر رہے ہوتے ہیں اتنی مخلوق جمع ہو جاتی ہے اُس وقت

حق بات یہ ہے کہ نماز کے لئے جب بندہ کھڑا ہو تو کلی طور پر کائنات سے منقطع ہو کر اللہ کریم سے محو گفتگو ہو جائے ایسے جیسے ایک میں ہوں اور ایک میرا رب ہے اور کچھ ہے ہی نہیں

شاید اتنے وسائل سفر کے' اتنی آسانیاں نہیں تھیں' لوگ تھوڑے ہوتے تھے' ہم نے بھی جب الحمد للہ پہلا حج کیا تو ہم رات کو عموماً ایک ڈیڑھ بجے کوشش کرتے تھے کہ بیت اللہ شریف میں جائیں تو دو چار پانچ لوگ ہوتے تھے طواف کرنا بھی مزے کا ہوتا تھا اور حجر اسود کو بوسہ دینے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی۔ تو اُس زمانے میں بھی شاید بیت اللہ خالی ہوتا ہو گا تو یہ لوگ بھی کوشش کرتے تھے کہ ایسے وقت میں ہمیں وہاں حاضری نصیب ہو جائے جب کوئی مخل ہونے والا نہ ہو تو جب وہ تشریف لے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اُن سے پہلے ایک شخص طواف کر رہا ہے مطاف میں پھر رہا ہے اور بڑے درد سے کہہ رہا ہے لبیک اللّٰھم لبیک۔ اُس کے دل سے ہوک اٹھ رہی ہے۔ اچانک انہوں نے ایک گرجدار آواز سنی ہاتف کی آواز تھی اور وہ کہہ رہا تھا کہ نکل جاؤ میرے گھر سے اور اس میرے گھر کو اپنے قدموں سے آلودہ نہ کرو' چلے جاؤ یہاں سے' تو وہ لرز گئے' رُک گئے' جہاں تھے وہیں اُن کے قدم جم گئے' اب وہ بندہ اس بات سے بے نیاز ہے وہ اپنے لگا ہوا ہے اللّٰھم لبیک لاشریک لک لبیک۔ وہ پھر رہا ہے اور یہ کھڑے ہیں' لرز رہے ہیں' آواز ہے کہ آئے جا رہی ہے' تو وہ جب چکر کاٹ کر ان کے قریب سے گزرنے لگا تو انہوں نے پکڑ لیا روک لیا اور پوچھا بھئی یہ جو ہاتف کی آواز آ رہی ہے تم نہیں سُن رہے ہو تو اُس نے کہا حضرت مجھے تو کہا جا رہا ہے' میں تو مخاطب ہوں اس آواز کا' آپ اس کے مخاطب نہیں ہیں' آپ نے سن لی تو میں کیسے نہیں سن رہا ہوں جس کو خطاب کیا جا رہا ہے' جس سے کہا جا رہا ہے' میں بھی سن رہا ہوں' آپ سے بہتر سن رہا ہوں' تو انہوں نے فرمایا پھر تو غضب الٰہی سے ڈرتا نہیں ہے' تو چاہتا ہے کہ دنیا پہ کوئی عذاب نازل ہو جائے' کیوں چلا نہیں جاتا یہاں سے؟ تو اُس نے کہا حضرت اور کوئی دروازہ دکھا دیں اس جیسا میں وہاں چلا جاؤں گا' اور کوئی ہے ہی نہیں' میں جاؤں کہاں؟ تباہ کر دے' عذاب نازل کر دے اس کی مرضی' بخش دے اُس کی مرضی' میرے پاس دوسرا دروازہ نہیں ہے' تو

حضرت فرماتے ہیں کہ وہ توبات کر کے چل پڑا اور میں نے دیکھا کہ جھڑک کی بجائے اللہ کی رحمت کے انوار نے اُسے گھیر لیا اور وہ خود ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ رحمت الٰہی کے انوار نے اُس شخص کو گھیر لیا۔ اس نیت اس خلوص کے ساتھ اُس کے حضور حاضر ہو جائے' مسجد میں ہو'وہ بیت اللہ میں ہو'وہ جنگل میں ہو'وہ صحرا میں ہو'وہ پہاڑ پہ ہو'وہ دریا میں ہو' وہ جہاز پہ ہو'فضا میں ہو'جہاں بھی ہے'جس لمحے یہ احساس ہو جائے کہ جو میں نے کیا وہ غلط تھا اُس لمحے اللہ کے حضور حاضر ہو جائے تو اللہ تو ہر وقت ہر جگہ موجود ہے، بندہ غیر حاضر ہے، جب اُسے احساس ہو جائے جس لمحے ہو جائے اُس لمحے حاضر ہو جائے اور یہ کہہ دے کہ اے اللہ میں نے غلط کیا' اللہ رحم کرنے والا ہے اُس کی رحمت اُسے نصیب ہو جاتی ہے اور یہ عہد کر لے کہ آئندہ اے پروردگار عالم میں خلوص دل سے پوری کوشش کروں گا کہ تیری اور تیرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی نافرمانی نہ کروں اللہ اُس سے دوستی کر لیتا ہے اور جسے دوستی نصیب ہو جائے اس سے بڑھ کر کوئی مانگنے کی چیز نہیں رہ جاتی۔

دوعالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

دوستی کا مزا دوستی کا نشہ ایسا ہے کہ بندہ دوعالم سے مستغنی ہو جاتا ہے' اُس کی نظر جمالِ باری پہ جمی رہتی ہے اور دونوں جہانوں کی کوئی نعمت اُس کے جمال جیسی نہیں ہو سکتی وہ بے مثل ہے، بے مثال ہے۔

محمود غزنوی رحمتہ اللہ تعالے علیہ عظیم سلطان تھا اور اللہ کا مقبول بندہ تھا ساری عمر جس کی جہاد میں گزری بڑا عجیب اتفاق ہے کہ اگلے دن میں نے ایک جنگل میں سلطان مرحوم کا ایک کیمپ دیکھا' ایک چوکی دیکھی۔ آثار ملے' کیا عجیب لوگ تھے کہاں غزنی اور کہاں یہ ویرانے' گھوڑوں کا سفر تھا لیکن کفر کے مقابلے کے لئے اور ہندوستان میں سب سے زیادہ پوجے جانے والے بڑے بت کو توڑنے کے لئے غزنی سے ستر بار ہندوستان پہ حملہ آور ہوا اور اُس بت کو توڑ کر دم لیا۔ توانہوں نے اثنائے سفر کسی چرواہے کو دیکھا اُس سے باتیں کیں نوعمر سالڑ کا تھا انہیں اچھی لگی اُس کی بات اس سے دوستی ہو گئی سلطان کی' اُسے ساتھ رکھ لیا۔ اب وہ نوعمر سا چرواہا ہے اور ہمہ وقت سلطان کے ساتھ ہے سلطان کھانا کھاتے ہیں تو وہ ساتھ ہے' باہر تشریف لاتے ہیں تو وہ ساتھ ہے' آرام کرنے جاتے ہیں تو اُسے ساتھ کا کمرہ ملا ہوا ہے' تو جو پرانے درباری تھے اور وہ سلطان کے باپ دادا سے خدمت کرتے آ رہے تھے انہیں بڑی عجیب بات محسوس ہوئی کہ ہمارے باپ دادا ان کے باپ دادا کی خدمت کرتے گزر گئے اور ہم نے دنیا کے سفر ان کی ہم رکابی میں کئے ایک عالم کو فتح کر ڈالا جانیں گنوائیں بیٹے شہید کروائے ہمارے بزرگ بھی خادم ہم بھی' ہمیں تو کسی وقت حضوری نصیب ہوتی ہے یہ ایک عام سالڑکا ہے چرواہا اور یہ ہم وقت سلطان عالی کے ساتھ ہے، توانہوں نے کسی نہ کسی طرح اپنا دکھ سلطان تک پہنچایا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہماری تو نسلیں سلطان کی نسلوں کی خدمت کرتے بیت گئیں' ہمیں تو کسی لمحے کبھی کسی خاص موقع پر حضوری نصیب ہوتی ہے یا کسی مشورے کے لئے طلب کیا جاتا ہے اور یہ ایک نوعمر سا چرواہا ہے عجیب سالڑ کا ہے یہ ہمہ وقت سلطان کے ساتھ ہے۔ سلطان نے اُس بات کا جواب دینے کی بجائے فتح کے بعد جب دارالخلافہ پہنچے تو اُس فتح کے جشن کا اعلان فرما دیا تمام اراکین سلطنت کو تمام وزراء کو تمام جرنیلوں کو دعوت دی گئی اور جو مال غنیمت آیا تھا اُس میں سے مختلف چیزوں کے نام لکھ کر یا چیزیں مہیا کر کے سجادی گئیں کہ آج جشن فتح ہے اور یہ سارے انعامات ہیں اور جس کو جو چیز پسند آئے وہ اُس پہ ہاتھ رکھ دے وہ اُس کی ہے

> **دوستی کا مزا دوستی کا نشہ ایسا ہے کہ بندہ دوعالم سے مستغنی ہو جاتا ہے اور اُس کی نظر جمالِ باری پہ جمی رہتی ہے**

کہیں خوبصورت گھوڑوں کی فہرست ہے کہیں زروجواہر کی فہرست ہے کہیں خوبصورت اسلحہ کی اور زرہ کی اور تلواروں کی فہرست ہے کہیں خوبصورت جاگیروں اور باغات کی فہرست ہے کہیں محلات اور مکانوں کی فہرست غرض جو جو چیزیں، کہیں اعلیٰ ترین لباس کی کہیں مال ودولت کی تو وہ الگ الگ فہرستیں لگادی گئیں کہ جسے جو چیز پسند ہو وہ اُس پہ ہاتھ رکھے اُسے وہ دولت مہیا کردی جائے گی۔ اب دعوت کے بعد دیا اب جس کا سلطان ہے سلطنت تو ساری اُس کی ہے' تم نے تو ایک ایک چیز کا انتخاب کیا اور یہ تو ساری سلطنت لئے بیٹھا ہے۔

اگر دنیوی حکمران کی دوستی اتنی عظیم ہے تو کسی سے پروردگار عالم دوستی کرلے تو دو عالم اُس کے ہیں کائنات اُس کی ہے خدائی اس کی ہے جس کا خدا ہے کائنات اُس کی ہے جس کا خالق کائنات ہے ایک عام آدمی ایک فقیر آدمی ایک خطا کار واہ کیا خوب بات کہی جارہی عادی کرلیتے ہیں اور خود کو بدلنا نہیں چاہتے۔

اسلام میں تو جتنی چھوٹ اللہ نے دی ہے اور اس امت کو جتنی دی ہے اُس کا احاطہ ممکن ہی نہیں اور یہ تو نعمت تقسیم ہو رہی ہے شعیب علیہ السلام کے زمانے میں' اب زمانہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا' آج اگر کوئی دامن مصطفوی ﷺ سے وابستہ ہو جائے' اپنی زندگی کے گناہوں کا اقرار کرلے اور اللہ سے بخشش چاہے' اور یہ عہد کرلے کہ اے اللہ میں تیرے

عجیب بات ہے کہتے ہیں اسلام پہ چلنا بڑا مشکل ہے اسلام بڑا مشکل مذہب ہے کیا مشکل ہے ہاں ہم اپنے لئے خود مشکلیں پیدا کرتے ہیں اپنے آپ کو خطائوں کا عادی کرلیتے ہیں اور خود کو بدلنا نہیں چاہتے

جتنے اہل دربار اٹھے سب نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق کوئی نہ کوئی چیز پسند کرلی کسی نے گھوڑے کسی نے جاگیر کسی نے مال ودولت کسی نے اسلحہ تو جو چیز جس کو پسند تھی جو مزاج تھا اُس پہ ہاتھ رکھ دیا۔ ایاز اپنی جگہ سے اٹھا اور اُس نے سلطان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ دیا کہ میرے لئے یہ دولت کافی ہے۔ تب سلطان نے انہیں بتایا کہ دیکھو یہ جتنی چیزیں تم نے لی ہیں میرے دربار میں ان کی کمی نہیں ہے اور انشاء اللہ اور فتوحات ہوں گی اور غنیمت آئے گی اور مال آئے گا اور سب ویسے بھی تم میں تقسیم ہوتا ہے لیکن یہ ایک ہی بندہ ہے جس نے ان ساری نعمتوں کو ٹھکرا کر سلطان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ ہے یہ پارساؤں سے نہیں کہا جارہا، یہ نیکوکاروں سے علماء سے نہیں کہا جارہا، یہ بڑے بڑے بزرگوں سے نہیں کہا جارہا، یہ بات تو گنہگاروں سے ہو رہی ہے، خطاکاروں سے ہو رہی ہے، بدکاروں سے ہو رہی ہے کہ آؤ اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور یہ وعدہ کرلو کہ اے اللہ آج کے بعد خلوص دل سے میری پوری کوشش ہوگی کہ تیری اور تیرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی نافرمانی نہ کروں تو تمہیں اللہ کی دوستی نصیب ہو جائے گا، عجیب بات ہے کہتے ہیں اسلام پہ چلنا بڑا مشکل ہے اسلام بڑا مشکل مذہب ہے کیا مشکل ہے؟ ہاں ہم اپنے لئے خود مشکلیں پیدا کرتے ہیں اپنے آپ کو خطاؤں کا اور تیرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی نافرمانی نہیں کروں گا تو اُسے اللہ کی دوستی نصیب ہو جاتی ہے' وہ ولی اللہ ہو جاتا ہے بس اتنی سی بات ہے ولی اللہ بننے میں اور ولایت سے محروم رہنے میں' ایک قدم ہے اُدھر ہے تو پھر صدیوں کی دوری پڑ جاتی ہے اور ایک قدم ہے کہ راست کی کی طرف آگیا تو ایک لمحے میں سارا معاملہ طے ہوگیا۔ اللہ کریم ہمیں احساس گناہ بھی عطا فرمائے' توبہ کی توفیق عطا فرمائے' بخشش مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور محبت الٰہیہ کا چسکا ڈال دے۔

وآخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

اہمیت قلب

"قرآن حکیم کو ہم جہاں سے بھی کھولیں جب بھی ہدایت بیان فرماتا ہے ہدایت کا بنیادی سبب قلب کی روشنی، دل کا نور اور دل کی اصلاح ہی کو قرار دیتا ہے اور گمراہی کا سبب دل کی تاریکی قرار دیتا ہے۔ تلاش نہیں کرنا پڑتا بلکہ کہیں سے کھولیں، ہر جگہ، جہاں بھی آپ کو یہ بحث ملے کہ کون سی قوم گمراہ ہوئی اور اس کی گمراہی کے اسباب پر بحث ہوگی کہ قلوب کیوں تاریک ہو جاتے ہیں اسی طرح اگر کسی کی ہدایت کی تعریف کی گئی ہوگی تو اس کا ہدایت پر قائم رہنے کا بنیادی سبب اس کے قلب کی نورانیت یا اصلاح پر ہوگا اور پھر وہ ذرائع بیان کئے جائیں گے جن سے قلب روشن ہوتا ہے اور یہ کسی ایک دو مقام پر نہیں بلکہ بنیادی نکتہ ہے جس پر قرآن حکیم کی ساری تعلیمات کا دارومدار ہے۔

اسی لئے یہ کام از خود نہیں ہوتا یہ فرائض نبوت میں سے ہے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کا تزکیہ فرمایا صحابہؓ کی صحبت میں رہ کر تابعینؒ کا تزکیہ ہوا اور جس طرح علم سیکھنے کے لئے آدمی کو استاد کی خدمت میں رہ کر اس کو حاصل کرنا پڑتا ہے اس طرح کسی شیخ کی صحبت میں بیٹھ کر اس کو توجہ باطنی حاصل کرنا پڑتی ہے، ان کے ساتھ محنت و مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ ہر چیز کی حیات ہوتی ہے۔ ایک درخت کی جڑ سوکھ جائے تو آپ اسے جتنی زرخیز زمین میں لگا دیں اس میں اس زرخیزی کو جذب کرنے کی استعداد ہی نہیں رہتی۔ اس نے لینا ہی جڑ سے ہے۔ اسی طرح دل سب چیزوں کو وصول کرنے کا راستہ ہے جب یہی مردہ ہو جائے، جب یہ بگڑ جائے اسی میں قبولیت کی استعداد نہ رہے تو یہ انسان کے بگاڑ کی بنیاد ہوتی ہے۔"

"جب دل تباہ ہوتے ہیں تو پھر دل میں از خود اللہ کی تائید یا اللہ کے دیئے ہوئے نور سے دیکھنے اور سننے کی طاقت ختم ہو جاتی ہے پھر وہ شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے، شیطان کے کانوں سے سنتا ہے اور شیطان ہر برائی انہیں سجا کر پیش کرتا ہے۔"

"امیر محمد اکرم اعوان" ماخوذ از "کنز الطالبین"

تعاون

تاجران: کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

شیخ ناصر، شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ

منٹگمری بازار، فیصل آباد فون 617057-611857

اسلام دنیا کو دین بنانے کا نام ہے

اسلام کے نفاذ کو بھی ہم نے ایک معمہ بنا دیا ہے اسلام کوئی الگ سے لوہے کا جنگلا نہیں ہے کہ لگا دیا جائے گا، یہی نصاب زندگی جو چل رہا ہے اس میں دیانت وامانت آجائے اور جہاں جہاں سے شریعت کے احکام کے خلاف ہے اُسے تھوڑا سا کاٹ کوٹ کر سیدھا کر دو تو اسلام ہو جائے گا سارا۔ ناانصافی نہ ہو، غریب پروری ہو، بچوں کی تعلیم صحیح ہو انہیں دینی تعلیم اور دنیاوی تعلیم سے آراستہ کیا جائے، فیصلے حق وانصاف کے مطابق ہوں سفارش اور رشوت کے مطابق نہ ہوں، لوگوں کی جان مال آبرو کا تحفظ ہو تو اور اسلامی نظام کیا ہے؟

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 14-5-04

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمo

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاo

دوام رب العٰلمین کو ہے، خالق کائنات کو ہے اُس کی ذات، اُس کی صفات کو ہے، حکومت وسلطنت اقتدار واختیار اُس کی صفات ذاتی کو ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا اختیار اُسی کا ہے۔ بہت خوبصورت بات کہی اگلے دن ایک فلمی اداکار نے۔ اللہ کی مخلوق ہے اور کس طرح سے سوچتی ہے وہ یہ بحث کر رہا تھا کہ میں دنیا گھوما ہوں اللہ کریم نے نظام کائنات میں اسلام کے عبادات کا راس طرح سے ترتیب دے دیے ہیں کہ ایک جگہ فجر کی اذان ہو رہی ہوتی ہے کسی دوسرے جگہ ظہر کی کسی تیسری جگہ عصر کی کسی چوتھے ملک میں مغرب کی اور آخر عشاء کی اور اس میں انقطاع نہیں آتا ایک جگہ کی اگر اذان ختم ہوئی ہے تو اُسی لمحے اگلی کسی جگہ اذان شروع ہو جاتی ہے عشاء سے لیکر فجر تک رات اور دن جب سفر کرتے ہیں تو اُس کے ساتھ ساتھ یہ تکبیر بھی سفر کرتی رہتی ہے اور روئے زمین پر کوئی لمحہ ایسا نہیں آتا جب اللہ اکبر کی صدائیں گونج نہ رہی ہوں مجھے بہت اچھی لگی اُس کی بات اور جب سوچا تو بالکل سو فیصد درست ہے اور ایک فلمی اداکار بات کر رہا تھا۔ کچھ بھی ہے آخر مسلمان تو ہے۔ ہر مسلمان کے دل میں ایک درد تو ہے ہر ایک کا دین پر اللہ پر اللہ کے حبیب ﷺ پر ایک دعویٰ تو ہے، جو کلمہ پڑھتا ہے اُس کی اپنی محبت کا ایک انداز ہے ہم کسی کو اچھا سمجھیں یا بُرا سمجھیں ہمارا سمجھنا معیار نہیں ہے اور اچھی بات جہاں بھی ہو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''اچھی بات مومن کی گم شدہ پونجی ہے جہاں بھی ہو'' بڑی خوبصورت بات ہے آپ اندازہ کیجئے کہ اگر ایک شہر میں فجر ختم ہوتی ہے تو اگلے سرے پر دوسرے شہر میں شروع ہو جاتی ہے اسی طرح ظہر عصر مغرب عشاء کو تقسیم کیا جائے تو دنیا کا کوئی چپہ ایسا نہیں ہے جہاں اللہ اکبر کی صدائیں گونج نہ رہی ہوں۔ ایک جگہ ختم ہوتی ہے دوسری جگہ شروع ہو جاتی ہے یہاں ختم ہوتی ہے آگے شروع ہو جاتی ہے تو پانچ حصوں میں رب جلیل نے اسے بانٹ دیا اور چوبیس گھنٹوں میں پانچ حصے بڑے خوبصورت تقسیم ہے وہ پانچوں حصے آگے آگے چلتے رہتے ہیں اور یوں اذان کا تسلسل ختم نہیں ہوتا۔ اذان کیا ہے؟ اُس کی عظمت کا اعلان ہے اللہ اکبر اللہ اکبر۔ بڑائی صرف اُسکو سزاوار ہے۔

انسان کے گناہ اُسے باطل کی طرف لے جاتے ہیں اور پھر باطل تو مٹ جانے والا ہے لیکن انسان مٹنے والا نہیں انسان کے لئے خلود ہے

سروری زیبا فقط اُس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

اپنی اپنی آزمائش ہے کسی کو اقتدار واختیار دے کر آزمائش کرتا ہے کسی کو مجبور بنا

کر۔ مجبوری میں وہ میرا ہی دامن تھامتا ہے مجھے ہی پکارتا ہے یا مجبوریوں سے گھبرا کر کسی اور کا ہو جاتا ہے، اقتدار و اختیار میں میری عظمت کا خیال رکھتا ہے یا اپنی خدائی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ فاکرمہ' کسی آزمائش کے لئے اُس پر نعمتوں کی بارش کر دیتا ہے۔ واما اذا ما ابتلٰہ فقدر علیہ رزقہ' اور کسی کی آزمائش ایسے کرتا ہے کہ اُسے ایک وقت کے کھانے کا بھی محتاج کر دیتا ہے۔ بہادر شاہ ظفر نے کہا تھا۔

ظفر آدمی اُسکو نہ جانیے گا خواہ وہ کتنا ہی ہو فہیم و ذکی
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

حق اُس کی صفت ہے اور حق کو دوام ہے' باطل اُس سے دوری کا نام ہے اور باطل کی تقدیر میں فنا ہونا ہے۔ جاء الحق وزھق الباطلُ. حق آیا اور باطل چلا گیا' نابود ہو گیا' پتہ نشان بھی نہیں چھوڑا' باطل نے کہ وہ کہاں جا رہا ہے' ایسے گیا جیسے تھا ہی نہیں۔

ان الباطل کان زھوقا. بیشک باطل ہے ہی جانے کے لئے، رہنا اُس کے مقدر میں نصیب نہیں ہے۔ اب یہ حق و باطل کا جو فلسفہ ہے یہ فرد سے شروع ہوتا ہے ایک غریب سے غریب' مسکین سے مسکین آدمی کے پاس حق و باطل کا اپنا اپنا انبار لگا ہوتا ہے کہ وہ حق کو اختیار کرتا ہے یا باطل کی حمایت کرتا ہے، جتنا جتنا جس کا دائرہ کار اور دائرہ اختیار بڑھتا جاتا ہے اتنی اتنی اُس کے سامنے حق و باطل کی منازل آتی جاتی ہیں۔ اب اگر خوش نصیب ہے تو حق کو اختیار کرتا ہے۔ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لھا o اللہ کی رسی کو تھامتا ہے۔ مضبوط رسی کو' بدنصیب ہے اگر شامت اعمال میں گرفتار ہے اُس کے گناہ اُسے باطل کی طرف لے جاتے ہیں اور پھر باطل تو مٹ جانے والا ہے لیکن انسان مٹنے والا نہیں انسان کے لئے خلود ہے اس میں جو روح وہ مظہر صفات الٰہیہ ہے اور عالم امر سے ہے عالم امر عالم خلق سے بالاتر ہے اور عالم امر میں فنا کا گزر

> **ھر بندے کے سینے میں ایک عدالت ھے ایک جج بیٹھا ھے آپ غور فرمائیں تو چور ڈاکو اور قاتل بھی چوری اور قتل اور ڈاکے کا جواز لئے پھرتے ھیں کہ میرے ساتھ یہ ھوا تھا اس لئے میں نے اتنے قتل کر دیئے**

نہیں۔ قل الروح من امر ربی۔ روح امر ربی سے ہے، روح کو دوام ہے اسے ہمیشہ رہنا ہے چنانچہ جو ذرہ خاک اس کا جزو بدن بنا وہ بھی ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا۔ اب یہ الگ بات ہے کہ قرب الٰہی میں رہے تو بھی ہمیشہ رہے گا اور اللہ کے غضب میں رہے جہنم میں جائے تو بھی ہمیشہ رہے گا۔ اس نے حق کا ساتھ دیا تو اسے قرب الٰہی نصیب ہوگا باطل میں گرفتار ہوا تو باطل تو چلا جائے گا لیکن اسے رہنا ہے وہ اسے جہنم پہنچا کے چلا جائے گا۔ اور پھر انسان کو تو ہمیشہ رہنا ہوگا۔ بہت بڑی آزمائش ہے بہت بڑا فیصلہ ہے اور یہ بڑا فیصلہ ہمارے چھوٹے چھوٹے فیصلوں سے بنتا ہے عرصہ محشر میں قرآن حکیم فرماتا ہے۔ عرصہ محشر میں کوئی نئی لکھا پڑھی' کوئی نیا حساب کتاب' کوئی منشی کلرک' کوئی جج مقرر نہیں کئے جائیں گے ہر شخص کو اُس کا نامہ اعمال تھما دیا جائے گا اور ارشاد ہوگا۔ اقرا کتبک o اپنا اعمال نامہ اپنی کتاب پڑھو۔ کفٰی بنفسک الیوم علیک حسیباo تم خود ہی اپنے لئے بہترین جج ہو۔ یعنی تم اپنی ججمنٹ تو لکھا چکے' تم اپنے فیصلے لکھا چکے' دنیا میں دار عمل میں تمہارے سامنے جو کام بھی آیا اُس میں دونوں طریقے موجود تھے یا حق تھا یا باطل تھا اگر تم نے حق کو اختیار کیا تو تمہارا فیصلہ حق کی طرف چلا گیا تم نے باطل کو اختیار کیا تمہارا فیصلہ باطل کے حق میں چلا گیا وہ سارے فیصلے چھوٹے چھوٹے ہم نے لکھ کر تمہارے اعمال نامے میں جمع کر دیے ہیں اپنا اعمال نامہ پڑھ لو اور اپنا فیصلہ تم نے خود کو دیا تم خود بہترین جج ہو اپنے لئے۔ ہر بندے کے سینے میں ایک عدالت ہے ایک جج بیٹھا ہے۔ آپ اگر غور فرمائیں تو چور ڈاکو اور قاتل بھی چوری اور قتل اور ڈاکے کا جواز لئے پھرتے ہیں کہ میرے ساتھ یہ ہوا تھا اس لئے میں نے اتنے قتل کر دیئے۔ میرے ساتھ یہ زیادتی ہوئی تھی۔ میں نے ڈاکہ ڈالا۔ یعنی وہ من گھڑت سہی' جھوٹا سہی لیکن انہوں نے اپنے دل کی تسلی کے لئے ایک جواز بنایا ہوا ہوتا ہے یہ جواز کون بناتا ہے وہی جج جو اندر بیٹھا ہے اگر

اُس نے باطل کو حق ثابت کرنے کیلئے دلیلیں تراشیں تو میدان حشر میں تو کھرا ہو جائے گا وہاں تو صرف زبانی باتیں تو نہیں ہوں گی جو کردار ہے نتائج اُس پر مرتب ہوں گے اگر وہ باطل ہے تو باطل ہے حق ہے تو حق ہے۔ تو ہمارا کوئی بھی فیصلہ جو دن بھر ہم کرتے ہیں کیا کرنا ہے کس انداز سے گفتگو کرنی ہے' کیا خریدنا ہے' کیا بیچنا ہے' لین دین کیسا ہے' لوگوں سے تعلقات کیسے ہیں' مخلوق خدا کی بہتری سوچ رہے ہیں یا بُرائی سوچ رہے ہیں' لوگوں کو راحت پہنچا رہے ہیں یا اُن کے لئے تکلیفیں پیدا کر رہے ہیں' یہ سارا کردار جو ہے یہ فیصلے ہیں یہ چھوٹے چھوٹے فیصلے جمع ہوتے رہتے ہیں کچھ اس طرف کچھ اُس طرف۔ نتیجہ انہی فیصلوں پر مرتب ہو جائے گا۔ کوئی خوش نصیب ہوا۔ رجوع الی اللہ نصیب ہو جائے، اُسے خیال آ جائے کہ غلط ہو رہا ہے وہ اللہ سے توبہ کرے تو یہ اُس کا کرم ہے کہ اگر زندگی بھر بھی غلط کرتا رہا اور پھر اُسے احساس ہو گیا کہ میں نے غلط کیا ہے تو جب بھی اُس کی ذات کو اُس کے کرم کو اُس کی رحمت کو آواز دے گا وہ اُس کی دست گیری کے لئے موجود ہے اور ساری غلطیاں کوتاہیاں معاف فرمانے والا ہے۔ بلکہ ہماری سوچ سے اُس کا کرم بہت زیادہ ہے وہ فرماتا ہے۔ جو گناہ کرتا رہا میں اُسے نیکیوں کا ثواب گناہوں کے بدلے دے دیتا ہوں۔ نہ صرف گناہ معاف کرتا ہوں بلکہ اُن کو بھلائیوں میں نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہوں۔ لیکن بندہ اُس کی طرف جائے کیوں؟ اصل مسئلہ یہاں اٹک جاتا ہے ہم مشت غبار ہیں خاک کے بنے ہوئے ہیں نفس امارہ اندر موجود ہے اور دنیا بڑی خوبصورت ہے اُس کی لذتیں بے پناہ ہیں اللہ نے اپنے دست قدرت سے بنائی ہے اُس کی ہر ہر بنی ہوئی چیز میں حُسن بھی ہے مٹھاس بھی ہے ہمارا مادی وجود دنیا کی گرمی سردی دنیا کی خوبصورتی' دنیا کی خوش ذوقی اور دنیا کی مٹھاس سے فوراً متاثر ہوتا ہے اُس کے لئے تو کوئی

> ہمارا وعظ ہماری تقریریں ایسی ہیں جیسے کسی کو شکر کھلائی نہ جائے بتایا جائے شکر میٹھی ہے ساری عمر بتاتے رہتے ہیں شکر میٹھی ہے' میٹھی ہے لوگ سنتے رہتے ہیں میٹھی ہے' میٹھی ہے' فرق کوئی نہیں پڑتا

دشوار نہیں دنیا بھی مادی ہے وجود بھی مادی ہے کسی چیز کو چکھتا ہے تو اُس کی لذت سے آشنا ہوتا ہے' کسی کی خوشبو آتی ہے تو محسوس کرتا ہے کوئی حسین یا دلربا دکھائی دیتی ہے چیز خوبصورت تو اُسے دیکھ کر متاثر ہوتا ہے۔ اب اس طرف تو سارا اس کا کوئی کسی درمیان میں کوئی رکاوٹ ہی نہیں اور بڑا آسان ہے ایک چھوٹا سا بچہ بھی ذرہ ہوش سنبھالتا ہے تو ماں باپ بہن بھائی کو پہنچاننا شروع کر دیتا ہے۔ اپنوں کے ساتھ خوش رہتا ہے۔ بیگانوں میں چھوڑو پریشان ہو جاتا ہے۔ اللہ ایک ایسی ذات ہے جل جلالہٗ نہ اُس کی مثال ہے نہ آپ اُس کی کوئی شناخت بتا سکتے ہیں نہ کوئی اُس کا کوئی بتا سکتے ہیں کہاں ہے کہاں نہیں ہے کیا ہے کیا نہیں ہے۔ اب یہ مادی وجود باتیں سنتا ہے اور اُسے تجربہ کوئی نہ ہو۔ آپ ایک آدمی کو ساری عمر کہتے رہیں شکر میٹھی ہوتی ہے شکر میٹھی ہوتی ہے اُس سے کیا فرق پڑتا ہے جب وہ شکر چکھتا ہے تو آپ نہ بتائیں میٹھی ہے آپ کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے اُسے پتہ ہے شکر میٹھی ہے' ہمارا وعظ ہماری تقریریں ایسی ہیں جیسے کسی کو شکر کھلائی نہ جائے بتایا جائے شکر میٹھی ہے ساری عمر بتاتے رہتے ہیں شکر میٹھی ہے' میٹھی ہے لوگ سنتے رہتے ہیں میٹھی ہے' میٹھی ہے' فرق کوئی نہیں پڑتا' آپ خیر القرون کو دیکھیں اور نبی رحمت ﷺ کی ذات ستودہ صفات کی تو بات ہی کیا آپ ﷺ سے بعد خلافت راشدہ کا دور پھر صحابہ کا تابعین کا تبع تابعین کا' یہ سارے ایسے زمانے ہیں جن میں کوئی ٹیلی فون کوئی تار کوئی ریڈیو کوئی ٹیپ کوئی کچھ بھی نہیں کوئی رسائل و وسائل نام کی کوئی نہ موٹر لاری کار کوئی کچھ بھی نہیں صرف بات زبانوں سے کانوں تک سفر کرتی ہے پھر مزے کی بات یہ ہے کہ صحابہ کرام کے کوئی لمبے خطبے لمبی تقریریں کوئی دینی جلسہ ملتا ہی نہیں کہ دین کے نام پر فلاں جگہ جلسہ ہوا، ملتا ہی کوئی نہیں دین اور دنیا الگ نہیں! ملتے مزے کی بات یہ ہے کہ عہد صحابہ میں خیر القرون میں دنیا اور دین کوئی الگ دو چیزیں نہیں ملتی وہی دنیا کے کام وہی دین ہے۔ سیاست بھی دین ہے

جہاد بھی دین ہے اور صلح بھی دین ہے جنگ بھی دین ہے خرید وفروخت بھی دین ہے بازار بیٹھنا اور چیزیں بیچنا بھی دین ہے ہر چیز جو ہے وہ دین کے نام پر ہو رہی ہے کہیں دنیا نظر نہیں آتی۔ جب بھی تو انہیں دیکھے گا اللہ کے حضور رکوع اور سجود میں دیکھے گا۔ دنیا کا کام بھی اُس خلوص سے کر رہے ہیں کہ اللہ نے کرنے کا حکم دیا اب نماز کیوں عبادت ہے؟ اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا۔ تو جو کام بھی اطاعتِ الٰہی کے مطابق کیا جائے وہی نماز ہے وہی صلوٰۃ ہے وہی عبادت ہے وہی رکوع و سجود ہے۔ تو پھر اسلام اتنی تیزی سے بغیر ٹی' وی' ریڈیو' اخبار' گاڑی' لاری' کچھ بھی نہیں۔ اتنی تیزی سے کس طرح پھیلا کہ تئیس سالہ عہد نبوت میں تو جزیرہ نمائے عرب اسلام کے زیر نگیں اور اسلامی ریاست بن گیا لیکن وصال نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے ٹھیک تیس برسوں بعد اسلامی ریاست شمال میں سائبیریا اور جنوب میں افریقہ اور مشرق میں چین اور مغرب میں ہسپانیہ کو چھو رہی تھی صرف تیس برسوں کی تاریخ آپ پڑھیں۔ اتنی تیزی سے گھوڑے کی پیٹھ پر اونٹوں کی پیٹھ پر کس طرح پھیل گیا بات یہ تھی کہ ہم بتاتے ہیں شکر میٹھی ہے، وہ چکھاتے تھے یہ شکر ہے۔ ہمارے پاس وسائل ہیں ریڈیو ہے، ٹی وی ہے، اخبارات ہیں، رسالے ہیں ہم تقریریں کرتے ہیں، لکھتے ہیں، لیکن ہم بتاتے رہتے ہیں نا! ہمارے پاس شکر ہوتی ہے نہ ہم اگلے کو چکھا سکتے ہیں اور وہ بتاتے نہیں تھے وہ چکھاتے تھے، جسے نور ایمان نصیب ہوا اور نگاہ مصطفوی ﷺ نصیب ہوگئی وہ صحابی ہوگیا۔ صحابی محض صحبت یافتہ نہیں' صحابہ ایک شرعی مقام ہے اور سب سے جو نچلے درجے کا صحابی ہے اگر دنیا کی ساری مخلوق ولی اللہ ہو جائے سب کی ولایت جمع کر کے ایک مینار بنایا جائے تو صحابی کے پاؤں کے تلوے کو بھی نہیں چھو سکتا نیچے رہ جاتا ہے۔ تو وہ تو ایک نگاہ میں حضور ﷺ کے

اسلام ترک دنیا اور گوشہ نشینی کا نام نہیں ہے اسلام دنیا کو دین بنانے کا نام ہے۔

سامنے گیا ایک نگاہ میں صحابی ہوگیا۔

جس جس طرف نگاہ مصطفےٰ ﷺ کے اشارے ہو گئے
ارے جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے

اور پھر آپ ﷺ کا ہی دیا ہوا وہ نور تھا جو صحابہ کرام کے سینوں میں اس شدت سے موجزن تھا کہ جسے صحبت نصیب ہوئی وہ تابعی ہو گیا۔ اب ولایت تابعی کا مقابلہ بھی نہیں کر پاتی تابعین میں بھی وہ قوت موجود تھی وہ بتاتے نہیں تھے وہ چکھاتے تھے کہ یہ شکر ہے بھائی جہاں نگاہ ملی جہاں بات ہوئی بات میں بھی انوارات ہوتے تھے نگاہ میں بھی انوارات ہوتے معاملات میں بھی انوارات ہوتے تھے۔ مدینہ منورہ کے باہر آ کر ایک قافلہ ٹھہرا اور عرب تاجروں کی عادت تھی کہ جس شہر پہنچتے تو وہاں ایک رات شہر کے باہر قیام کرتے تاکہ پورے شہر میں چرچا ہو جائے کہ کوئی قافلہ آیا ہے اور اگلی صبح کاروبار شروع کرتے تھے۔ تجارتی قافلے چلتے تھے یہاں کیمپ لگایا چیزیں بیچیں کچھ جو یہاں کی چیزیں ہیں کچھ خرید لیں پھر اونٹوں پہ لادیں آگے چل دیے وہاں کچھ بک گئیں جو وہاں کی چیزیں تھیں وہاں سے خریدیں اس طرح وہ چلتے رہتے تھے۔ مدینہ منورہ کے باہر آ کر وہ قافلہ ٹھہرا۔ اُس کی رئیس یا امیر ایک خاتون تھی مالدار بھی تھی۔ جہاندیدہ بھی تھی۔ تاجر تھی ملک ملک سفر کرتی تھی۔ شہر میں شور ہوا قافلہ آیا ہے صبح لوگ خرید فروخت کے لئے گئے تو آقا نامدار ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ایک اونٹ پسند فرمایا قافلے سے اور اُن سے بات کی کہ یہ اونٹ بیچو گے کھجوروں کی کچھ مقدار پر اونٹ کا سودا ہو گیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس بیچنے والے کے ہاتھ سے اونٹ پکڑنے کا ارادہ فرمایا کہ میں ساتھ لیکر جاتا ہوں تم آ کر اپنی کھجوریں لے لینا۔ تو اُس نے کہا جی میں ذرا امیر قافلہ سے پوچھ لوں۔ مال اُس کا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ دے تو رہے نہیں۔ فرما رہے ہیں میں اونٹ لے جاتا ہوں وہاں آ کر کھجوریں لے لینا، تو میں ذرا اجازت لے لوں۔ وہ خیمے کے چلمن میں سے پردے میں سے دیکھ رہی تھی اُس کے پاس گیا تو اُس نے کہا تم نے غلط کیا ہے اونٹ

دے کر میرے پاس آتے، روکنا نہیں تھا۔ اونٹ دے دو اور جب فارغ ہو تو جا کر وہاں سے اپنی کھجوریں لے لینا وہ بڑا حیران ہوا اُس نے کہا بی بی آپ انہیں جانتی ہیں! میں نے تو آج دیکھا ہے لیکن یہ بات میں جانتی ہوں ماھذا الوجه بوجه الکذاب. یہ چہرہ کسی جھوٹ بولنے والے کا نہیں ہے، یہ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے، یہ ایسا رخ انور نہیں ہے جو جھوٹ بول سکے اونٹ دے دو اور وہ اگلی صبح کھجوریں لینے گیا تو حضور ﷺ نے فالتو دیں کہ تمہاری ادائیگی کو ایک دن تاخیر ہوگئی ہے لہٰذا تم زیادہ لے کے جاؤ۔

تو وہ تو ایک نگاہ کی بات تھی۔ اب جن کی قسمت میں اندھیر ہے جنہوں نے اپنا آپ تباہ ہی کر لیا اپنی بینائی ہی رخصت کر دی اُن کی تو آنکھیں ہی جاتی رہیں۔ بنظرونَ الیک وھم لا یبصرونَ o اللہ کریم فرماتا ہے دیدے گھماتے ہیں میرے حبیب ﷺ تیری طرف، تجھے دیکھ نہیں پاتے۔ کیوں نہیں مانتے؟ دیکھ ہی نہیں سکتے دیکھ ہی نہیں پاتے۔ محمد بن عبداللہ ﷺ ایک قریشی جوان اُنہیں نظر آتا ہے محمد رسول اللہ ﷺ نظر ہی نہیں آتا ﷺ۔ جب بھی دیکھتے ہیں تو اپنے ایک قریشی بھائی کو دیکھتے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ تک ان کی نگاہ پہنچتی نہیں، جن کی پہنچتی ہے وہ بھلا کیوں چھوڑے گا تو جنہوں نے نہیں مانا قرآن کی فلاسفی یہ ہے کہ انہوں نے دیکھا ہی نہیں تو بن دیکھے اللہ کو کوئی کیسے مانے بن دیکھے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ماننا نصیب نہیں ہو رہا اور اللہ کو دیکھے کہاں سے! جب یہ مقام مل جائے نا جو اُس عورت کو نصیب ہوا تھا، رُخ انور کو دیکھ کر اُس نے کہا کہ یہ بندہ جو کہے گا وہ سچ ہوگا وہ جھوٹ نہیں ہو سکتا پھر جب حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ ہے تو یقین ہو جاتا ہے کہ میرے دیکھنے سے زیادہ پکی بات ہے، اللہ ہے، معرفت الٰہی کا صرف ایک راستہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنی بڑائی میں جب بھی اور جو بھی اور جہاں بھی گرفتار ہوتا ہے وہیں وہ تباہ ہو جاتا ہے بڑائی صرف اللہ کے لئے ہے

کی معرفت نصیب ہو جائے، آپ ﷺ کی عظمت کا اقرار نصیب ہو جائے آپ ﷺ کی صداقت کا اقرار دل کو نصیب ہو جائے تو پھر جب آپ ﷺ کہتے ہیں کہ اللہ ہے تو اللہ ہے، جب آپ ﷺ کہتے ہیں جنت ہے تو جنت ہے جب آپ ﷺ کہتے ہیں دوزخ ہے تو دوزخ ہے اس لئے کہ ماھذا الوجهُ بوجه الکذاب. یہ چہرہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ جو فرماتا ہے سچ فرماتا ہے تو اصلاح احوال یا دین یا نفاذ دین یا نفاذ اسلام کی جو بھی بات ہم کرتے ہیں۔ گذشتہ نصف صدی سے زائد عرصے سے تقریریں شور شرابے سب تو ہو رہا ہے لیکن ان سب تقریروں ان سب جلسوں ان شور شرابوں کی وجہ سے کتنے لوگوں نے عملی طور پر اسلام کو اپنایا خود مقررین کے دامن میں کچھ نہیں ہوتا کوئی کیا اپنائے گا' فرق وہی ہے کہ پلے شکر نہیں ہوتی ہم بتاتے رہتے ہیں شکر میٹھی ہے شکر میٹھی ہے اور وہ کھلاتے تھے ایک چٹکی بھی جسے دی تھی وہ ساری عمر ہاتھ چاٹتا رہتا تھا اُسے لذت ملتی رہتی تھی۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ عظمت الٰہی کا صدق دل سے اقرار کیا جائے پھر عجیب بات ہے جب آقائے نامدار ﷺ پہ اعتماد نصیب ہوتا ہے تو پھر اللہ دکھائی بھی دیتا ہے اگرچہ آنکھیں اُسے دیکھتی نہیں اور برکات نبوی ﷺ دلوں کو اس طرح سیراب کرتی ہیں کہ وہ اللہ کے سوا کسی طرف پھرتے ہی نہیں، اُن سے اُسی کا نام ابلتا رہتا ہے چشموں کی طرح لیکن اس سب کا مدار گوشہ نشینی پر نہیں ہے اس سب کا مدار ترک دنیا پر نہیں ہے اسلام ترک دنیا اور گوشہ نشینی کا نام نہیں ہے اسلام دنیا کو دین بنانے کا نام ہے۔ رزق حلال حاصل کرنا اُس طرح فرض ہے جس طرح باقی فرائض ہیں اور اُسی طرح عبادت ہے جس طرح باقی عبادات ہیں کلوا واشربوا ولا تسرفوا. اُسے جو مال ملے اُسے جائز طریقے سے کھاؤ پہنو اچھے کپڑے پہنو' اچھا گھر بناؤ' آرام سے رہو' لیکن ضائع نہ کرو اسراف منع ہے اس لئے کہ تمہارا نہیں تمہارے باپ کا نہیں یہ اُس کا مال ہے تم نے اگر محنت کی تو اُس کا تمہیں ثواب مل گیا کہ تم نے اللہ کی اطاعت میں رزق حلال کے حصول

کے لئے محنت کی وہ تو عبادت ہو گیا، رزق جو دے رہا ہے وہ مزید اُس کا انعام ہے مال اُسی کا ہے اور یہ نصیب ہوتی ہے جب عظمت رسالت ﷺ دل میں جاگزین ہو اور یہ باتوں سے نہیں ہوتی یہ برکات سے ہوتی ہے۔ شکر کی تفصیل بتانے سے نہیں ہوتی آپ زمین سے لگیں اور گنا کاشت کریں اور پھر اُس کی رس نکالیں اور اُس کی شکر بنائیں سارا فلسفہ بتاتے رہیں اثر نہیں کرے گی بات ایک چٹکی شکر کھلا دیں تو وہ بات اثر کر جائے گی۔ اُسے بتانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی کہ شکر کیا ہوتی ہے اسی لئے سارے فلسفے کی تہہ میں یہ بات ہے کہ انوارات و برکات نبوی ﷺ اگر دل کو نصیب ہو جائیں تو نہ بدلنا اُس کے بس میں نہیں رہتا بدلے گا کیسے نہیں! نصیب ہی نہ ہوں تو الگ بات ہے۔ ہاں ایک اندیشہ تعاقب میں رہتا ہے نفس انسانی بڑی عجیب چیز ہے۔ چار نمازیں اگر بروقت ادا کر لے تو اگلے دن اسے خیال ہوتا ہے کہ کوئی مجھے دیکھے بھی میں بڑا باقاعدگی سے نماز پڑھنے والا ہوں، بھئی نماز پڑھ رہا ہے کونسا احسان کر رہا ہے یہ تو اُس کا احسان ہے کہ تجھے وہ سجدہ کرنے کی توفیق عطا کر رہا ہے، گھر تو اُس کا ہے، دربار اُس کا ہے بارگاہ اُس کی ہے وہ نہ چاہے تجھے گھسنے بھی نہ دے، لوگ سمجھتے ہیں لوگ نماز نہیں پڑھتے میں سمجھتا ہوں وہ انہیں سر جھکانے نہیں دیتا، ناراض ہے خفا ہے اپنے گھر گھسنے نہیں دیتا۔ اپنی بارگاہ میں وہ انہیں رکوع کرنے نہیں دیتا شاید توبہ کریں اُس سے معافی مانگیں وہ توفیق دے دے، لوگوں کی کیا جرات ہے کہ نہ پڑھیں! جو اُس کی منشا کے خلاف سانس نہیں لے سکتے، گھونٹ پانی کا منہ میں رکھ لیں وہ نیچے نہ اتارنے دے تو اُسے آگے اتار نہیں سکتے ایک لقمہ چبا نہیں سکتے۔ روک دیتا ہے، اچھا بھلا بندہ کھانا نہیں کھا سکتا پانی نہیں پی سکتا غذا نہیں کھا سکتا اٹھ نہیں سکتا بیٹھ نہیں سکتا تو وہ چاہے تو کیوں نہ کرے لیکن شاید جب وہ خفا ہو جاتا ہے تو اپنے گھر سے اپنے در سے اٹھا دیتا ہے پھر اگر وہ در پہ حاضری کی توفیق دیتا ہے تو یہ اُس کا کرم ہے اُس میں بندے کی بڑائی کہاں سے آ گئی لیکن نفس امارہ ایسا خبیث ہے کہ یہ اس پہ بھی بندے کو تباہ کرنے پہ تُل جاتا ہے کہ تم بڑے پارسا ہو گئے ہو اب تم کسی کو دکھاؤ بھی، بتاؤ بھی کہ تم باقاعدہ نمازیں پڑھتے ہو، کوئی ذرہ نصیب ہو جائے تو پھر اُسے پنسار کی دکان سمجھ لیتا ہے اور اپنی بڑائی میں جب بھی اور جو بھی اور جہاں بھی گرفتار ہوتا ہے وہیں وہ تباہ ہو جاتا ہے بڑائی صرف اللہ کے لئے ہے روئے زمین پر ہر لمحے جس کی صدا گونجتی ہے وہ ہے اللہ اکبر۔ صرف اللہ بڑا ہے بس۔ بڑائی اُس کا ایسا وصف ہے فرماتا ہے الکبر ردائی۔ بڑائی تو میری چادر ہے۔ اب اگر کوئی خود اپنا بڑا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اُس نے میری چادر میں ہاتھ ڈالا۔

کونسا اسلام ہے کونسا دین ہے کہ گلی گلی لاشے تڑپ رہے ہوں۔ قاتل نہیں جانتا میں نے کس کو مارا۔ مقتول نہیں جانتا مجھے کس نے مارا

تو بات یہ ہے کہ سارے ذکر اذکار سارے سلاسل ساری عبادت سارے وعظ کا یہ حاصل نہیں ہے کہ ہم اتنے لوگ زیادہ ہو گئے، ہم بہت ہو گئے یا ہم بڑے ہو گئے ان کا حاصل یہ ہے کہ ہمیں وہ درد وہ یقین وہ رشتہ الفت نصیب ہو جائے اور ہمیں وہ اعتبار نصیب ہو جائے کہ جو فرمایا آقائے نامدار ﷺ نے وہ حق ہے۔ جب یہ نصیب ہوتا ہے تو اتباعِ رسالت ﷺ کو جی چاہتا ہے چونکہ جب بندہ جانتا ہے کہ یہ بُرائی ہے آگ ہے یہ زہر ہے تو اُسے کھانے کی طرف نہیں جاتا۔ قرآن کریم نے جہاں گناہ کرنے کا ذکر کیا ہے اور آگے توبہ کا ارشاد فرمایا ہے تو وہاں صدور صنم کو فرمایا بجہالۃٍ کہ جہالت کی وجہ سے گناہ کرتا ہے تو مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ اگر کوئی پڑھا لکھا عالم فاضل گناہ کرے تو وہ تو پڑھا لکھا ہے وہ تو جاہل نہیں تو نیچے مفسرین تعبیر میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی بھی گناہ کرتا ہے تو وہ کتنی ڈگریاں اُس کے پاس ہوں اُس لمحے وہ بھی جاہل ہوتا ہے، گناہ ہے ہی

جہالت، وہ سارے علوم اُس کے ذہن سے محو ہو جاتے ہیں اس لئے گناہ کرتا ہے اگر وہ علم اُس کے پاس ہو تو گناہ سے روک دیتا ہے، علم تو نور ہے روشنی ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے استاد تھے حضرت وکیع رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ انہوں نے اُن سے شکایت کی۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی
واوصانی الی ترک المعاص

امام صاحب فرماتے ہیں میں نے اپنے شیخ سے شکایت کی کہ میں جو پڑھتا ہوں مسائل اور تفسیر اور احادیث اور اُن کی تاویل و تعبیر تو مجھے باتیں یاد نہیں رہتیں کوئی حافظے کے لئے مجھے دم کر دیجئے' وظیفہ دے دیجئے' کوئی دوا بتا دیجئے' تو انہوں نے دوا یہ بتائی' **واوصانی الیٰ ترک المعاص** انہوں نے مجھے کہا کہ گناہ نہ کیا کرو۔ یہ حافظے کی دوا بتا رہے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے جو گناہ سرزد ہو جاتے ہیں اُن سے بچو۔ آگے پھر وجہ فرماتے ہیں۔

لان العلم نور من الہ یہ علم جو ہے یہ اللہ کا نور ہے۔ **ونور اللّٰہ لا یوتیٰ العاصی** اور اگر بندہ گناہ کرتا رہے تو اُسے نور نصیب نہیں ہوتا۔ یعنی انہوں نے دوا پوچھی دعا کرنے کا کہا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ جن کی ہم پرواہ نہیں کرتے یہ بھی اللہ کے نور سے دور کر دیتے ہیں۔ گناہ تو ظلمت ہے۔ تو گناہوں سے بچو تو دین ازبر ہوتا جائے گا یہ تو اُن کی باتیں ہیں بھائی کہاں ہم تو اُن کی خاک پا بھی نہیں ہیں اور پھر اپنی اس کم مائیگی کے ساتھ گناہگارانہ زندگی بھی بسر کریں تو بنے گا کیا! پہلے تو ہماری کوئی حیثیت ہی نہیں پھر اس بے حیثیتی میں بھی اگر گستاخ بھی ہوں نافرمان بھی ہوں تو ہوگا کیا! تو اس دکھ کی دوا چاہیے میاں اس دکھ کی دوا اللہ کا نام نامی ہے۔ **الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب. ولا تنیا فی ذکری** ۔کوئی لمحہ میری یاد سے غفلت میں نہ گزرے۔ میرا ذکر ہی دلوں کو سکون عطا کرتا ہے۔ قرار عطا کرتا ہے یہی درد بھی ہے یہی اُس کی دوا بھی ہے اور یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ کوئی ایسا ٹھکانہ مل جائے جہاں سے کوئی ذرہ ابر کرم نصیب ہو جاتا ہو دلوں کو۔

> **اللہ کی مخلوق میں ہزار بندے کو بحالت کفر قتل کرنے سے کسی ایک بندے کو جہنم سے بچالینا اللہ کو زیادہ محبوب ہے**

چنیں مرد کہ یابی خاک اوشو
اسیر حلقہ فتراک اوشو

مولانا روی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کا کوئی ایسا بندہ مل جائے تو پھر کبھی اُس کا دامن چھوڑنے کا نہ سوچے۔ یہ بہت بڑا انعام ہے رب العلمین کا کہ ذکر الٰہی سے اللہ اللہ سے برکات نبوی ﷺ سے توجہ سے شکر چکھنے کو مل جاتی ہے اور پھر بڑا کام یہ ہے کہ اُس کو تقسیم کیا جائے دوسروں کو بھی نصیب ہو کوئی ذرہ اور وہ اللہ کے عذاب سے بچ کر محبت الٰہی کی پناہ میں آ جائے۔ اللہ کی مخلوق میں ہزار بندے کو بحالت کفر قتل کرنے سے کسی ایک بندے کو جہنم سے بچالینا اللہ کو زیادہ محبوب ہے جس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد عالی کا مفہوم ہے۔ کہ اگر کوئی ہزار کافر بحالت کفر قتل کر دے اور کوئی ایک بندہ کفر سے نکال کر اسلام میں لے آئے تو اللہ کے نزدیک اس نے بڑا کام کیا جس نے اُس کی مخلوق میں سے ایک بندے کو بچالیا۔

ہمارا عہد، اللہ معاف فرمائے افراتفری کا ظلم و جور، ناانصافی کا عہد ہے دہشت گردی پیشہ بن چکی ہے، چوری اور رشوت کو لوگ اپنا حق سمجھتے ہیں، ظلم و جور طاقت کا لازمی فریضہ سمجھتے ہیں کہ اگر ظلم ہی نہیں کرنا تو پھر میرے پاس طاقت کس کام کی، اس عالم میں جو بندہ یہ سوچے کہ میں اللہ کی مخلوق کو ظلم سے بچنے میں مدد دوں اگر میں کسی کو ظلم سے بچا نہیں سکتا تو کم از کم میں تو اُس پر مزید ستم نہ توڑوں میں تو اُس کا مال نہ کھا جاؤں میں تو اُسی کی بے عزتی نہ کروں، میں تو اُس کی جان کے درپے نہ ہو جاؤں یہ بھی ایک مدد ہے مظلوم کی کہ اگر ہم اُس کو ظالم سے نہیں بچا سکتے تو خود تو اپنے آپ سے تو اُسے بچا سکتے ہیں۔ ہم تو اُس پر ظلم نہ کریں یہ کونسا اسلام ہے کونسا دین ہے کہ گلی گلی لاشے تڑپ رہے ہوں۔ قاتل نہیں جانتا میں نے کس کو مارا،

مقتول نہیں جانتا مجھے کس نے مارا' مومن ہے یا کافر اُس کا اُسے حق حاصل ہے اُس کا اپنا اختیار ہے کہ وہ ایمان لانا چاہتا ہے یا کفر پہ مرنا چاہتا ہے۔ میں اور آپ اُسے گولی مارنے والے کون ہوتے ہیں! زندہ رہنا ہر فرد کا حق ہے اُسے اللہ نے دیا ہے اور زندگی وہی لے سکتا ہے جو زندگی دیتا ہے۔ حکم شرعی کے مطابق اسلامی ریاست کے حکم کے مطابق شرعی عدالت کے حکم کے مطابق اگر کوئی قتل ہوتا ہے سزائے موت ہوتا ہے تو وہ تو اللہ کا حکم ہے جہاد کا حکم کہیں آتا ہے تو وہ تو اللہ کا حکم ہے لیکن یہ کوئی اسلام نہیں ہے کہ ایک جگہ میں جہاد کا حکم جاری کردوں ایک جگہ آپ جاری کردیں، افراتفری اسلام نہیں۔ اسلام مرکزیت رکھتا ہے اور جہاد یہ ہے کہ جہاں دین پر دینی ریاست پر دینی احکام پر زد پڑی رہی ہو وہاں اُن کا دفاع کیا جائے۔ اب ہم سے یہ تو ہو نہ سکا کہ نصف صدی میں انگریز کے بنائے ہوئے قوانین میں ترمیم کر کے انہیں شریعت کے مطابق کر لیتے، جب یہ ہی نہ نہیں سکا تو بندوق لیکر گلیوں میں بندے مارنا کونسا جہاد ہے۔ نصف صدی میں ہم سے اپنے نصاب تعلیم کی اصلاح نہیں ہوسکی، حالانکہ آئین پاکستان میں دستور پاکستان میں یہ شق موجود ہے کہ جو قانون شریعت کے مخالف ہیں انہیں شریعت کے مطابق بنایا جائے گا اور آئندہ کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جائے گا جو شریعت اسلامیہ سے متصادم ہو یہ بھی آئین و دستور کا حصہ ہے، اگر ہم کسی سے نہیں کرا سکے تو کیا ہم خود اُس پر عمل پیرا ہیں ہم نے اپنی زندگی اسلام کے مطابق کر لی ہے! اور پھر الحمدللہ کوشش اگر خلوص سے کی جائے تو وہ رائیگاں نہیں جاتی، پتہ نہیں کس کس کا درد دل شامل تھا۔ آخر ہزار مصیبتوں ہزار حجتوں ہزار خرابیوں کے بعد حکومت نے اسلامی بنکاری شروع تو کر ہی دی، عرصہ لگا وقت لگا لیکن شروع تو ہوگئی، اور الحمدللہ مسلمانوں کو پسند بھی آرہی ہے۔ گورنر سٹیٹ بنک کا بیان تھا کہ یہ تو زیادہ پھیلنے لگ گئی ہے۔ بہت اچھی جا رہی ہے۔

> **شہادت میدان میں ہی کھیت رہنے کا نام نہیں ہے شہادت دل سے فدا ہونے کا نام ہے پھر اُسے جس رنگ میں بھی موت آتی ہے اُس کی شہادت منظور ہو جاتی ہے**

ایک یہ بات کہ اسلام خطرے میں ہے اور ایک یہ بات کہ پاکستان خطرے میں ہے یہ ہمارے دینی حلقوں پہ جب دباؤ پڑے تو یہ کہتے ہیں اسلام خطرے میں ہے اور سیاست دانوں پہ جب دباؤ پڑے تو وہ کہتے ہیں پاکستان خطرے میں ہے نہ اسلام کو کوئی خطرہ ہے نہ پاکستان کو کوئی خطرہ ہے، خطرہ ان کے مخالفین کی قسمت میں ہے۔ اسلام حق ہے اور اُس کے لئے دوام ہے اُس کا خلاف باطل ہے اور باطل کے لئے خطرہ ہے، یہ ریاست اللہ کے نام پر وجود میں آئی رمضان المبارک میں اور شب قدر کو اس کی آزادی کا اعلان ہوا اور یہ انشاءاللہ اسی طرح چمکتی دمکتی رہے گی جب تک اللہ کریم اس کائنات کو باقی رکھے گا یہ الگ بات ہے کہ حالات میں تبدیلیاں زیروزبر ہوتا رہتا ہے طاقت جہاں جاتی ہے وہاں وہ اپنا مصرف بھی تلاش کرتی ہے جس کے پاس طاقت ہوتی ہے پھر وہ اسے جس کے پاس دولت ہوتی ہے اُس کے خرچ کی کتنی راہیں نکالتا ہے جس کے پاس طاقت ہوتی ہے وہ بھی اُسے کہیں نہ کہیں خرچ کرنا چاہتا ہے آج امریکہ بہادر کے پاس ہے تو وہ کبھی کابل میں کبھی عراق میں کبھی کہیں کبھی یہاں کبھی وہاں اُسے استعمال کرتا ہے بھئی اُس کے پاس جو بھی وہ استعمال کر رہا ہے لیکن کیا طاقت اُس کے پاس ہے سہی؟ یہ وقتی بات ہے بھئی طاقت تو اللہ کے پاس ہے۔ وہ جو ارشاد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ برصغیر میں بہت بڑا معرکہ بپا ہوگا جسے آپ ﷺ نے غزوۃ الہند کا نام دیا ہے سارے بین الاقوامی حالات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو سارے مل کر اُسی طرف جا رہے ہیں۔ پاکستان پر دباؤ ہے اچھی بات ہے پھر کشمیر کو حل کرنے کی بات ہے بھئی کیا ہوگا جب نیو ورلڈ آرڈر آیا تھا تو میں نے اُس وقت کہا تھا اور تقریر جو لاہور کی تھی اُس کا بھی ریکارڈ موجود ہوگا کہ یہ صرف ہمارے لئے اس کا مطلب یہ ہے کہ کشمیر کو بانٹ کر وہاں ایک چھوٹی سی آزاد ریاست بنا کر امریکہ بہادر اُس کا نگہبان اور اُس کا وارث بن کر وہاں اپنے ہوائی

اڈے بنا لے اُسی طرف حالات جا رہے ہیں کچھ حصہ ہندوستان کو دے دو کچھ پاکستان کو دے دو ایک آزاد ریاست بنا کر وہ امریکہ بہادر اُس کے نگہبان بن جائے۔ لیکن اگر امریکہ وہاں اڈے بنا لے گا تو کیا دنیا غلام ہو جائے گی؟ پھر امریکہ مخالف قوتیں اُن اڈوں کو اکھیڑنے کیلئے اس طرف آئیں گی اُسی تصادم کا نتیجہ ہوگا غزوۃ الہند۔ اب تک تو یہ ساری باتیں پس پردہ تھیں اور دیوانے کی بڑ نظر آتی تھی کہ جی آپ کہتے ہو حالات تو نہیں ہیں۔ اب تو حالات کا منظر بھی ایسا بن گیا ہے کہ جسے کچھ نظر آتا ہے وہ دیکھ سکتا ہے کہ حالات اُسی طرف جا رہے ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ اس مقابلے اور اس جنگ کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے غزوہ کا نام دیا ہے۔ غزوۃ الہند۔

حالانکہ عہد نبوی ﷺ میں جتنی جنگیں ہوئیں جن میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام بنفس نفیس شریک ہوئے انہیں غزوۃ کہتے ہیں اور عہد نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کے حکم پر جہاد ہوا لیکن آپ ﷺ بنفس نفیس تشریف نہیں لے گئے ﷺ۔ کسی صحابی کو کسی خادم کو ذمہ دار بنا کر بھیج دیا تو اُسے سریہ کہتے ہیں اُسے غزوہ نہیں کہتے۔ چنانچہ غزوات وسرایہ کی جداگانہ فہرست اور تاریخ موجود ہے اور یہ جو غالباً اب پندرھویں صدی میں ہونے والا ہے شاید یہ صدی بھی نکل جائے کوئی یہ کسی کے پاس حتمی تاریخ تو نہیں ہے لیکن جن کا ایمان ہے اور جنہیں یقین ہے اور جو آج اُس کے لئے تیار بیٹھے ہیں وہ تو اُس میں شامل ہو گئے نا خواہ انہیں موت بھی آ جائے وہ تو اُس کے سپاہیوں میں شامل ہیں نا۔

اس لئے یہ میں سارا اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ذکر کرو، رزق حلال کھاؤ، دہشت گردی نہیں امن تلاش کرو، امن پھیلاؤ اور اپنی قوت کو بچا کر رکھو غزوۃ الہند کے لئے، یہ جلسے جلوسوں سے شور شرابے سے اور دکانیں توڑنے سے کچھ نہیں ملے گا، حق کا ساتھ دو باطل کے مقابل جتنا ممکن ہے کھڑے رہو لیکن ہر چیز اپنے فطری

گذشتہ نصف صدی سے زائد عرصے سے تقریریں شور شرابے سب تو ہو رہا ہے لیکن ان سب تقریروں ان سب جلسوں ان شور شرابوں کی وجہ سے کتنے لوگوں نے عملی طور پر اسلام کو اپنایا خود مقررین کے دامن میں کچھ نہیں ہوتا، کوئی کیا اپنائے گا

انجام کی طرف چل رہی ہے منطقی انجام کی طرف چل رہی ہے گاڑی چلتی ہے تو اپنی منزل پہ جا کے رک جاتی ہے، دریا بہتا ہے تو سمندر میں گر جاتا ہے، ہر چیز اپنے منطقی انجام کی طرف چلتی ہے۔ دنیا کا سارا نظام بھی اپنے منطقی انجام کی طرف رواں دواں ہے اور آہستہ آہستہ بات برصغیر پہ آتی جا رہی ہے اور پھر یہیں آ کر جمع ہو گئی جب تو بہت سے آ ملیں گے، لوگ اور قومیں اپنے اپنے زخموں کو اٹھائے ہوئے، اپنے اپنے دکھوں کو اٹھائے ہوئے، اپنی اپنی امریکی مخالفت کو اٹھائے ہوئے یہاں جمع ہو جائیں گے امریکہ بہادر بھی ہوں گے ہم تم بھی ہوں گے پھر دیکھیں گے کیا ہوتا ہے! اور کیا ہوا اگر ہم نہ رہے تو کیا ہے کیا فرق پڑے گا ایک ہم نہیں ہوں گے تو ہم اپنے جیسے لاکھوں چھوڑ جائیں گے وہ ہمارا ہی وجود ہوگا وہ ہمارے ہی ارادے اُن میں موجود ہوں گے ہماری ہی نیتیں وہاں موجود ہوں گی ہمارا ہی خلوص وہاں موجود ہوگا کسی نہ کسی پیکر میں ہم بھی وہاں موجود ہوں گے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے غزوۃ الہند فرمایا۔ غزوۃ تو وہ ہے جس میں حضور ﷺ بنفس نفیس شریک ہوتے ہیں۔

لاہور ایک صحافی نے یہ سوال کیا کہ حضور ﷺ نے اسے غزوہ کیوں کہا ہمارے ایک بہت بڑے محقق اور عالم موجود تھے انہوں نے جواب دیا جی کہ اُس وقت جنگ کو غزوہ کہتے تھے تو رواداری میں حضور ﷺ نے غزوہ کہہ دیا میں نے کہا جی آپ مولانا زیادتی کر رہے ہیں **وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی** ۔ آپ ﷺ کی زبان حق ترجمان رواداری میں کچھ نہیں کہتی اگر یہ بات مان لی جائے تو سارا دین مشکوک ہو جائے گا کہ کونسی بات آپ ﷺ نے سنجیدہ پن سے کہی اور کونسا ارشاد رواداری میں کہہ دیا پھر تو دین کی کوئی سند ہی نہ رہی دین کی سند ہی یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ جو فرماتے ہیں وہ اللہ کے حکم اور اُس کے اذن سے اور وحی سے فرماتے ہیں آپ یہ چھوڑ دیں پھر رواداری کیسی جب عہد نبوی ﷺ میں بھی جن جہادوں میں حضور ﷺ تشریف نہیں لے گئے انہیں سریہ کہا گیا غزوہ تو نہیں کہا گیا۔

اسے غزوہ اس لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی فضیلت ارشاد فرمائی کہ آخری زمانے میں وہ لوگ ہوں گے جو غزوۃ الہند میں شریک ہوں گے اور وہ بلاحساب جنت میں داخل ہونے والوں میں ہوں گے۔

من الاولین وقلیل ٌ من الاخرین.

قرآن میں آتا ہے کہ جنت میں پہلوں پہلوں میں سے تو فوجوں کی فوجیں جائیں گی اعلیٰ جنتوں میں اور پچھلوں میں سے قلیل ٌ من الاخرین. تھوڑے تھوڑے لوگ ہوں گے اُن تھوڑوں میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ جو غزوۃ الہند میں شریک ہوں گے یہ سارے ہی بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ اور جب اس کی اتنی برکت ارشاد فرمائی تو اپنی ذاتِ والا صفات ﷺ کو اُس میں شمار فرما کر اُسے غزوہ قرار دیا کہ جتنے سچے قلب وہاں شامل ہوں گے جتنی منور روحیں وہاں شامل ہوں گی اُن میں انوارات و برکات تو محمد رسول اللہ ﷺ کے ہی ہوں گے وہ مظہر جمال تو محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی ہوں گی اور آپ ﷺ کی توجہ عالی اس میں اس قدر شامل ہوگی کہ گویا بنفس نفیس شریک ہیں۔ اس لئے اُسے غزوہ قرار دیا۔

تو میرے بھائی معرکہ حق و باطل جب بپا ہوتا ہے تو اُسی میں ایرے غیرے کو کوئی نہیں پوچھتا اُس میں خلوص جانچا جائے گا کردار جانچا جائے گا وہ طلب اور تڑپ جانچی جائے گی تو بجائے وقت ضائع کرنے کے اپنے کردار کو اپنی گفتار کو اپنی سوچوں کو اُسکے مطابق ڈھالو۔ اور ایسے تیار ہو گویا صبح شروع ہو جائے تو ہم تیار بیٹھے ہیں صبح اُس میں شامل ہو جائیں پھر اگر موت بھی آ جائے تو موت آپ کا کچھ نہیں بگاڑے گی آپ کو اللہ اُسی نفری میں شامل کر لے گا ایک کتاب ہے التعرف فی مقامات اہل تصوف'' اُس میں اُس نے اولیاء اللہ کے عجیب وغریب واقعات جمع کر دیئے ہیں ''التعرف فی مقامات اہل تصوف''۔

جو کام بھی اطاعتِ الٰھی کے مطابق کیا جائے وھی نماز ھے وھی صلوۃ ھے وھی عبادت ھے وھی رکوع و سجود ھے

ایک عجیب واقعہ لکھتا ہے کہ ایک شخص کفن چور تھا تو کفن چوروں کی عادت یہ ہوتی تھی کہ وہ جنازے کی پہلی صف میں یا میت کے قریب ترین کھڑا ہونا چاہتے تھے کہ دیکھیں کفن اس قابل ہے بھی کہ قبر کھودی جائے یا ویسے ہی محنت کرنا پڑے گی۔ تو ایک خاتون کا وصال ہوا تو اُسنے رات قبر میں سوراخ کر کے جب اندر سر ڈالا کفن کھینچنے کے لئے تو اللہ نے اُس پر برزخ منکشف کر دیا اور اُس نے دیکھا آگے تو ایک بہت بڑا باغ ہے اور پیچھے بہت بڑا محل ہے اور اُس باغ کے درمیان ایک بارہ دری سی بنی ہوئی ہے اور اُس میں ایک خاتون بیٹھی تلاوت کر رہی ہے تو وہ بھی کفن چور تھا ڈرنے والا تو تھا نہیں پکے دل کے لوگ ہوتے ہیں۔

اُس خاتون نے اُس کی طرف دیکھا تو اُس نے پہچان لیا کہ یہ وہی خاتون ہے، جس کا جنازہ تھا تو وہ اُسے فرمانے لگی عجیب بات ہے اللہ نے تو تجھے بخش دیا اور اپنے بندوں میں شامل کر لیا اور تو ابھی تک کفن چراتا پھرتا ہے۔ تو کہنے لگا بی بی اللہ نے مجھے کیسے بخش دیا اور آپ کو کیسے پتہ ہے؟ انہوں نے فرمایا میں جب اللہ کے حضور مجھے پیش کیا گیا حساب کتاب کے لئے تو میرے رب نے مجھ پر بڑی رحمت فرمائی اور مجھے فرمایا نہ صرف تجھے بخش دیا بلکہ جتنے لوگ تیرے جنازے میں شامل ہوئے تھے، میں نے اُن کو بھی بخش دیا۔ تو تم بخشے جانے والوں میں ہو تو اُس نے کہا بی بی جو جنازے کے لئے آئے تھے وہ تو بخشے گئے ہوں گے میں تو آیا ہی اسی نیت سے تھا کہ دیکھوں کفن کیسا ہے اُس نے فرمایا اللہ نے یہ شرط نہیں لگائی تھی کہ کون کس نیت سے آیا تو اُسے بخشا اُس نے تو مجھے سادہ سی بات فرمائی کہ جو تیرے جنازے میں شامل تھے سب کو بخش دیا تو اُن میں شامل تو تھا اور اس پر برزخ کا مشاہدہ تو ختم ہو گیا اور وہ قبر سے نکلا اور وہ لمحہ اُس کی تبدیلی کا ایسا بنا کہ اُس کے بعد وہ پائے کا ولی اللہ بنا۔

اُس کا کرم جو ہے اُس کو ہم سمجھ نہیں سکتے ہماری عقل محدود ہے اور اُس کی صفات لامحدود ہیں تو جو آج بھی خلوص نیت سے یہ ارادہ کر لے کہ کل ہو یا میری زندگی میں ہو یا جب بھی ہو

میں اُس میں شامل ہوں' اللہ اُسکو اُس کی سعادت سے محروم نہیں کرے گا۔ تو چھوٹی چھوٹی معمولی لغزشوں چھوٹے چھوٹے گناہوں سے اپنی یہ سعادت ضائع نہ کرو اپنے کردار اپنے اعمال کی نگہبانی کرو اللہ کی یاد میں وقت لگایا کرو قرآن حکیم کو تھوڑا پڑھو لیکن روز پڑھو قرآن سے الگ ہونا مسلمان کے لئے کوئی اچھی بات نہیں۔ کہ برسوں گزر جائیں اور ہم نے قرآن حکیم کی تلاوت نہ کی ہو یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ چند آیتیں پڑھ لو لیکن کم از کم اپنا دن قرآن سے شروع کرو اپنا دن قرآن پر ختم کرو، عشا کے بعد چند آیتیں تلاوت کرو ایک رکوع تلاوت کر کے پارہ تلاوت کر کے جو نصیب ہو لیکن تلاوت کر کے سو جاؤ اور رات شروع ہو تو قرآن سے دن شروع ہو تو قرآن سے اللہ توفیق دے دے کہ ساری زندگی قران کے سانچے میں ڈھل جائے درود شریف کو وردِ زبان رکھا کرو اس کی ثانی کوئی دوسری بات ایسی نہیں ہے جو بندے کے منہ سے نکلے۔ اللہ کی عظمت کا بیان بھی اس میں ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات والاصفات کی بات بھی اس میں ہے اور یہ ایسی دعا ہے جو مقبول ہے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے جب خیال آجائے زبان کو درود شریف سے تر رکھا کرو اُس سے اچھی باتیں نکلیں گی۔ دل میں محبت الٰہی اور عشق پیامبر ﷺ کو جگہ دو کہ وہ اچھا سوچے' اپنے کردار کی نگہبانی کرو اور مجاہد بن کر جیو شہید بن کر دنیا سے جاؤ۔ اب کون حضرت خالد بن ولیدؓ کو شہید نہیں کہے گا کہ انہوں نے ایک سو اٹھائیس جنگوں میں حصہ لیا اور بدن کا کوئی چپہ تلوار کے گھاؤ سے خالی نہیں تھا۔ موت تو اُن کی بستر پر ہوئی لیکن شاید ایک ایک زخم کے بدلے اللہ انہیں کیا کیا انعام دے گا۔ کوئی شہادت میدان میں ہی کھیت رہنے کا نام نہیں ہے شہادت دل سے فدا ہونے کا نام ہے پھر اُسے جس رنگ میں بھی موت آتی ہے اُس کی شہادت منظور ہو جاتی ہے۔ جب اتنی بڑی نوید سامنے ہے اور اب تو میدان بھی سج رہا ہے اب تو کسی پل بھی ہو سکتا ہے اور اُس میں یہ صدی بھی گزر سکتی ہے یہ تو رب ہی جانے حتمی وقت تو لیکن آثار اب اُس کے شروع ہو گئے ہیں تو میرا مشورہ تو یہ ہے کہ ہر ساتھی غزوۃ الہند کا مجاہد بنے، اپنی اُس کے لئے تیاری رکھو، اگر موت آگئی تو الحمد للہ، لیکن ہمارا وہ جذبہ تو نہیں مرے گا، ہماری وہ نیت تو نہیں مر جائے گی، ہمارے ارادے تو نہیں مر جائیں گے، کوئی ہمارا بیٹا پورا کر دے گا، کوئی ہمارے بیٹے کا بیٹا پورا کر دے گا۔ کوئی ہمارا شاگرد پورا کر دے گا، کوئی ہمارا دوست ہمارا طالب کسی کو جس کو ہم نے تیار کیا ہوگا، اُس کے روپ میں ہماری بھی وہاں شمولیت ہو جائے گی اور اب تو کوئی بعید بھی نہیں شاید چند برسوں میں ہی سامنے آجائے۔ حالات تو اتنی تیزی سے بدل رہے ہیں پلٹ رہے ہیں۔

تو یاد رکھو! اب مسلمان کو غازی کی زندگی اور شہید کا دمِ رخصت چاہیے۔ ہلکا پھلکا رکھو خود کو زیادہ مت الجھاؤ تیار رہو کہ اگر کل ہی چلنا پڑے تو چل پڑیں۔ ملک میں ہر طرف بدامنی ہے لیکن آپ پر امن رہو اور لوگوں کو پر امن رہنے کی تاکید کرو دین کو اپنانے میں تو کوئی نہیں نا روکتا اگر حکومت اسلام نافذ نہیں کرتی، اسلام کے نفاذ کو بھی ہم نے ایک معمہ بنا دیا ہے اسلام کوئی الگ سے لوہے کا جنگلا نہیں ہے کہ لگا دیا جائے گا، یہی نصاب زندگی جو چل رہا ہے اس میں دیانت وامانت آجائے اور جہاں جہاں سے شریعت کے احکام کے خلاف ہے اُسے تھوڑا سا کاٹ کوٹ کر سیدھا کر دو تو اسلام ہو جائے گا سارا۔ ناانصافی نہ ہو، غریب پروری ہو، بچوں کی تعلیم صحیح ہو انہیں دینی تعلیم اور دنیاوی تعلیم سے آراستہ کیا جائے، فیصلے حق وانصاف کے مطابق ہو سفارش اور رشوت کے مطابق نہ ہو لوگوں کی جان مال آبرو کا تحفظ ہو تو اور اسلامی نظام کیا ہے؟ اللہ کریم حاضر وغائب تمام احباب کے گناہ معاف فرمائے سب کو یہ درد اور یہ جذبہ عطا کرے اور یار ایک ایک پل مجاہد کی زندگی جیو اسی کے جینے میں بڑا مزہ ہے۔

یہ کسی کے خلاف نہیں یہ حق کی حمایت اور باطل کے خلاف ہے کسی فرد کسی ذات کسی سیاست دان کسی عالم کسی حکمران کے خلاف نہیں یہ تو حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت ہے اور وہ تو ایمان ہے ہمارا وہ تو مومن کا فریضہ ہے میں تو دعا کیا کرتا ہوں آپ بھی دعا کیا کریں کہ اللہ ہمیں اُس میں شمولیت نصیب فرمائے اور صرف دعا نہیں عملاً تیاری بھی رکھیں۔ اور کتنی بڑی بات ہے کہ اللہ ہمیں یہ سعادت نصیب فرمائے۔ یہ

ذکر کی برکات امانت ہیں اللہ کی' اللہ کے حبیب ﷺ کی مشائخ عظام کی ہم جیسے نالائقوں کو بطور امانت عطا کی گئی ہیں اور اس کا حق ادا ہوتا ہے کہ ہم خود بھی اس کا حق ادا کریں اور دوسرے مسلمانوں تک یہ نعمت پہنچائیں۔ زندہ قلوب والے لوگوں کو یہ سعادت نصیب ہوگی، مردہ دلوں کو خاک کوئی میدان میں لائے گا مردہ دل تو ویسے مردہ ہوتے ہیں مردوں سے کون جہاد کرائے گا ہاں وہ قادر ہے کہ کتنے دلوں کو حیات عطا کر دے کتنے لوگوں یہ نعمت عطا کر دے۔ تو اپنے آپ کو اس میدان میں اور اُن لوگوں میں شامل کرو پھر آپ کو سنبھلنا آسان ہو جائے گا۔ چیزوں کو اُس نظر سے دیکھو کہ فیصلہ کرنا، یہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ الجھنا اور برادری کے جھگڑوں میں وقت ضائع کرنا یہ گلی ادھر سے نہیں ادھر سے جائے یہ سڑک وہاں سے نہیں یہاں سے یہ سارا وقت کا ضیاع ہے۔ تیاری رکھو جب حق و باطل کا ٹکراؤ آئے گا تو حق فاتح ہوگا ہر چیز سیدھی ہو جائے گی گلیاں پھر بن جائیں گی اور سڑکیں پھر درست ہو جائیں گی ہر ایک شے سیدھی سمت چلنا شروع کر دے گی۔ اللہ کریم ہمیں اُن لوگوں میں شمار فرمائے ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے ہمارے سینوں کو روشن رکھے اپنی یاد سے اپنی محبت سے اپنے حبیب ﷺ کی محبت سے اور وہ درد دے اور وہ شعور دے کہ ہم اپنے آپ کو اُن مجاہدین میں شامل سمجھیں۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب

رزق کریم

"رزق کریم سے مراد یہ نہیں ہے کہ کسی کا بنک بھرا ہوا ہو' کسی کے گھر میں بوریاں بھری ہوئی ہوں' اس کے گھر میں منوں چینی پڑی ہو اور وہ کھا نہ سکتا ہو۔ اس کے پاس کروڑوں روپے پڑے ہوں اور اسے کھانا نصیب نہ ہو۔ اسے پہننا نصیب نہ ہو۔ رزق کریم سے وہ دانہ گندم مراد ہے جس سے کھانے والے کا پیٹ تو نہ بھرے لیکن اس کے چہرے پر ندامت کا اثر پیدا نہ ہو۔ جسے بیشک ایک وقت کا فاقہ رہ جائے لیکن اسے شرمندگی اور ذلت نہ ہو۔ جس کے کھا لینے کے پیچھے کسی کا خوف سوار نہ ہو۔ جس کے افشاء کے ڈر سے شرمندگی آنے کا اندیشہ نہ ہو۔ رزق کریم سے وہ رزق مراد ہے جو نصیب ہو تو دل کو سکون ہو قلب پریشان نہ ہو"۔

ماخوذ از کنز الطالبین

تعاون

U.K گارمنٹس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

برائے رابطہ:- پُل کوریاں سمندری روڈ
فیصل آباد فون نمبر۔ 665971

گارمنٹس اور بہترین ہوزری مصنوعات یورپ اور امریکہ کو ایکسپورٹ کی جاتی ہیں

درود شریف کا مفہوم

یہ نام نامی محمد رسول اللہ ﷺ اسم محمد ﷺ میں یہ برکت ہے کہ کوئی خطا کار مسلمان بھی اگر زبانی درود شریف کو اپنا وظیفہ بنا لے اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے درود بھیجتا رہے تو نام نامی کی برکت سے اُس کے کردار کی اصلاح ہونا شروع ہو جاتی ہے اور کردار کی اصلاح ایمان کو مضبوط کرتی ہے

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 7-5-04

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیزٌ علیه ماعنتّم حریصٌ علیکم بالمومنین رئوفٌ رحیمٌ o

اللہ رب العزت نے حضور اکرم ﷺ کی بعثت مبارک کی نوید اپنے بندوں کو سنائی اور فرمایا۔ تم میں سے تم میں ایک ایسا رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوا ہے جو تمہارے ہر دکھ کو محسوس فرماتا ہے۔ عزیزٌ علیہ ماعنتّم۔ ٹھوکر تمہیں لگتی ہے اور دکھ وہ محسوس فرماتا ہے۔ اور یہ ارشاد باری عالم انسانیت کے لئے ہے نوع انسانی کو نسل انسانی کو یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ اس عالم آب وگل میں جہاں کوئی شخص دوسرے کا ہمدرد نہیں ملتا اس عالم آب وگل میں رشتے، دوستیاں، محبتیں سب انسانی اغراض کی محتاج ہیں۔ جہاں جہاں کسی کو کوئی غرض ہوتی ہے جہاں جس کو کوئی امید کسی منافع کی ہوتی ہے جہاں کسی کو کچھ ملنے کی توقع ہوتی ہے وہاں رشتہ بھی برقرار رہتا ہے اُس سے محبت بھی کی جاتی ہے دوستی بھی بن جاتی ہے تعلق بھی قائم رہتا ہے لیکن اگر وہی بندہ اُسکے حالات بدل جائیں اور لوگ سمجھیں کہ اس سے اب ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا تو دوستی کُجا محبت کیسی! لوگ رشتے بھی بھول جاتے ہیں۔ یعنی جہاں ایسا ہے کہ غرض کے رشتے ہیں سارے۔ تو اللہ کریم جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ ایک بندہ میں نے ایسا مبعوث فرمایا ہے ﷺ۔ جو نوع انسانی کے ہر دکھ کو محسوس فرماتا ہے۔ اُس کی خاطر رنجیدہ ہو جاتا ہے اُسے اُس دکھ سے بچانا چاہتا ہے اُس کے لئے دست بدعا ہوتا ہے۔ حریصٌ علیکم۔ میرا یہ رسول ﷺ دو عالم سے بے نیاز ہے اور صرف اور صرف میری ذات میں میرے وصال میں فنا ہے اسے دنیا یا مافیہا سے کوئی غرض نہیں ہے تم سے یا تمہاری ذات سے بھی اُسے کچھ لینا نہیں ہے تم امیر ہو تو اُسے تمہاری دولت کی حرص نہیں ہے تم طاقت ور ہو تو اُسے تمہاری طاقت نہیں چاہیے کوئی بھی کمال تم میں ہے وہ تمہارے کمال کا محتاج نہیں ہے ضرورت مند نہیں ہے اس کے باوجود ایک ہستی ایسی ہے جو تم سے محبت کرتی ہے اور تمہارے دکھ کو اپنا سمجھتی ہے اور تمہیں اُس دکھ سے بچانا چاہتی ہے اور اُس کے لئے اپنی ساری توانائیاں صرف فرما رہی ہے اور تمہارے بارے میں جو دو عالم سے بے نیاز ہے وہ تمہارے بارے میں تو لالچ کی، حرص کی حد تک چلا گیا ہے۔ تمہارے لئے تمہیں بچانے کے لئے تمہیں دنیا وآخرت کی تمام مصیبتوں سے بچانے کے لئے تمہاری خاطر۔ حریصٌ علیکم۔ تمہاری خاطر لالچ کی حد تک چلا جاتا ہے کہ تم بچ جاؤ۔ اور پھر جب کوئی اُس پہ ایمان لے آتا ہے جب کوئی اُس کی وساطت سے اللہ کریم کو مان لیتا ہے مومنین کی صف میں داخل ہو جاتا ہے تو بالمومنین رئوفٌ رحیمٌ o مومنین سے تو وہ درگزر کرنے والا بھی ہے اور اُن کے لئے سراپا رحمت بھی ہے۔ یہ تو وہ اوصاف حمیدہ ہیں جو اللہ رب العزت نے آقائے نامدار ﷺ کے فرمائے۔ اب دوستی یکطرفہ کام نہیں ہے کہ ایک شخص محبت کرے اور دوسرا جواب نفرت میں دے ایک شخص بھلا چاہے اور دوسرا انکار کرتا رہے تو عجیب بات یہ ہوگی کہ عرصہ محشر میں یہ جواب دینا محال ہو جائے گا کہ جب ایک ہستی تم سے محبت کرتی تھی تمہیں رحمت الٰہی کی طرف دعوت دیتی تھی تو تم نے اپنی حیثیت کو نہیں دیکھا اپنے آپ کا اندازہ نہیں کیا اور اُس عظیم ہستی کی محبت کا انکار کر دیا اور اُسے قبول نہ کیا۔ باقی گناہوں کی بات تو جانے دیجیے۔ دعوت

محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار کرنا بجائے خود ایک اتنا بڑا جرم ہے کہ نسل انسانی کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے لیکن جو لوگ قبول کرتے ہیں اُن کے لئے بھی ایک عجیب عالم ہے کہ ہم زبان سے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے مانا۔ سمعنا و اطعنا۔ مانا جی قبول کرلیا۔ اطاعت کریں گے ہم اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتے۔ ہمارا آقائے نامدار ﷺ کو اللہ کا رسول اللہ ﷺ سمجھتے ہیں لیکن کیا زبانی کہہ دینے سے ماننے کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

ایک آدمی ہمیں کہتا ہے کہ آپ جی آدھا گھنٹہ پانی نہیں پئیں گے ایک ڈاکٹر ہدایت کر دیتا ہے کہ اب جی جو میں نے انجکشن لگایا ہے یا ٹیکہ دیا ہے یا گولی دی ہے اِس کے بعد آپ کو آدھا گھنٹہ پانی نہیں پینا۔ آپ بالکل نہیں پئیں گے۔ لیکن پھر اُس لمحے اُس کے سامنے ہم غٹا غٹ پانی پینا شروع کردیتے ہیں تو کیا اسے مانا کہیں گے۔ جب ہم کلمہ طیبہ ادا کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں عظمت باری کا اور اقرار کرتے ہیں رسالت مآب ﷺ کی رسالت کا تو پھر جب عمل کی باری آتی ہے ہم عمل اُس کے خلاف کرتے ہیں۔ عبادات ہی کو لے لیجئے ہم میں سے کتنے ہیں جو عبادات کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہمارا اتنا کمزور رشتہ ہے عبادت سے کہ ذرہ سی طبیعت خراب ہو جائے ایک آجکل نئی بیماری ہے کہ موڈ آف ہو جائے کچھ بھی نہ ہو نہ بخار ہو نہ تاپ ہو نہ سردرد ہو جی موڈ صحیح نہیں ہے۔ میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آئی کہ یہ موڈ کیا ہوتا ہے؟ اور یہ کب صحیح ہوتا ہے کب خراب ہوتا ہے؟ تو بس جی موڈ ٹھیک نہیں ہے میں تو نماز بھی نہیں پڑھ سکا کمال ہے! یعنی اگر ذرہ سا بھی کوئی موڈ ٹھیک نہیں ہے کھانا کھالیا موڈ ٹھیک نہیں ہے دفتر ہو آئے ہیں آپ نے سارے ضروری کام کر لئے ہیں۔

حکیم خدا بخش مرحوم ہمارے بڑے پرانے ساتھی تھے اور بڑے مزے کے آدمی تھے اللہ پاک اُن کے درجات بلند فرمائے تو وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص باہر کھیتوں میں پیشاب پاخانے کے لئے جاتا ہے اُس کے پاس کیا عذر ہے کہ وہ مسجد میں نماز کے لئے نہیں جا سکتا۔ ضروریات کے لئے باہر نکلتا ہے چل پھر سکتا ہے تو مسجد میں کیوں نہیں جاتا۔ وہ بڑے باقاعدگی سے مسجد جاتے تھے اور ضعیف ہو گئے بینائی کمزور ہو گئی تو لالٹین ہاتھ میں مسجد جا رہے ہیں۔ میں نے ایک دن پوچھ لیا کہ حاجی صاحب اس لالٹین سے آپ کو راستہ نظر آتا ہے آپ کی نظر تو کمزور ہے تو وہ کہنے لگے کوئی نہیں نظر آتا پس اندازہ ہے مجھے ساری عمر چلتے چلتے گلی کا اندازہ ہو گیا ہے تو نظر اتنی کمزور ہے کہ دن کو تو کچھ سجھائی دیتا ہے رات کو تو اندھیرے میں تو پتہ نہیں چلتا تو میں نے کہا کہ پھر اس کا فائدہ' او بھائی دوسروں کو تو پتہ چلے گا کہ کوئی بندہ جا رہا ہے کوئی ٹکر نہ دے مارے۔ یعنی اس عالم میں بھی وہ یہ عذر نہیں کرتے تھے کہ نماز گھر پہ ادا کرلوں۔ کہتے تھے جب میں چل پھر سکتا ہوں اپنی ضروریات کے لئے باہر جا سکتا ہوں تو مسجد کیوں نہیں جا سکتا، یہ ایک رشتہ ہو جاتا ہے، ایمان کیا ہے؟ ایک تعلق ہے ایک رشتہ ہے جو اطاعت پہ مجبور کر دیتا ہے' ایمان ہی محبت ہے' ایمان ہی عشق ہے' ایمان کے علاوہ عشق و محبت کا وجود نہیں ہے۔ محبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تھی جن کے بارے قرآن حکیم فرماتا ہے کہ منتظر رہتے ہیں کہ دیکھیں اب نیا حکم کیا آتا ہے اور ہم اُس کی دل وجان سے تعمیل کریں صحابہ کی کیفیت جب قرآن مجید بیان فرماتا ہے تو فرماتا ہے اُن کا عالم یہ تھا کہ جو احکام آچکے اُن سے تھک نہیں گئے تھے بلکہ وحی کے انتظار میں رُخ انورؐ کو دیکھا کرتے تھے کہ دیکھیں حضور اکرم ﷺ پر اب کیا وحی آتی ہے اور اُس میں ہمارے لئے کیا نیا حکم ہے تاکہ ہم دل وجان سے اُس کی تعمیل کریں۔ اور عبادت فرد کا ذاتی معاملہ ہے اپنی ذات کے لئے کرتا ہے اپنے سینے کی صفائی کے لئے کرتا ہے اپنی خطاؤں کی معافی کے لئے کرتا ہے اپنا تعلق رب العٰلمین سے استوار کرنے کے لئے کرتا ہے اور عملی زندگی میں اُس کا واسطہ خلق خدا کے ساتھ ہے اللہ کی مخلوق کے ساتھ ہے اور بے شمار لوگوں کے حقوق و فرائض کے ساتھ ہے۔ اب جس بندے کا رشتہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے اتنا کمزور ہے کہ وہ اپنی ذات کے لئے اطاعت نہیں کر پاتا اُس سے کیسے امید رکھی جائے کہ جب خلق خدا کی باری آتی ہے تو وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اللہ کریم نے حکم دیا۔ اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں محمد رسول اللہ ﷺ پر اپنے نبی ﷺ پر۔

اِن اللّٰہ وملٰئکتہٗ یصلونَ علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلمُوا تسلیماًo اب یہ ایسا حکم ہے کہ اس میں انقطاع نہیں ہے۔ یہ نہیں کہا کہ صبح دس بار درود پڑھو۔ رات کو چھ بار درود پڑھو عصر کے وقت پڑھو مغرب

کے وقت نہیں۔ درود پڑھتے ہی رہو اور اس طرح پڑھو کہ اُس کے درود بھیجنے کا حق ادا ہو جائے۔ بچپن سے ہم سنتے آئے ہیں درود، درود، درود، آج تک کسی نے یہ بتایا نہیں کہ یہ درود ہوتا کیا ہے اس کا مفہوم کیا ہے درود کسے کہتے ہیں یہ درہ یدرُ سے مشتق ہے اور اسکا معنٰی ہے ایک ایسا عمل جو کبھی رُکنے والا نہ ہو۔ درود کا معنٰی ہے ایسا کام جس میں کبھی انقطاع نہ آئے جو مسلسل چلتا رہے تو بھئی اگر ایک بندہ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے درود ہی پڑھتا رہے تو باقی کام وہ کیسے کرے گا جبکہ اللہ کا حکم ہے قرآن فرما رہا ہے کہ درود میں انقطاع نہیں آنا چاہیے تو یاد رکھیں درود کے تین حصے ہیں درود کے تین شعبے ہیں تین حصے ہیں پہلا حصہ یہ درود ہے کہ آپ صدق دل سے عظمت نبوت ﷺ کا اقرار کریں اور پھر اس اقرار میں کبھی کمی نہ آئے یہ بھی درود ہے کہ کسی نے عظمت نبوی ﷺ کو، آقائے نامدار ﷺ کی رسالت کو، ختم نبوت کو، قبول کیا اور پھر اُسے زندگی بھر نبھاتا رہا اُس میں اضافہ ہوتا رہا اُس ماننے میں کمی نہ آئی یہ درود کی ایک قسم ہے جو کبھی ختم نہیں ہوئی۔ دوسری اور ضروری قسم درود کی یہ ہے کہ جب ہم عملی زندگی میں جاتے ہیں بات کرتے ہیں کسی سے تو اخلاق کی حدود کو مدنظر کیوں رکھتے ہیں آقا نامدار ﷺ کی سنت ہے خرید و فروخت کرتے ہیں، دوستی دشمنی کرتے ہیں، لڑتے جھگڑتے ہیں، نکاح شادی بیاہ کرتے ہیں، بچے ہوتے ہیں، پڑھاتے ہیں اُن کو تجارت کرتے ہیں۔ زندگی کے جس شعبے میں جو کام بھی ہم کرتے ہیں کام کرتے وقت دل میں آقا نامدار ﷺ کی عظمت موجود ہو اُن کے حکم کے مطابق کیا جائے تو یہ سارا کام درود ہے۔ اطاعت ہو گی اطاعت پر نزول رحمت ہو گا اور نزول رحمت میں سب سے بڑا اُس کا حصہ ہو گا، رحمۃ للعلمین ﷺ کا، جس نے وہ کام کرنا سکھایا۔ گویا روئے زمین پر جہاں جہاں آپ ﷺ کی سنت سنویہ کی بجا آوری ہوتی ہے اُس پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو جتنی رحمت اُس شخص پر نازل ہوتی ہے اُس سے کئی گنا زیادہ اُس ہستی پہ نازل ہوتی ہے جس نے اُس بندے کو یہ کرنا سکھایا۔ تو درود میں تسلسل آ گیا

> باقی گناہوں کی بات تو جانے دیجیے۔ دعوت محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار کرنا بجائے خود ایک اتنا بڑا جرم ہے کہ نسل انسانی کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے

کہ اگر دن بھر کے سارے کام شریعت کے مطابق کرتا رہا تو گویا وہ ساتھ ساتھ وہی کام اُس کا درود بن گیا وہ درود بھی بھیج رہا ہے اُس کی طرف سے نزول رحمت اُس کے نام سے بھی ہو رہا ہے کہ اُس بندے نے عبادت کے وقت میں عبادت کی کام کے وقت میں کام کیا عبادت بھی سنت کے مطابق کی کام بھی سنت کے مطابق کیا تو یہ دوسرا حصہ ہے ۔ درود کا اور تیسرا اور آخری درود ہے کہ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما۔ اللّٰھم صلی علی سیدنا مولانا محمدٍ وعلیٰ اٰلہٖ سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصلی علیہ. یہ جا کر تیسرے درجے میں آتا ہے۔ اب اگر کوئی پہلا بھی چھوڑ دے دوسرا بھی چھوڑ دے تو نرا اس تیسرے سے کیا ہو گا۔ آپ پہلی منزل گرا دیں اوپر بچے گا کیا۔ اگر عقیدے اور تعلق میں فرق آیا اگر عقیدے اور نظریے میں فرق آیا تو کچھ بھی نہیں بچا۔ لیکن اگر پہلی منزل تو محفوظ رہی دوسری منزل میں ہم نے رخنے ڈال دیے کہیں دیوار توڑ دی کہیں کھڑکی توڑ دی کہیں دروازہ توڑ دیا تو گرتے گرتے وہ بھی کمزور ہونا شروع ہو جائے گی اور بالآخر تیسری کو بھی لے گرے گی۔

لیکن ایک عجیب بات ہے کہ نام نامی آقائے نامدار ﷺ میں عجیب برکات ہیں بڑی عجیب برکات ہیں انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہیں اگر کوئی شخص تیسرا درجہ ہی اختیار کر لے اور کثرت سے درود پڑھتا رہے تو نیچے کی دو منزلوں کی مرمت ہونا شروع ہو جاتی ہے دنیا میں ایسا نہیں ہوتا کہ آپ اوپر کی تیسری منزل پہ سفیدی کر رہے ہیں رنگ لگا رہے ہیں سیمنٹ لگا رہے ہیں اور دو کی پرواہ نہیں کر رہے تو اُن دو کو مرمت نصیب نہیں ہو گی بلکہ جب وہ گریں گی تو تیسری کو بھی لے ڈوبیں گی یہ نام نامی محمد رسول اللہ ﷺ اسم محمد ﷺ میں یہ برکت ہے کہ کوئی خطا کار مسلمان بھی اگر زبانی درود شریف کو اپنا وظیفہ بنا لے اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے درود بھیجتا رہے تو نام نامی کی برکت سے اُس کے کردار کی اصلاح ہونا شروع ہو جاتی ہے اور کردار کی اصلاح ایمان کو مضبوط کرتی ہے گویا مرمت ایک منزل تیسری کی کر رہا ہے اور ساری ڈھلتی جا رہی ہیں حسن و جمال میں اور ساری دوسری

دومنازل بھی خوبصورت اور مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ آپ ﷺ کو سوچنا عبادت نام نامی لینا عبادت' آپ ﷺ کا اتباع عبادت، آپ ﷺ کی غلامی عبادت، نیکی کا تصور کیا ہے' حضور ﷺ کی غلامی اور گناہ کسے کہتے ہیں آپ ﷺ کی نافرمانی۔ زندگی کا کوئی شعبہ کوئی حصہ اور بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جس نے اللہ کی زمین پر سانس لیا اس سورج کی دھوپ استعمال کی ان فضاؤں ان ہواؤں میں جیا اور محمد رسول اللہ ﷺ سے آشنا نہ ہو سکا اور آپ ﷺ پر ایمان نہ لا سکا اس سے بڑا بدبخت دنیا میں کوئی نہیں اور پھر جسے ایمان نصیب ہوا اللہ اُس پر رحم کرے کہ وہ حق محبت ادا کر سکے۔ اُس بارگاہ میں ضروری نہیں کہ آپ کروڑوں روپے دے کر شفقت خریدیں یہ ضروری نہیں کہ آپ سر کٹا کر ہی شفقت خریدیں ایک قلبی کیفیت ہے ایک دلی تعلق ہے جو مضبوط ہو جائے تو دنیوی مصیبتیں تو کیا موت تک کو شکست دے دیتا ہے اور وہ بندہ ابدالاباد زندہ رہتا ہے اُسے موت نہیں آتی مر کے بھی زندہ رہتا ہے جسے سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ

نام فقیر تنہا دا باہو قبر جہاندی جیوے ہو

اس عالم آب و گل میں موجود تو زندہ رہتا ہے زندگی تو وہ ہے کہ وجود قبر میں دفن ہو جائے تو قبر کو بھی زندگی عطا کر دے قبر بھی زندہ ہو جائے۔ اور یہ زندگی کہاں سے آتی ہے جس طرح کائنات سورج سے روشنی مستعار لیتی ہے ایک کائنات نہیں سارے جہان زندگی محمد رسول اللہ ﷺ سے مستعار لیتے ہیں۔ اللہ کا وہ محبوب ﷺ جس پہ اللہ درود بھیجتا ہے اللہ کے فرشتے بھیجتے ہیں اور اللہ دعوت عام دے رہا ہے فرماتا ہے جنہیں ایمان نصیب ہوا ہے میرے اور میرے فرشتوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ تم بھی درود بھیجو۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ہم کیا ہماری مشت غبار کیا ہماری حیثیت کیا

لیکن وہ خالق لم یزل فرما رہا ہے میں درود بھیج رہا ہوں اپنے نبی ﷺ پر میرے فرشتے اور تم بھی ساتھ شامل ہو جاؤ اس سے بڑا مرتبہ زندگی میں کوئی

ایمان کیا ہے؟ ایک تعلق ہے ایک رشتہ ہے جو اطاعت پہ مجبور کر دیتا ہے' ایمان ہی محبت ہے' ایمان ہی عشق ہے

آدمی سوچ بھی سکتا ہے۔ آپ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ نے اُس میں التحیات میں درود شامل کر دیا آپ قرآن پڑھتے ہیں تو اُس میں درود کے احکام شامل فرما دیے قدم قدم پر ایک ایک عمل کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی یاد کو وابستہ کر دیا مومن کی ہر سانس کی آمد و شد کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی یادیں وابستہ ہیں یہ کام کرنا ہے کیسے کرنا ہے؟ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا، نہیں کرنا کیوں نہیں کرنا! حضور ﷺ نے منع کر دیا۔ یعنی ہر شب و روز کے تمام امور کے ساتھ اُس ایک ہستی کی یادیں وابستہ ہیں اور یہ کتنا بڑا مقام ہے کہ کہاں وہ بارگاہ جہاں فرشتے بھی مودب ہو کر حاضر ہوتے ہیں اور کہاں ہماری حیثیت ہم ہیں کیا۔ ہم تو وہ لوگ ہیں جنہیں کوئی جانتا بھی نہیں جنہیں کوئی پہچانتا بھی نہیں۔ ہم تو زندگی گھسیٹ گھسیٹ کر گزار رہے ہیں کبھی کھانا مل گیا کبھی ملا نہیں، چند دن صحت میں گزر گئے دس دن بیماری میں گزر گئے کبھی کسی نے بلا لیا خوش ہو گئے کبھی لوگوں نے نظر انداز کر دیا۔ ہماری حیثیت کیا ہے، ہمارا بنتا کیا ہے ہم سے کسی کو ملتا کیا ہے حیثیت اُس چیز کی ہوتی ہے جو نفع بخش ہوتی ہے ہماری ذات سے کسی کو ملے گا کیا ہم تو خود محتاج ہیں۔ لیکن اگر وابستہ ہو جائیں اُس بارگاہ کے ساتھ اور غلامی کا حق ادا کر دیں تو ایک لمحہ آتا ہے کہ انسان فنا ہو جاتا ہے جسے صوفی فنافی الرسول ﷺ کہتے ہیں کہ بندے کا وجود باقی ہے چلتا پھرتا ہے لیکن اُس کے ارادے اُس کی منشا اُس کی حرکات و سکنات فنا ہو گئیں آقا نامدار ﷺ کی منشا عالی میں اور جب کسی کو فنافی الرسول ﷺ نصیب ہوتا ہے تو دوسروں کے لئے وہ بھی نفع بخش بن جاتا ہے جیسے آئینہ جب سورج کے سامنے آ جاتا ہے تو پھر آگے اُسی روشنی کو وہ تقسیم کرنے لگ جاتا ہے آئینے کی روشنی نہیں ہوتی ذاتی وصول وہ بھی سورج سے کرتا ہے لیکن اُسے جذب کرنے کی بجائے منعکس کر کے آگے بھیجتا ہے دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے وہ شخص نوع انسانی کے لئے مفید بن سکتا ہے جسے فنافی الرسول ﷺ نصیب ہو۔ فنافی الرسول ﷺ کا مراقبہ کرا دینا اُس سے بندہ فنافی الرسول ﷺ ہو نہیں جاتا۔ ایک مدد مل جاتی ہے ایک تعلق قائم ہو جاتا ہے بارگاہ نبوی ﷺ سے ایک رابطہ۔ اب اُس رابطے میں زندگی کو ڈھالنے کا مکلف خود ہے اگر اس

کے بعد بھی زندگی کو اُس ضابطے میں نہیں ڈھالے گا تو پھر اللہ اُسے معاف کر دے ورنہ دوگنا مجرم قرار پائے گا۔

اگلے دن کسی کی بات ہو رہی تھی مجھے نہیں معلوم یاد نہیں کسی بے وقوفی کی بات تو میں نے کہا بھائی سادہ آدمی ہے بے وقوف سہی نماز روزہ کرتا ہے اللہ اللہ کرتا ہے اور اگر اس میں عقل کی کمی ہے تو یہ تو اس کی خوش نصیبی ہے پکڑے تو ہم جائیں گے جو دانشور بنتے ہیں جب ہم پہ یہ سوال ہوگا کہ یہ تو سادہ تھا جانتا ہی نہیں تھا چلو اسے جانے دو تم جانتے تھے تم نے ایسا کیوں کیا پھر کیا ہوگا؟ یعنی مشکل تو اُس کے لئے بن جائے گی جو خود کو دانشور سمجھتا ہے۔ اس طرح اگر کسی کو استاد فنافی الرسول ﷺ کا مراقبہ کرا دیتا ہے تو وہ تو اور پھنس گیا اب اس کے بعد بھی اگر وہ اطاعت نبوی ﷺ نہیں کرتا تو اس بات کا جواب کیا دے گا۔ کہ تیرے پاس تو ایک وسیلہ ایک قوت ایک رشتہ ایک تعلق تھا کہ تو اُس رنگ میں خود کو رنگنے کی بھرپور کوشش کرتا کوئی اتباع کیلئے مجاہدہ کرتا محنت کرتا حلال کھاتا سچ بولتا اور اللہ کی زمین پر اللہ کی اطاعت کرتا۔ ہم لوگوں میں یہ رواج ہے کہ ہم اکثریت کو دیکھتے ہیں کہ سارے لوگ ایسا کر رہے ہیں میں نے بھی ایسا کیا یہ کوئی دلیل نہیں ہے اگر یہ دلیل ہوتی تو ایک وقت ایسا بھی تھا کہ ساری دنیا مخالفت کر رہی تھی اور اکیلے محمد رسول اللہ ﷺ اعلان نبوت کر کے کھڑے تھے۔ مکہ مکرمہ میں جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ ابوبکر صدیقؓ نے کلمہ پڑھا حضرت علیؓ نے کلمہ پڑھا کیا اُن لوگوں نے اس بات پہ کلمہ پڑھا کہ آپ ﷺ کو بہت لوگ مانتے تھے اور ہم بھی مانتے ہیں انہوں نے کہا ساری دنیا انکار کرے لیکن یہ بندہ اللہ کا سچا ہے ہم اقرار کرتے ہیں ہم مانتے ہیں۔ جب آپ ﷺ نے واقعہ معراج بیان فرمایا تو طوفان آ گیا مکے میں کہ تین مہینے کا راستہ تو بیت المقدس ہے آپ ﷺ آسمان کی بات کو چھوڑیں۔ ابوجہل یہ کہتا تھا لوگ بیت اللہ کے گرد اگرد صفا مروہ کی چٹانیں تھیں اور وہاں پہ محفلیں ہوا کرتی تھیں

عبادت فرد کا ذاتی معاملہ ہے اپنی ذات کے لئے کرتا ہے اپنے سینے کی صفائی کے لئے کرتا ہے اپنی خطاؤں کی معافی کے لئے کرتا ہے اپنا تعلق رب العٰلمین سے استوار کرنے کے لئے کرتا ہے

لوگ بیٹھتے تھے تو اُس نے سب سے کہا کہ دیکھو آسمان کی بات کو جانے دو یہ کہتے ہیں میں آسمانوں پر گیا اُس سے اوپر گیا واپس آ گیا اس کو چھوڑو ایک بات اللہ کا یہ بندہ جو کہتا ہے کہ میں رات بیت المقدس گیا میں نے وہاں نماز پڑھائی تمام انبیاء علیہم السلام نے میری اتباع میں نماز پڑھی ہم اچھا قیمتی تیز رفتار اونٹ بھگا بھگا کر ہمیں تین مہینے لگتے ہیں اُس پر یہ تو ایک رات میں جا کر واپس کیسے آ گیا۔ اب انہیں سوجھی کہ بات ابوبکرؓ سے کی جائے تو وہ دوڑے دوڑے پہنچے آپؓ کے گھر پہ۔ ابوبکرؓ تم تو ایمان لے آئے اور تم نے تمہارا تو پہلے بھی دوست تھا اور تم نے نبی بھی مان لیا اب بتاؤ یہ بات بھی مانتے ہو۔ انہوں نے ہنس کے فرمایا بے وقوفو! جو بات میں اس سے پہلے مان چکا ہوں یہ اس سے بڑی ہے کہ اللہ کی طرف سے مجھ پر وحی آتی ہے اس کے مقابلے میں اس بات کی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر انہوں نے ایسا فرمایا ہے جیسا تم کہہ رہے ہو تو وہ برحق ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ آپ ﷺ سے ابھی تک ابوبکر صدیقؓ نے نہیں سنا تھا مشرکین مکہ نے جا کر بتایا کہ دیکھو آج جسے تم نبی مانتے ہو یہ بات کر رہا ہے انہوں نے فرمایا اگر انہوں نے ایسا فرمایا ہے تو پھر یہ سچ ہے میں اس پہ ایمان لاتا ہوں۔ یہ ہوتا ہے فنافی الرسول ﷺ۔

تو اگر اللہ کسی کو اس دولت سے بھی مالا مال کر دے تو اُس کا حق بنتا ہے کہ اُس کا ایمان بھی درود بن جائے اُس کا کردار بھی درود بن جائے سوچیں اور افکار بھی درود بن جائیں اور زبان بھی درود شریف سے معطر رہے خالی میلاد منانا اور میلاد پہ پٹاخے چلانے سے بات نہیں بنے گی بلکہ میلاد کی بات تو سارے جہان کو کرنی چاہئے ساری انسانیت کو خوشیاں منانی چاہئیں کافروں کو بھی خوش ہونا چاہئے کہ اللہ نے ایک ایسی ہستی مبعوث کی جو ہمارا بھی بھلا چاہتی ہے۔ مومن کا رشتہ تو بعثت سے آ کر جڑتا ہے جسے ہم بھول ہی چکے ہیں تو بحیثیت رسول ﷺ آپ ﷺ کی آمد جو رحمتیں اور جو برکتیں لے کر آئی اُن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

کر دیا ہم سخن بندوں کو خدا سے تو نے
مشت غبار کو والہ العٰلمین سے بات کرنے کا سلیقہ سکھا دیا کہاں سے اٹھایا اور کہا پہنچا دیا ﷺ۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

یہ کیا ہو گیا...... ......!

اوریا مقبول جان

یہ تو وہ لوگ تھے جن کے مفادات تاج برطانیہ سے وابستہ تھے جن کے آباؤ اجداد نے سر، نائٹ اور لارڈ کے خطابات سے اپنی زندگیوں کو آراستہ کیا۔ انگلستان میں بڑی بڑی جاگیروں' جائیدادوں اور محلات کے مالک اور دریائے ٹیمز کے کنارے بگ بین کے سائے میں واقع پارلیمنٹ کی عمارت کے ہاؤس آف لارڈز میں بیٹھنے والے۔ برطانیہ کے چرچ سے وابستہ اور دنیا بھر کی مشنریوں کے سرپرست۔ لیکن ان کی اولادوں کو یہ کیا ہو گیا!

اس خاتون کا پردادا ہربرٹ ایسکوتھ 1908ء سے 1916ء تک اس زمانے کے برطانیہ کا وزیر اعظم رہا ہے جب اس سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ جنگ عظیم اول میں برطانوی قوم کو فتح کی منزل کی طرف لے جانے والا مسلمانوں کی عظیم سلطنت عثمانیہ کو پارہ پارہ کرنے کے لئے لارنس آف عربیہ سے سازشوں کا جال پھیلانے والا اور برطانیہ کی بحری افواج کا نقشہ بدلنے والا اور اس کی پوتی ایما کلارک گذشتہ دنوں برطانوی پریس کے سامنے آئی اور اعلان کیا کہ اس نے اسلام قبول کرلیا ہے اور پھر ساتھ ہی کہا کہ میں نے اسلام مغرب کی منافقانہ اقدار سے نفرت اور اس کے اردگرد بکھری غلاظت سے دور ہونے کے لئے قبول کیا۔ پورے پریس میں سنسنی دوڑ گئی۔ جب اس خاتون نے کہا کہ میں وہ واحد خاتون نہیں ہوں بلکہ برطانیہ کے ہزاروں بڑے بڑے خاندانوں کے افراد جن کی بنیاد پر برطانیہ کی اشرافیہ قائم ہے اسلام قبول کر چکے ہیں اور یہ کوئی بدلنے والا فیشن نہیں دلوں میں اترنے والی حقیقت ہے۔ اس اعلان کے بعد بی بی سی کے سابق ڈائریکٹر اپنی ایک تحقیق لے کر میدان میں آ گیا۔ اس نے کہا میرا نام یحیٰ ہے اور اس نے ایسے تمام بڑے بڑے سر نائٹ اور لارڈ حضرات کے ناموں کی ایک فہرست لوگوں کے سامنے پیش کر دی جو اسلام قبول کر چکے ہیں اس نے کہا کہ میری معلومات کے مطابق اس وقت تک 14200 اعلیٰ مناصب کے حامل افراد حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں یہ سب کے سب نسلاً' شکلاً اور عزت و مرتبہ کے حساب سے انگریز ہیں۔ نہ کبھی محکوم رہے ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی معاشی یا نفسیاتی یا غلامی مجبوری انہیں اس طرف مائل کرنے کا راستہ بنی ہے بلکہ سب کے سب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سکون قلب کا بہترین راستہ اسلام میں تلاش کیا ہے۔ یحییٰ برٹ نے کہا کہ ان سب کا کہنا ہے کہ یہ صرف اسلام کے مناسب' جامع روحانیت سے پُر پیام کا اعجاز ہے کہ ہم اس روشنی سے آشنا ہوئے۔

ادھر ایسکوتھ کی پوتی نے ہائی گرو کے علاقے میں ایک اسلامی باغ بنایا ہے جس میں مسجد اور اسلامی تعلیمات کا انتظام موجود ہے اور پردہ کے ساتھ سیر بھی۔ اور اب وہ دوسرے کے علاقے دوکنگ میں ایک کار پارک کو خرید کر اسے بھی ویسے ہی پارک میں منتقل کر رہی ہے۔ چالیس سال کا یہ انگریز ایرل آف ہاربروگ جو برطانیہ میں اٹھائیس ہزار ایکڑ اراضی کا مالک ہے جو شاید ہی چند لوگوں کے پاس ہوتی ہے۔ مسلمان ہوا تو اپنا نام عبدالمتین رکھا۔ پریس کے لوگ حیرانی سے پوچھنے لگے تو کہنے لگا تم اسلام کو پڑھ کر تو دیکھو۔

کرسٹینا بیکر جس کا نام کبھی عمران خان کے ساتھ لیا جاتا تھا کہنے لگی کہ اس نے اسلام کا ذکر تو عمران خان سے سنا لیکن اسے پڑھنے کے بعد حیرت میں ڈوبتی چلی گئی۔ کتنی دیر تک اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہ کر سکی کہ میرے اردگرد متعصب ذہن انگریز تھے جو کسی سفید چمڑی والے اور خصوصاً اعلیٰ نسل کے انگریز کا مسلمان ہونا برداشت نہ کر سکتے تھے۔

برطانیہ کے ایک بہت ہی سینئر بیوروکریٹ فرینک ڈربسن کا بیٹا احمد ڈربسن جس نے اسلام قبول کیا آج اسلام کا ایک بہت شعلہ بیان وکیل بن چکا ہے اور اس نے برطانیہ کی مسلم کونسل میں ایک کمیٹی بنائی ہے جسے Regenration Committe کہتے ہیں جس کا کام ہی اعلیٰ نسل کے گوروں کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ سب اعلیٰ نسل انگریز ایک وزارت خارجہ کے سابق سفیر اور برطانیہ کے خارجہ امور کے ماہر کی کتاب اسلام اور انسان کی منزل Islam and the Destiny of man پڑھ کر مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ شخص چارلس ایسٹن کہتا ہے کہ مجھے ہزاروں خط ایسے ملتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم عیسائیت اور مغرب کے غلیظ اور بھیانک روپ کے ساتھ منافقانہ رویے سے بیزار ہیں۔ ہمیں کوئی ایسا مذہب بتاؤ جو ان سب روایات و اقدار کو یکسر رد کرتا ہو اور پھر وہ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں اور انہیں کوئی مسلمان ہونے سے نہیں روک سکتا۔

ادھر ایسکوتھ کی پڑپوتی ایما کلارک نے کہا ہے کہ برطانیہ کو صرف ایک میلکم ایکس جیسے روحانی رہنما کی ضرورت ہے اور پھر دیکھیے جیسے اس نے امریکہ کے کالوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا کس طرح برطانیہ کے گورے جو جوق در جوق مسلمان ہوں گے یوں لگے گا جیسے ایک ہجوم جلوس کی صورت میں مسلمان ہونے کے لئے روانہ ہوا ہے۔ ان اعلیٰ نسل گوروں کے مسلمان ہونے کی وجہ ہے کہ ملکہ برطانیہ نے گذشتہ ہفتے سے بکنگھم پیلس میں جمعے کی نماز کے لئے وقفے کا اعلان کر دیا ہے تاکہ مسلمان نماز ادا کر سکیں یہ وہ قوم ہے جن کی راہ پر چلنے پر میرے ملک کے نواب' وڈیرے' دانشور' ادیب اور حکمران فخر کیا کرتے تھے اور آج بھی کرتے ہیں۔ عام آدمی اس سرزمین کے خواب دیکھتا تھا۔ بڑے بڑوں کا قبلہ اس طرف مڑتا ہے لیکن حیرت ہے کہ جب انہی مغرب کے رہنے والوں نے اپنے اردگرد دیکھا تو انہیں اس قبلہ حقیقی کی طرف منہ موڑنے میں صرف چند لمحے لگے جو دنیا کے بکھیڑوں میں خدا کا پہلا گھر تھا۔ وہ قوم تو آج بھی فخر سے کہہ سکتی ہے کہ ہمارے لوگوں نے حق کا راستہ اختیار کیا تو ہم نے قبول کرلیا لیکن پتہ نہیں کیوں میری شرمندگی' میری ذلت میری ندامت ختم ہونے کو نہیں آتی 14200 اعلیٰ نسل کے گورے مسلمان ہوتے ہیں تو بکنگھم پیلس میں جمعہ کے اوقات میں چھٹی ہو جاتی ہے اور جہاں ایوان صدر اور وزرائے اعظم اور اسمبلیاں مسلمانوں سے بھری پڑی ہیں وہاں جمعہ کی چھٹی پر یہ کہہ کر طنز کیا جاتا ہے کہ ہم پسماندہ کہلائیں گے' ہمارے ان داتا ہم سے روٹھ جائیں گے ہم کاروبار میں گھاٹے کا سودا نہیں کر سکتے۔ یہ تو میرے رب کا فضل ہے وہ جسے چاہے دنیا کی حرص و ہوس کا سودا دے دے اور جسے چاہے آخرت کے نفع کی پوٹلی پکڑا دے۔

بشکریہ روزنامہ جنگ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مراسلات

☆............صوفی ڈاکٹر محمد اسلم............چاہل کلاں، گوجرانوالہ

آپ معذوری کے باعث سالانہ اجتماع میں شرکت سے محروم ہیں۔ شفائے قلب پروگرام کے عنوان اپنے جذبات روانہ کئے ہیں جو پیش خدمت ہیں۔

شفائے قلب پروگرام

دارالعرفان کی خنک خنک فضاؤں میں پھر بہاروں کا جوبن ہوگا۔ وہاں کیا خوب وجد کا سماں ہوگا جس کی سچائی اور پاکیزگی پر ماحول گواہ ہوگا۔ جہاں بادنسیم دھیرے دھیرے چل کر شگفتگی اور تازگی کا باعث ہوگی۔ وہاں کتنی کلیاں پھول بنیں گی اور کتنے پھول اپنی خوشبوئے دلنواز بکھریں گے...... کتنے عاشقان شوق دارالعرفان میں جمع ہونگے جہاں کی معطر فضائیں ان کی روح کی بالیدگی کے لئے مہمیز ثابت ہوں گی۔ جہاں ہر اک کا شوق ماسوا ہوگا جہاں ہجوم عاشقاں میں امیر مکرم شیخ معظم مثل مہر ومہ ہوگا۔ جہاں مبتدیان راہ شوق، راہروان وفا، صوفیان باصفا، کاملان حقیقت اور عارفان حق اپنے شیخ مکرم ومحترم کی زیارت پرمسرت سے دلوں کو شاد اور من کی دنیا کو آباد کریں گے۔

دارالعرفان میں جب محافل ذکر ہوں گی تو اک جہان کیف ومستی آباد ہوگا جہاں عالی مرتبت شیخ مکرم کی توجہ کی ہلکی ہلکی برسات سالکین کے قلوب کو شفقت کے نور سے غسل دے کر صیقل کرے گی تو انکے قلوب فسق تکبر، حرص، ریا، ناشکری، لالچ، حسد، منافقت، عجب، چغلی، خودغرضی اور نفاق جیسے مہلک امراض روحانی سے شفایاب ہونگے۔ جب قلوب سے تاریکیاں دور ہوں گی تو سالکین کے قلوب محبت والفت اور اتباع حسنہ کے پیارے رنگوں میں مستغرق ہوں گے اور اللہ پاک کے احسن رنگوں میں رنگ کر چمک اٹھیں گے۔ انہی وجد آمیز لمحات میں سالکان شوق کی تشنگی محبت کی مئے ناب سے فرو ہوگی جہاں پر طالب اپنی حیثیت سے زائد شادکام ہوگا جس سے ان کی روحانی تھکان اور پژمردگی کافور ہو جائے گی۔ وہاں انہیں حیاتِ نو کا مژدہ جانفزا عطا ہوگا تاکہ کارگر حیات میں جاکر وہ سچے مسلمان ثابت ہوں۔ ان کے دلوں میں اتباع حضور ﷺ کی شمع روشن ہو۔

اس افراتفری کے دور میں جب دارالعرفان میں ایک سلسلہ دل گداز برپا ہوگا تو کتنے پروانے نیم بسم ہوکر نور شیخ کا طواف کریں گے۔ وہ عالم تو اک دیدنی عالم ہوگا۔ جہاں چشم فلک گواہ ہوگی۔ جہاں عالی مرتبت امیر مکرم شیخ معظم کا فیض عام ہوگا۔ یہاں جناب کے گلہائے کلام سے سالکین اپنی جھولیاں بھریں گے اور اپنی دنیا آباد کریں گے جہاں محترم اکابرین اپنا خلوص نچھاور کریں گے جہاں کاملین واصل باللہ ہونگے۔ جہاں عارفان حق شادکام ہونگے۔ میرا ان سب کی خدمت میں سلام ہو۔ میری جان سرتاج سالکاں امیر مکرم شیخ معظم پر فدا ہو جن کی اک نگہہ کیمیا نے مجھ جیسے احمق کو انسان بنا دیا اور راہ سلوک کے رموز سے آشنا فرما دیا۔

میں فدا راہ سلوک کے جہاں جگمگا رہے ہیں میرے شیخ کے نقش پا
شیخ مدظلہ ہے عالی مرتبت جو میرا ہادی ہے اور میرا راہنما

☆............انجینئر عبدالرزاق اویسی، ٹوبہ ٹیک سنگھ

آپ نے نعت رسول مقبول بھجوائی ہے۔ پیش خدمت ہے۔

نعت رسول مقبول

یا الٰہی، نعت گوئی میری سانسوں میں بسے
موت کی دہلیز تک نہ تشنگی کم ہو سکے
مرض استقا میں جیسے ہو گیا جو مبتلا
پی کے پانی کے سمندر وہ پیاسا ہی مرا
جس کی تعریفیں کرے خود خالق ارض وسما
ایک مشتِ خاک سے ہو کیسے اس کا حق ادا
نعت لکھنا سیکھ لے تو آپؐ کے اصحابؓ سے
اپنی شہ رگ کے لہو سے جو اسے لکھتے رہے
نقش تابندہ کو چننے جو چلے پلکوں کے بل
آپؐ کے آب دہن کو اپنے منہ پہ لیتے مل
آپؐ کے دیں کا گلستان اب گیا ہے یوں اجڑ
کہ لگے اس کی بحالی ایک دیوانے کی بڑ
ہے یقیں ہم کو مگر کہ اب خزاں ہوگی فرار
پھر کھلیں گے پھول کلیاں پھر سے آئے گی بہار
تو نفاذ دیں کی خاطر کر اویسی ہر جتن
ورنہ تیری نعت گوئی ہے فقط مشق سخن

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆............محمد عمران بلوچ، مظفر گڑھ

انہوں نے 14 اگست کے حوالے سے نظم بھجوائی ہے چھاپنے کا اصرار تھا" تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

نظم

آرہا ہے 14 اگست اور مسلم قوم بھی
کر رہی ہے جشن کی تیاریاں
بھلا کے اپنے دین اور ایمان کو
ہو رہی ہیں کفر پہ سواریاں
ہر سال کے اس جشن کا رزلٹ ہے
معاشرے میں بڑھ گئیں بدکاریاں
جشن سے بھوک کیا مٹ جائے گی
سج رہی ہیں پھر کیوں یہ پھلواریاں
ہر 14 اگست ہم کو یہ پیغام دے
مہنگائی کی ڈھادو پھر قہاریاں
آج بھی ہم مغرب کے غلام ہیں
اُتار کے یہ پھینک دو بندھاریاں
موجود ہیں جو لیڈروں کے بھیس میں
نکال دو اس ملک سے بیماریاں
ہو حکومت تو صرف اسلامؐ کی
مشکلیں آسان ہوں گی ساریاں